

چند باتیں

محترم قارئین! سلام سنون!

کاغذی قیامت ابھی برپا ہے، اس کا دوسرا اور آخری حصہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ مجرموں نے اس بار پوری دنیا کی حکومتوں کو بُری طرح بوکھلا کر رکھ دیا ہے۔ انہوں نے اس بار دنیا کے نظام معیشت پر ضرب لگاتی ہے اور ضرب بھی اتنی کاری کہ اس کی تباہ کاریوں کی کوئی آخری حد بھی نہیں۔

موجودہ دور دراصل ذہنی صلاحیتوں کے بھرپور استعمال کا دور ہے اور اس کہانی میں بھی بین الاقوامی مجرموں کی — ذہنی صلاحیتوں کی بھرپور عکاسی ہوتی ہے بین الاقوامی طور پر حالات و واقعات کچھ اس تیزی سے رُخ بدلتے رہتے ہیں کہ دنیا میں رہنے والا ہر فرد اس کی لپیٹ میں آجاتا ہے کاغذی نوٹوں پر اس کا صدیوں کا اعتماد مجرموں کی ایک ہی ضرب سے اس طرح چکنا چور ہو جاتا ہے کہ وہ حیرت سے بُت بنارہ جاتا ہے اور اُسے یقین نہیں آتا کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن ایسا اس کے سامنے ہو رہا ہوتا ہے اور سولے شدید بے بسی کے اس کے پاس اور کچھ باقی نہیں رہتا۔

اس حصے میں عمران اور اس کے ساتھیوں کی صلاحیتیں بھی اپنے پورے عروج پر دکھائی دیتی ہیں۔ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو غیر اہم اور ایک پسماندہ ملک کی سیکرٹ سروس سمجھ کر سپرپاؤز نے نظر انداز کر دیا تھا۔ لیکن اس کا نتیجہ کیا نکلا؟ کیا واقعی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی کوئی اہمیت نہ تھی؟ سپرپاؤز کی سیکرٹ سروسز

کاغذی قیامت

حصہ دوم

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
•
C
O
M

پر مشتمل ٹیم کو عمران اور اس کے ساتھیوں کو نظر انداز کرنے کا جو خمیازہ مہکتا پڑا۔ وہ ناقابل فراموش ہے۔

عمران کی ذہنی صلاحیتیں بھی اس کہانی میں اپنے پورے عروج پر دکھائی دیتی ہیں اور جب مقابلہ ایسے بین الاقوامی مجرموں سے ہو جنہوں نے پوری دنیا پر موت کے خونناک سائے پھیلا دیتے ہوں تو پھر جو بھی ہو جلتے کم ہے۔

یہ کہانی اپنے منفرد پلاٹ — کردار نگاری — حالات و واقعات میں لمحہ بہ لمحہ پیدا ہونے والے انقلابات — عمران کی ذہنی صلاحیتوں کی بھرپور عکاسی کے لحاظ سے جاسوسی ادب میں ایک ناقابل فراموش حیثیت رکھتی ہے۔

مجھے یقین ہے کہ اس کہانی کو آپ دنیا کی ہر زبان میں شائع ہونے والے عظیم جاسوسی ادب کے مقابلے پر رکھنے میں ذرہ برابر بھی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کریں گے۔

والسلام

منظہر کلیم ایم۔ اے

RA
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

”یہ تو بڑی آسانی سے قابو میں آگئے عمران صاحب“ — بلیک زیرو نے میز کی دوسری طرف بیٹھے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔
”ہاں! — وہی ایک نازک لمحہ تھا — جب سفدر اور شکیل بیہوش پڑے ہوئے تھے — اور میں ناف تک زمین میں دھنسا طارقی کی ٹین گن کا نشانہ بننے والا تھا — اس کے بعد تو سب کچھ آسان ہی ثابت ہوا“ — عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

”اب کیا پروگرام ہے“ — بلیک زیرو نے پوچھا۔
”سوچ رہا ہوں کہ کیا اقدام کروں — ایک تو جی چاہتا ہے کہ مار تھ پول پہنچ کر مادام کیٹ سے ٹکرا جاؤں — مگر دوسرے لمحے یہ خیال آتا ہے کہ ہمارا ملک تو کم از کم جعلی کرنسی کے سکیئنڈل سے بچ گیا — اور بھری پاؤں نے جب ہمیں گھاس نہیں ڈالی — تو پھر خود ہی مہکتیں“ — عمران نے روٹھی ہوئی بیوی کا سا انداز بناتے ہوئے کہا۔

پھر اس سے پہلے کہ بلیک زیرو کوئی جواب دیتا۔ میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی اور بلیک زیرو نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔
"ایکھٹو"۔ بلیک زیرو نے مخصوص لہجے میں کہا۔
"سلطان بول رہا ہوں"۔ دوسری طرف سے سرسلطان کی گھمبیر آواز سنائی دی۔

"یس سرا"۔ طاہر بول رہا ہوں"۔ سرسلطان کی آواز سننے ہی بلیک زیرو نے اپنی اصل آواز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
"عمران کہاں ہے"۔ سرسلطان نے اسی طرح گھمبیر لہجے میں سوال کرتے ہوئے پوچھا۔

"بیٹھے ہیں"۔ بات کیجئے"۔ بلیک زیرو نے کہا اور رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"ہاں جناب عالی!۔ بندہ پرور"۔ سخی سرور"۔ کیا ہو گئی ہے کوئی نئی گڑبڑ"۔ عمران نے باقاعدہ شاعری کا آغاز کرتے ہوئے کہا۔
"عمران!۔ تمہیں کتنی بار سمجھایا ہے کہ مجھ سے سنجیدہ لہجے میں بات کیا کرو"۔ سرسلطان نے غصیلے انداز میں جواب دیا۔

"سنجیدہ اور رنجیدہ"۔ ہم قافیہ ہیں"۔ اور چونکہ میں رنجیدہ کو کسی مصرعے میں استعمال نہیں کرنا چاہتا۔ اس لئے سنجیدہ کا آنا بھی نا ممکن ہے البتہ آپ کہیں تو فہمیدہ"۔ چکیہ"۔ گرگ باراں دیدہ فتم کے لہجے میں بات ہو سکتی ہے"۔ عمران کی زبان جھلا کہاں رکتے والی تھی۔

"کیا میں رسیور رکھ دوں"۔ سرسلطان کا موڈ اور بگڑ گیا۔
"ظاہر ہے"۔ آپ کے پاس دل تو ہے نہیں جو کسی کے قدموں میں

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

رکھ دیں گے"۔ اب آپ رسیور ہی رکھ سکتے ہیں"۔ جدید دور کے عاشق تو یہی کر سکتے ہیں"۔ ویسے آپ سلطان"۔ عالی شان"۔ ذیشان"۔ ایمان"۔ اوہ سوری!۔ غلط قافیہ کہہ گیا ہوں"۔ معاف کیجئے"۔ نئی نئی شاعری شروع کی ہے"۔ بس کبھی کبھی وزن گر پڑتا ہے"۔ پھر کسی ویٹ لفٹر کو بلانا پڑتا ہے"۔ تب ہی وہ وزن اٹھاتا ہے"۔ عمران شاید سرسلطان کو زہرچ کرنے پر تئل گیا تھا۔

"حالات انتہائی خراب ہو گئے ہیں"۔ صدر مملکت نے فوری رپورٹ طلب کی ہے"۔ اور تمہیں شاعری کی سوچ رہی ہے"۔ سرسلطان آخر مچھٹ پڑے۔

جناب ہیڈ سلطان صاحب!۔ مسئلہ حل ہو گیا ہے۔ مجرم جیل جا چکے ہیں"۔ میں نے سوچا کہ اس بار منظوم رپورٹ پیش کروں مگر یہ قافیہ اور ردیف کسی طرح قابو میں ہی نہیں آ رہے"۔ کبھی قافیہ بھاگ جاتا ہے"۔ تو کبھی ردیف فرار ہو جاتی ہے"۔ بس اسی پکڑ دھکڑ میں لگا ہوا ہوں"۔ جیسے ہی یہ سب قابو میں آئے رپورٹ آپ تک پہنچ جائے گی"۔ ویسے اگر آپ کہیں تو پہلا بند ترنم سے ٹیلیفون پر ہی سنا دوں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو"۔ مجرم پکڑے گئے ہیں"۔ کیا وہ جعلی کرنسی والے"۔ سرسلطان کی آواز میں یکدم جوش عود کر آیا تھا۔

"جی ہاں!۔ وہ جعلی کرنسی والے مجرم تو پکڑے گئے ہیں"۔ مگر یہ قافیہ ردیف ابھی نہیں پکڑے جا رہے"۔ میں نے تو بلیک زیرو سے کہا تھا کہ سیکرٹ سروس کی خدمات مستعار دے دو"۔ تاکہ سارے قافیہ ردیف

گرفتار ہو جائیں۔۔۔ مگر یہ کالا صفر اکڑا ہوا ہے۔۔۔ کہتا ہے کہ سیکرٹ سروس کو مجرموں کے پکڑنے کی تنخواہ ملتی ہے۔۔۔ قافیہ ردیف پکڑنے کی نہیں۔۔۔ اور اگر آپ پکڑنا ہی چاہتے ہیں تو پھر ڈبل اور ٹائم دینا پڑیگا۔ اور آپ جانتے ہیں کہ مجھ حقیر فقیر کے پاس سولتے دعاؤں کے اور کچھ بھی نہیں ہے۔۔۔ مگر دعائیں معاوضے میں لینے پر یہ تیار نہیں ہے۔۔۔ ظاہر ہے اب ایک صورت ہے۔۔۔ عمران کی زبان میریٹھ کی قینچی کی طرح مسلسل چل رہی تھی۔

”تم بکواس بند نہیں کرو گے۔۔۔ سیدھی طرح بتاؤ کیا ہوا۔۔۔؟“ مجرم کیسے پکڑے گئے۔۔۔؟“ سر سلطان نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔ ”آہستہ بولیں جناب۔۔۔ آپ کی آواز میرے کان کے اندر کہیں گہرائی میں اتر گئی تو اسے ہلکا کرنے کے لئے غوطہ خوروں کی خدمات حاصل کرنا پڑیں گی اور۔۔۔ ارے ارے۔۔۔ سلطان صاحب!۔۔۔ ارے آپ فون ہی بند کر گئے۔۔۔ اتنی جلدی۔۔۔“ عمران نے آخر میں چیختے ہوئے کہا اور پھر بڑے مایوسانہ لہجے میں رسیور واپس کر ڈیل پر رکھ دیا اور یوں منہ لٹکا لیا جیسے کسی شاعر کا شعر سن کر جب لوگ خاموش بیٹھے رہتے ہیں تو شاعر بچا کے کا منہ سینکڑوں فٹ لٹک جاتا ہے۔

”آپ نے بھی سر سلطان کو زچ ہی کر دیا۔۔۔“ بلیک زیرو نے سننے ہوئے کہا۔ ”یار بڑے دنوں سے زبان میں کھجلی ہو رہی تھی۔۔۔ مگر سلطان جلد ہی بھاگ گئے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

اسی لمحے ٹیلیفون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی اور بلیک زیرو نے رسیور اٹھا لیا۔

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

”ایکٹو۔۔۔“ بلیک زیرو نے کہا۔

”طاہر!۔۔۔ میں سلطان بول رہا ہوں۔“ سر سلطان کی آواز دوسری طرف سے سنائی دی۔ لہجہ بے حد سنجیدہ تھا۔ ”جی فرمائیے۔“ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور سامنے بیٹھے عمران کو آنکھ مار دی۔

”کیا رپورٹ ہے۔۔۔ تفصیل سے بتاؤ۔“ سر سلطان نے قدرے حکمانہ لہجے میں کہا۔

”جناب!۔۔۔ مجھے تفصیلات کا علم نہیں ہے۔۔۔ سارا کام عمران صاحب نے خود ہی کیا ہے۔۔۔ البتہ اتنا معلوم ہے کہ گروہ کا قلع قمع ہو گیا ہے۔۔۔ مجرم پکڑے گئے ہیں۔“ بلیک زیرو نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”سنو طاہر!۔۔۔ صدر مملکت اس سلسلے میں انتہائی پریشان ہیں۔۔۔ انہوں نے فوری رپورٹ طلب کی ہے۔۔۔ کیونکہ مجرموں نے ایکریمیا میں جعلی کرنسی پھیلا دی ہے۔۔۔ اور اس وقت ایکریمیا پر قیامت ٹوٹی ہوئی ہے۔۔۔ پورا ایکریمیا سنگین ترین معاشی بحران کی زد میں آ گیا ہے۔۔۔ اس لئے ہر ملک میں شدید ترین پریشانی کی لہر دوڑ گئی ہے۔۔۔ مگر عمران ہے کبے وقت کی راگنی چھیڑ کر بیٹھ جاتا ہے۔“ سر سلطان نے کہا۔

”اوہ!۔۔۔ اگر ایسا ہے تو واقعی یہ انتہائی سنگین مسئلہ ہے۔۔۔ آپ عمران صاحب سے بات کر لیں۔“ بلیک زیرو نے بھی سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا اور پھر رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

”جی فرمائیے۔“ عمران نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔ شاید

اس کے کانوں میں بھی سرسلطان کی آواز پہنچ گئی تھی۔

”عمران!۔۔۔ حالات انتہائی نازک ہیں۔۔۔ تمہیں معلوم ہے کہ ہماری کرنسی کا تعلق بین الاقوامی طور پر ایکریمن کرنسی سے ہے۔۔۔ مگر ایکریما پر اس وقت قیامت ٹوٹی ہوئی ہے۔۔۔ پورے ملک میں جعلی کرنسی کا سیلاب آگیا ہے۔۔۔ تمام کاروبار اور لین دین یکسخت رک گیا ہے۔۔۔ پوری دنیا کے ملکوں نے فوری طور پر ایکریمن کرنسی سے تعلق توڑ دیا ہے۔ ہم نے بھی مجبوراً ایسا کیا ہے۔۔۔ لیکن اگر مجرم ایکریما جیسے طاقتور ترین ملک میں ایسا کر سکتے ہیں تو ہمارے ملک میں بھی ایسا ہو سکتا ہے۔۔۔ اس لئے صدر مملکت بے انتہا پریشان ہیں۔۔۔ سرسلطان نے عمران کو سنجیدہ دیکھ کر تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اوہ!۔۔۔ واقعی ایکریما کے لئے یہ تاریخ کا ہولناک ترین دور ہوگا۔ بہر حال صدر مملکت کو کہہ دیجئے کہ پاکیشیا میں ایسا نہیں ہوگا۔۔۔ میں نے مجرموں کو کپڑ لیا ہے۔۔۔ اور اگر وہ ایسا کرنا چاہیں گے تو انہیں نئے سرے سٹ آپ کرنا پڑے گا۔۔۔ جس کے لئے طویل عرصہ چاہیے۔“ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ویری گڈ!۔۔۔ لیکن عمران بیٹے!۔۔۔ خطرہ تو بہر حال موجود ہے گا۔“ سرسلطان نے کہا۔

”ہاں!۔۔۔ خطرہ تو ہے گا۔۔۔ اور خطرے کا مکمل سدباب تو ایسی صورت میں ہو سکتا ہے۔۔۔ کہ اس تنظیم کو ہی جڑ سے اکھاڑ پھینکا جائے۔۔۔ مجھے ایسی معلومات ملی ہیں کہ مجرموں کے ہیڈ کوارٹر پر حملہ کیا جاسکتا ہے۔۔۔ مگر میں اس لئے خاموش ہوں کہ جب پتھر پائونڈز نے مجرموں کے خلاف تنظیم بناتے

وقت ہمیں نظر انداز کر دیا ہے تو اب خود ہی نتائج جھگتیں۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

”ہاں!۔۔۔ یہ بات تو ہے۔۔۔ بہر حال میں صدر مملکت سے بات کرتا ہوں۔۔۔ پھر اس سلسلے میں مزید بات کریں گے۔“ سرسلطان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

”میسر اخیاں ہے کہ ہمیں نارمڈ پول جانا ہی پڑے گا۔“ عمران نے رسیور رکھتے ہوئے کہا۔

”نارمڈ پول۔۔۔ بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا۔

”ہاں!۔۔۔ اس تنظیم کا ہیڈ کوارٹر نارمڈ پول میں ہے۔“ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”مگر اتنی خوفناک تنظیم کا خاتمہ اتنی آسان بات تو نہ ہوگی۔“ بلیک زیرو نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

”آسان تو دنیا میں کوئی چیز نہیں ہوتی۔۔۔ مگر میرا تجربہ ہے کہ جتنی خوفناک تنظیم ہو۔۔۔ اتنی آسانی سے قابو میں آجاتی ہے۔۔۔ بہر حال دیکھو! صدر مملکت کیا فیصلہ کرتے ہیں۔“ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر اٹھ کر وہ لائبریری کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

وہ دراصل میڈم کیٹ کی فائل دیکھنا چاہتا تھا تاکہ اگر اس سے ٹکراؤ ہو بھی جائے تو اس سلسلے میں بنیادی معلومات تو معلوم ہوں۔

مختصری دیر بعد وہ میڈم کیٹ کی فائل اٹھا کر واپس آپریشن روم میں آگیا اور اس نے فائل کھولی اور اس کے مطالعے میں مصروف ہو گیا۔

تو لوگوں نے گھر میں موجود کچھ نہ کچھ کھانے پینے کے سامان سے گزارا کیا مگر جب یہ خبر پھیل گئی کہ حکومت کے سونے کے محفوظ ذخائر بھی غائب کر دیئے گئے ہیں تو حالات ناگفتہ بہ ہو گئے اور مہجور کے لوگ گھروں سے نکل کر کھانے پینے کی دکانوں پر ٹوٹ پڑے۔ غلے کے سرکاری گودام لوٹ لئے گئے، ہر طرف ایک قیامت سی برپا ہو گئی۔ پولیس اور فوج بھی بے بس ہو گئی کیونکہ ظاہر ہے وہ اپنے ہی لوگوں کو مجبورک سے مرتے تو نہ دیکھ سکتے تھے۔

گلیوں اور بازاروں میں بڑی چھوٹی مالیت کے نوٹ روپی کاغذوں کی طرح اڑتے پھر رہے تھے اور کوئی انہیں اٹھا کر ایک نظر دیکھنے کا بھی روادار نہ تھا۔ اگر نوٹوں کے ڈھیر کے نیچے روپی کا کوئی ٹکڑا پڑا مل جاتا تو لوگ دیوانہ وار اس روپی کے ٹکڑے پر ٹوٹ پڑتے۔ سرٹشس نے اپنے پاس موجود کرنسی نوٹ نکال کر گلیوں میں پھینک دیئے تھے کیونکہ اب یہ ناکارہ اور فضول ہو چکے تھے ہزاروں نوٹوں کے بدلے میں ایک روپی بھی حاصل نہ کی جاسکتی تھی۔ مائیں روٹی کے بدلے میں اپنے بچے تک نہ بچنے پر تیار ہو گئی تھیں مگر انہیں خریدے کوں؟ ایکریما جو معاشی طور پر پوری دنیا میں خوشحال سمجھا جاتا تھا یکدم ہولناک قحط کا شکار ہو گیا۔ حکومت بار بار اپیلیں کر رہی تھی کہ وہ حالات کو سنبھالنے کی بے حد کوشش کر رہی ہے۔ مگر بے سود۔ لوگ اب حکومت کے خلاف نعرے لگا رہے تھے۔ وہ صرف خوراک مانگتے تھے۔ انہیں اسمبلیاں۔ بلڈنگیں۔ نوکریاں۔ کاریں۔ مکان۔ کچھ نہیں چاہیے تھا۔ وہ صرف خوراک کے خواہاں تھے تاکہ اپنا اور اپنے بچوں کا پیٹ بھر سکیں۔ مگر غلہ کہاں سے آتا؟ جن کے پاس تھا انہوں نے چھپا لیا تھا اور جن کے پاس نہ تھا وہ اس کی تلاش میں مارے مارے پھر رہے تھے۔

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
•
C
O
M

پوسے ایکریما پر ہولناک قیامت ٹوٹ پڑی تھی۔ وہ ایکریما جو دفائی لحاظ سے اپنے آپ کو ناقابل تسخیر سمجھتا تھا۔ مجرموں کے ایک ہی حملے میں اپنی تاریخ کے بھیانک دور میں داخل ہو چکا تھا۔ جعلی کرنسی کے سکینڈل نے پوسے ملک کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔ ہر طرف شدید انفرالفری کا عالم تھا۔ تمام کاروبار۔ بینک۔ دفاتر۔ کلب۔ ہوٹل۔ دکانیں۔ ادارے یکھنٹ بند ہو گئے تھے۔ جعلی کرنسی ایسے بہترین انداز میں چھاپی گئی تھی کہ اس کی پہچان ناممکن ہو چکی تھی۔ اور پھر جب سے تمام ریڈیو سٹیشنوں اور ٹیلی ویژن اسٹیشنوں سے جعلی کرنسی کے بارے میں نشریات روک کر اعلان کر دیا گیا تھا۔ اصل کرنسی بھی جعلی بن گئی تھی۔ کرنسی کی پشت پر جو اعتماد تھا وہ ختم ہو گیا تھا اور وہی نوٹ جن کی خاطر ایک دوسرے کے گلے کاٹے جا رہے تھے۔ اب کاغذوں کے حقیر اور بے مصرف ٹکڑے بن چکے تھے۔ کھانے پینے کے سامان کی شدید ترین قلت ہو گئی تھی۔ ایک روز تک

حکومت ایگریما نے انسانی ہمدردی کی بنا پر پوری دنیا سے خوراک بطور امداد بھیجنے کی اپیلیں کیں اور کچھ ملکوں نے امداد بھی کی مگر کب تک ؟ اور کتنی ۔۔۔ دنیا کے ہر ملک کو یہ فکر پڑ گئی تھی کہ سب ان کا حشر بھی ایگریما جیسا ہو جائے۔ اس لئے ہر ملک نے غلہ سٹاک کرنا شروع کر دیا اور تقریباً ہر ملک کے لوگوں نے بھی زیادہ سے زیادہ غلہ خریدنا شروع کر دیا تھا اس طرح ایگریما کی طرح مگر اس سے قدرے کم پوری دنیا کے حالات بگڑتے چلے گئے۔ غلے کی قیمتیں یکدم آسمان پر پہنچ گئیں اور لوگ بھوکے مرنے لگے اور پھر اس وقت حکومت کے خلاف نفرت اور زیادہ پھیل گئی جب مجرموں کی طرف سے اعلان کیا گیا کہ اگر ایگریما کا اقتدار ان کے حوالے کر دیا جائے تو وہ سونے کی اشرفیاں کرنسی کے طور پر استعمال کرے گی اور پورے ایگریما کے ہر فرد کو ایک مہینے کی خوراک مفت مہیا کرے گی۔

اس اعلان کے ہوتے ہی پورے ایگریما کے عوام مجرموں کے حق میں اور حکومت کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے۔ جیسے نکلنے لگے کہ حکومت ان کے حوالے کی جائے جو ملک کو غلہ فراہم کر سکتے ہیں چاہے وہ مجرم ہی کیوں نہ ہوں۔ مگر ظاہر ہے حکومت اتنی آسانی سے ملک کی باگ ڈور مجرموں کے ہاتھوں میں کیسے دے سکتے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ملک میں خونریز فسادات پھوٹ پڑے۔ عوام پولیس اور فوج کے درمیان فسادات شروع ہو گئے اور لوگ اس کے نتیجے میں تکلیفوں کی طرح مرنے لگے۔

ایگریما کے صدر نے ملک میں ہنگامی حالات کا اعلان کر دیا اور پورے ملک میں کرنیو نافذ کر دیا گیا اور ملک کا انتظام فوج کے حوالے کر دیا گیا مگر لوگ اب فوج سے بھی ٹکرانے لگے۔ اور پھر آہستہ آہستہ فوج نے بے تحاشا

فائرنگ کر کے حالات کو کسی حد تک سنبھال لیا اور لوگ موت کے خوف سے اپنے اپنے گھروں میں دبک گئے۔

مگر فوج بھی یہ بات اچھی طرح جانتی تھی کہ یہ عارضی خاموشی بہت خوفناک ہے اور جلد ہی کوئی ایسا اقدام نہ کیا گیا جس سے لوگوں کی خوراک کا مسئلہ حل نہ ہوا تو یہ خاموشی کسی بھی لمحے طوفان کی طرح پھٹ پڑے گی۔ اور پھر ظاہر ہے کہ پورا ملک ہی تباہ و برباد ہو کر رہ جائے گا۔ اس لئے فوج کے جنرلوں نے بھی حکومت کو الٹی میٹم دے دیا تھا کہ چوبیس گھنٹوں کے اندر اندر اس صورت حال کا کوئی ایسا حل نکالا جائے جو لوگوں کو قابل قبول ہو۔ ورنہ وہ بھی پیچھے ہٹ جانے پر مجبور ہوں گے۔

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
•
C
O
M

”میرا تو خیال ہے کہ ہم خوفناک قسم کا ڈانٹا میٹ لے کر ہیڈ کوارٹر میں داخل ہوں اور پھر ہیڈ کوارٹر تباہ کر دیں۔“ — بلیک نے کہا۔

مگر اس بات پر غور کیا جائے کہ آخر ہم ہیڈ کوارٹر میں داخل ہو کر کریں گے کیا؟ — پوٹان نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔
 "کیا کریں گے — مادام کو ختم کریں گے؟" — چیف شاکل نے

مگر اتنا خوفناک ڈائنامیٹ آئے گا کہاں سے؟ چیف شاکل

نے جواب دیا۔

"یہاں میرا ایک واقعہ ہے جو درپردہ اسلحے کا کاروبار کرتا ہے اس سے ہر قسم کا خوفناک اسلحہ مہیا ہو سکتا ہے۔ مگر رقم کا بندوبست کرنا ہوگا۔" بلیک نے کہا۔

"رقم کی فکر نہ کریں۔ کسی اعلیٰ قسم کے جوئے خانے میں جیتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ ایک ہی رات میں ہم اپنی ضرورت کی رقم حاصل کر لیں گے۔" چوٹان نے جواب دیا۔

"تو ٹھیک ہے۔ تم دونوں جوئے خانے پہنچو۔ میں اس آدمی سے بات کر کے وہیں آ جاؤں گا۔ کل اپنی مرضی کا اسلحہ لیکر پھر ہیڈ کوارٹر میں داخلے کا پروگرام بنائیں گے۔" بلیک نے تجویز پیش کی۔

ایک اور تجویز آئی۔ "میرے ذہن میں" چیف شاکل نے کہا۔ "کوئی۔۔۔ تاؤ شاید وہ اس سے بھی زیادہ بہتر ہو۔" بلیک اور چوٹان نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں اسلحے کے چکر میں پکڑنے کی بجائے ہیڈ کوارٹر میں خفیہ طور پر داخل ہونا چاہیے۔ اور پھر وہاں کے کسی اچھے عہدے والے شخص کو ختم کر کے اس کا میک اپ کر لیا جائے۔ اس طرح ہیڈ کوارٹر کے کسی اہم حصے تک پہنچا جائے۔ ڈائنامیٹ اور اسلحہ ہمیں وہیں سے ہی مل جائے گا۔" چیف شاکل نے کہا۔

"مگر خالی ہاتھ جانا تو بہت بڑا رسک ہے۔" نجانے وہاں کیسے

حالات پیش آئیں۔۔۔ بلیک نے اعتراض کرتے ہوئے کہا۔

"دیکھو بلیک!۔۔۔ یہ تنظیم کوئی عام مجرموں کی تنظیم نہیں ہے۔ یہ بین الاقوامی مجرم ہیں۔ اور ان کے پاس جدید قسم کے آلات بھی ہیں۔ اس لئے اگر ہم کوئی خطرناک شے لیکر ہیڈ کوارٹر میں داخل ہوئے تو فوراً پکڑے جائیں گے۔ مجھے یقین ہے کہ انہوں نے اعلیٰ سائنسی پیمانے پر ہیڈ کوارٹر کے گرد خفیہ حصار قائم کیا ہوا ہوگا۔ لیکن اگر ہم بغیر اسلحہ کے داخل ہوئے تو شاید ہم ٹپس نہ ہو سکیں۔" چیف شاکل نے کہا۔

"تمہاری بات دل کو لگتی ہے۔ ایسا ہی کرنا چاہیے۔ لیکن عمار مقصد صرف یہی ہونا چاہیے کہ جس قدر جلد ممکن ہو سکے اس ہیڈ کوارٹر کو تباہ کر دیا جائے۔" بلیک نے تاکید کرتے ہوئے کہا۔

"تو پھر ایسا ہے کہ ہم صرف زیر وون ٹرانسمیٹر سے آپس میں رابطہ رکھیں اور علیحدہ علیحدہ ہیڈ کوارٹر میں داخل ہونے کا پروگرام بنائیں۔" چوٹان بھی اس تجویز پر رضامند ہو گیا اور پھر انہوں نے مزید تفصیلات طے کیں اور تھوڑی دیر بعد وہ باری باری کیفے سے نکل کر آگے بڑھتے چلے گئے۔

RA
AF
FRE
XO
@H
OT
M
A
I
L
•
C
O
M

ہال میں موجود ہر فرد کا چہرہ سُتا ہوا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ سب کسی کو دفنا کر ابھی ابھی واپس آئے ہوں۔ ہال میں موجود بڑی بیضوی میز کے گرد بیس کرسیاں موجود تھیں جن میں سے اٹھارہ کرسیاں میز کے دونوں اطراف میں اور دو کرسیاں آمنے سامنے کے دونوں کونوں میں رکھی ہوئی تھیں ان میں سے دائیں کونے والی کرسی خاصی بڑی اور آرام دہ تھی۔ میز پر ہر آدمی کے سامنے ایک ایک چھوٹا سا مائیک رکھا ہوا تھا اور ساتھ ہی سادے کاغذوں کا ایک ایک پیڑ بھی موجود تھا۔ انیس کرسیوں پر قیمتی سوٹوں میں ملبوس افراد موجود تھے جبکہ دائیں کونے والی کرسی خالی تھی۔

یہ انیس افراد ایکریمسٹن حکومت کے انتہائی اعلیٰ عہدیدار تھے بیسویں کرسی صدر کے انتظار میں خالی تھی۔ وہ سب خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ مگر ان سب کے چہروں پر جیسے پریشانیوں کا ثبوت ہو کر رہ گئی تھیں۔ چند لمحوں بعد دائیں کونے میں موجود کرسی کی بالکل پشت پر دیوار میں

ایک دروازہ کھلا اور صدر ایکریمیا ڈھیلے قدم اٹھاتے اندر داخل ہوئے ان کے سوٹ پر بے پناہ سلٹیں تھیں اور چہرے پر موجود شکنیں گہری پریشانی ظاہر کر رہی تھیں۔ وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتے خالی کرسی پر آکر بیٹھ گئے۔

”تازہ ترین رپورٹ کیا ہے؟“ صدر نے دھیمے لہجے میں پوچھا۔

”جناب! فوج نے ملک کا کنٹرول سنبھال لیا ہے۔ کرفیو نافذ ہے۔ اور قدرے امن وامان ہے۔ مگر فوجی جرنیلوں کے نزدیک یہ خاموشی عارضی ہے۔ اگر فوری طور پر کوئی حل نہ نکالا گیا تو پھر حالات فوج کے کنٹرول سے بھی باہر ہو جائیں گے۔“ صدر کے بالکل سامنے میز کی دوسری طرف بیٹھے قلمی پتے پر موم سیکرٹری نے گھجیر لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

اس مسئلے کو حل کرنے کی تجویزیں پیش کی جائیں۔“ صدر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”جناب! میں نے عالمی ماہر معاشیات سے اس مسئلے کے حل کے لئے رائے طلب کی ہے تاکہ کوئی مناسب حل نکل سکے۔ مگر یہ مسئلہ اتنا نازک ہو چکا ہے کہ بظاہر اس کا کوئی حل نظر نہیں آتا۔ لیکن اس کے باوجود وہ سب اس بات پر متفق ہیں کہ حکومت اپنے محفوظ ذخائر سے ہر خاندان کو کم از کم ایک ہفتے کا راشن مفت سپلائی کرے تاکہ عوام کم از کم ایک ہفتے تک پرسکون رہیں۔ اس دوران اس کا کوئی حل نکالا جائے۔“ صدر سے چوتھے نمبر پر بیٹھے ہوئے سیکرٹری منصوبہ بندی نے بحسن کا آغاز کرتے ہوئے کہا۔

جناب! — یہ مسئلہ صرف ایکریما کیلئے حل نہیں کر سکتا۔ اس کے لئے پوری دنیا کی سربراہی کانفرنس طلب کی جائے اور کوئی نیا معاشی نظام رائج کیا جائے۔ تاکہ آئندہ کوئی مجرم اس قسم کا حربہ استعمال نہ کر سکے۔ ایک اور شخص نے کہا

”اس کے لئے تو بہت وقت چاہیئے۔ ہمیں فوری حل نکالنا ہے۔“ صدر نے سمجھے سمجھے لہجے میں کہا۔

”جناب! — میرا خیال ہے کہ پورے ملک سے ہنگامی طور پر چاندی اکٹھی کی جائے اور اس کے سکے ڈھالے جائیں۔ اور پھر ان سکوں کو سرکاری کرنسی کا درجہ دے دیا جائے۔“ ایک اور نے تجویز پیش کی۔ شاید اس نے چاندی کا نام اس لئے لیا تھا کہ ایکریما سونے کے ذخائر سے ہاتھ دھو بیٹھا تھا۔

”مگر باقی دنیا سے لین دین کے لئے کیا کیا جائے؟ کوئی بھی ملک چاندی کو بنیادی کرنسی کا درجہ دینے پر تیار نہ ہوگا۔“ سیکرٹری منصوبہ بندی نے جواب دیا۔

”جناب صدر! — میرے نزدیک اس کا ایک فوری حل ہے۔ ہمارے ملک کے عوام کے پاس بے پناہ سونا موجود ہے۔ ہم ایسا کر سکتے ہیں کہ غلے کے بدلے میں سونا جمع کریں۔ اور پھر اس سونے سے سکے ڈھال کر اسے کرنسی کا درجہ دے دیا جائے۔ اس طرح غیر ملک بھی ان سکوں کو لینے سے نہ گھبرائیں گے۔ اور ملک میں بھی رکا ہوا کاروبار فوری طور پر جاری ہو جائے گا۔ اور اس کے بعد پوری دنیا کی سربراہی کانفرنس طلب کر کے نیا معاشی نظام رائج کیا جاسکتا ہے۔ یا — اس

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

دوران مجرموں کو گرفتار کر کے ختم کیا جاسکتا ہے۔ اور پھر سونے کی بجائے نئی کرنسی جاری کی جاسکتی ہے۔ اور سب سے اچھا پہلو یہ ہے کہ مجرم اس کی نقل نہ بنا سکیں گے۔“ ایک بوڑھے شخص نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

”تجویز تو اچھی ہے۔ مگر کیا عوام کے پاس اتنا سونا ہوگا کہ جس سے ملک کا معاشی نظام بحال ہو سکے؟ ایک سوال تو یہ ہے۔ اور دوسرا یہ کہ جن لوگوں کے پاس سونا نہ ہوگا وہ غلہ کیسے حاصل کریں گے؟“ صدر نے قدرے خوشی سے لہجے میں کہا۔ یہ تجویز ایسی تھی جو قدرے دل کو لگتی تھی۔

”جناب! — تازہ ترین سرچے میں جو اعداد و شمار سامنے آئے تھے اس لحاظ سے ملک کے عوام کے پاس اتنا سونا ہے جتنا کہ ہمارے پاس بطور محفوظ ذخیرہ موجود تھا۔“ ایک شخص نے تیزی سے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک کاغذ نکالتے ہوئے جواب دیا۔ وہ اس قومی ادارے کا سربراہ تھے جس کے ذمے پورے ملک میں مختلف اندازہ کے سرورے کرنا تھا۔

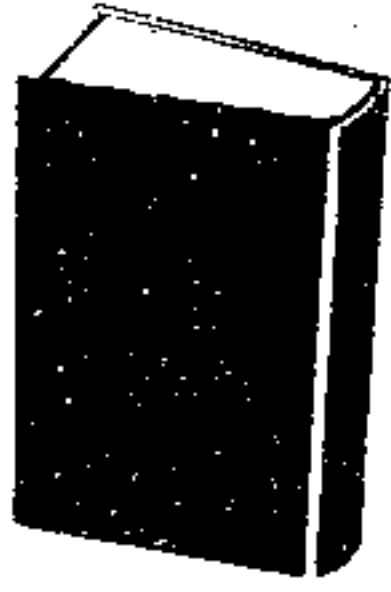
”خوب! — تب تو اس تجویز پر عمل کیا جاسکتا ہے۔ آپ کو شاید اس ٹاپ سیکرٹ کا علم نہ ہو کہ حکومت کے پاس معاشی طور پر مستحکم رہنے کے لئے سونے کے جو ذخائر موجود تھے۔ اتنے ہی ذخائر جنگ کی صورت میں ملک کو ہنگامی حالات سے بچانے کے لئے سونے کے محفوظ ذخائر موجود ہیں۔ ہم ایسا کرتے ہیں کہ ملک میں ہنگامی طور پر غلے کے راشن ڈپو قائم کر کے ہر خاندان کو ایک ہفتہ کا غلہ مفت سپلائی کر دیتے ہیں۔ اس ہفتہ کے دوران ان محفوظ ذخائر سے سونے کے سکے بطور کرنسی ڈھال

کہ اس کے بعد تمام ملازمین کو تنخواہوں کی صورت میں یہ سکتے ایک ماہ کے ایڈوانس کے طور پر دے دیتے جاتیں گے تاکہ رُکا ہوا کاروبار چل سکے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم سرکاری طور پر غلے کی خریداری کے لئے ان سکوں کے علاوہ بھی سونا قبول کریں گے۔ تاکہ عوام کے پاس موجود سونا حکومت کے پاس پہنچ جائے۔ اور پھر اسے بھی سکوں کی صورت میں ڈھالا جاسکے۔ جب حالات مکمل طور پر پرسکون ہو جائیں گے تو پھر بین الاقوامی طور پر کوئی نیا معاشی نظام سامنے لایا جائے گا۔ یا پھر مجرموں کو ختم کر کے دوبارہ نئی کرنسی چھاپی جائے گی۔ صدر نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا اور میٹنگ میں موجود تمام افراد نے اس تجویز کی پُر زور تائید کی۔ چنانچہ صدر کی ہدایت پر اس تجویز کو فوری طور پر تحریر کیا گیا اور سب نے اس پر دستخط کر دیئے۔

پھر صدر نے سونے کے سکوں کو قانونی حیثیت دینے کے لئے مسودہ قانون تیار کرنے کی ہدایت کرنے کے بعد پریسیس سیکرٹری کو ہدایت کی کہ وہ پورے ملک میں اس بات کا اعلان کر دے کہ شام کو سات بجے صدر ریڈیو اور ٹیلی ویژن سے اہم تقریر کرنے والے ہیں۔

اس کے ساتھ ہی صدر نے محکمہ خوراک کے سیکرٹری کو خصوصی ہدایات دیں کہ شام سے پہلے پہلے پورے ملک میں ہنگامی راشن ڈپو قائم کرنے اور ان پر فوری طور پر غلہ پہنچانے کا بندوبست کیا جائے اور ہنگامی حالات کے لئے محفوظ ذخیرے میں موجود سونے کو گراموں کی صورت میں سکوں میں ڈھالنے کے احکامات بھی انہوں نے صادر کر دیئے اور پھر یہ ایمر جنسی میٹنگ برخاست کر دی۔ مگر اس میٹنگ کے بعد سب لوگوں کے چہروں پر وہ پریشانی نہ تھی جو

میٹنگ سے پہلے موجود تھی۔ اب سب کو یہ امید لگ گئی تھی کہ حکومت حالات سنبھال لے گا۔



R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
•
C
O
M

کاشاکی۔ مارگریٹ اور مس بوجر کو ڈرائی کلیننگ ہال میں بیٹھے ہوئے تقریباً پانچ گھنٹے گزر گئے تھے جیسے جیسے وقت گزرتا جا رہا تھا، ان عورتوں کے انتظار میں زیادہ شدت آتی جا رہی تھی۔ بھوک اور پیاس نے بھی اب انہیں تانا شروع کر دیا تھا۔

اور پھر اندازاً پانچ گھنٹوں کے بعد دروازہ ایک بار پھر کھلا اور ایک عورت اندر داخل ہوئی۔ اس کے ہاتھ میں تین ایسرن موجود تھے۔

”جلدی سے انہیں پہن لو۔“ ابھی چھٹی ہونے والی ہے۔ اور سب عورتیں اس دروازے کے سامنے سے گزریں گی۔ ہم جان بوجھ کر آخریں آئیں گی۔ پھر ہم دروازے کو باہر سے آمت سے کھٹکھٹائیں گی اور تم خاموشی سے باہر آ جانا۔ اس عورت نے تیز تیز لہجے میں کہا اور دروازہ کھول کر باہر نکل گئی۔

ان تینوں نے اس عورت کے جانے کے بعد تیزی سے اپنے لباس

”نہیں! — آج کے ان سیکشن میں کام نہیں تھا۔ — اس لئے وہ بغیر رخصت کے کوارٹروں میں رہ گئی تھیں“ — اسی عورت نے انہیں تسلی دیتے ہوئے کہا اور ان تینوں نے اطمینان سے سر ہلادیا۔

وہ سب پتلی سی سڑک پر جا رہی تھیں اور وہ پتلی سڑک ایک بڑی سی عمارت کے اندر تک جا رہی تھی، اس عمارت کے مین گیٹ پر مسلح نقاب پوش بڑے چوکنا انداز میں اندر داخل ہونے والے ہر مرد اور عورت کی بڑی ہوشیاری سے چیکنگ کر رہے تھے۔

جب یہ تینوں ان عورتوں سمیت چکننگ پوائنٹ پر پہنچیں تو وہاں اس وقت بیس کے قریب عورتیں اور دس بارہ مرد موجود تھے اور وہ سب ایک قطار بنا کر کھڑے تھے۔ یہ تینوں بھی قطار میں لگ گئیں اور پھر قطار آہستہ آہستہ آگے بڑھتی چلی گئی۔ ان تینوں کو لے آنے والی عورتیں قطار میں ان کے پیچھے تھیں۔ قطار میں سب سے آگے مارگریٹ — اس کے پیچھے کاشاکی اور آخر میں مس بوچر تھی۔

مارگریٹ نے اپنا نمبر آتے ہی ہاتھ میں پکڑا ہوا کارڈ چیکنگ سٹاف کی طرف بڑھا دیا۔

چھکنیگ سٹان کے انچارج نے غور سے ایک بار کارڈ کو دیکھا اور پھر دوسرے آدمی کی طرف بڑھا دیا جو میز پر ایک بڑا سا رجسٹر رکھے اس میں ہر کارڈ کا اندراج کر رہا تھا۔ اس نے کارڈ کو ایک نظر دیکھا اور پھر رجسٹر میں اس کا اندراج کرنے کے بعد اس پر تاریخ اور وقت درج کر کے دستخط کئے اور کارڈ مارگریٹ کی طرف بڑھا دیا۔

مارگرٹ کارٹلے کے آگے بڑھی اور کارڈ دیکھ کر دروازے پر کھڑے ہوئے

مساج نقاب پوش نے دروازہ کھول دیا اور مارگریٹ عمارت کے اندر داخل ہو گئی کسی نے اس کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھا تھا۔ اور نہ اس سے کوئی پوچھ گچھ ہوتی تھی۔ ظاہر ہے یہ ان کا روز کا معمول تھا۔ اس لئے وہ پوچھ گچھ کے چکر میں نہ پڑتے تھے۔ صرف کارڈ پر ہی انحصار کرتے تھے۔ اور پھر چند لمحوں بعد کاشا کی اور مس بوچر بھی اس کے پیچھے عمارت میں آگئیں۔

”بڑی وسیع و عریض عمارت ہے۔“ مس بوچر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

گیٹ کی دوسری طرف ایک وسیع میدان تھا جس کے آخری سرے پر وہ قلعے نما عمارت بنی ہوئی تھی۔ اور ایک سائڈ میں بے شمار چھوٹے چھوٹے مکانات نظر آ رہے تھے۔

ان سے پہلے داخل ہوئے والی عورتیں اور مردانہی مکانوں کی طرف جا رہے تھے اس لئے وہ بھی آہستہ آہستہ انہی مکانوں کی طرف ہی چل رہی تھیں اور پھر چند لمحوں بعد ان کی ہمدرد عورتیں بھی ان سے آلیں۔ اب ان کے چہروں پر پریشانی کے آثار نہ تھے۔

”خدا کا شکر ہے کہ کسی کو کوئی شک نہیں ہوا۔“ ان میں سے ایک نے مسکراتے ہوئے مارگریٹ سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ہاں! اچھا ہوا۔“ ویسے تم اپنا تعارف تو کر دو۔ مگر ٹھہرو! پہلے ہم اپنا تعارف کر دیں۔“ میرا نام مارگریٹ ہے اور میرا تعلق ایکریما سے ہے۔“ میسری ساتھی مس بوچر ہیں۔“ ان کا تعلق

روسیاہ سے ہے۔ اور یہ کاشا کی ہیں۔“ ان کا تعلق شوکران سے ہے۔“ مارگریٹ نے چلتے چلتے اپنے ساتھ ان دونوں کا بھی تعارف

کر دیا۔

”بہت خوب!۔۔۔۔۔ پھر تو یہاں تینوں سپر پاورز اکٹھی ہو گئی ہیں۔ ویسے مجھے لوسی کہتے ہیں۔“ یہ میری ساتھی روزی۔ اور یہ میری ہیں اور ہم سب کا تعلق ایک ہی ملک ساؤتھ راک سے ہے۔“ لوسی نے اپنا اور اپنی دو ساتھیوں کا تعارف کرایا۔

اور پھر اسی طرح چلتے چلتے وہ ان مکانوں کے ایریا میں داخل ہو گئیں مکان خاصے جدید خوبصورت اور صاف ستھرے تھے۔

لوسی انہیں اپنے مکان میں لے گئی۔ یہ دو کمروں کا مکان تھا جس میں آسائش اور آرام کی ہر چیز دستیاب تھی۔ ایک کمرہ ڈرائنگ روم اور ڈرائنگ کے طور پر سجا ہوا تھا۔ جب کہ دوسرا کمرہ بیڈ روم تھا۔

”ارے بڑا پُر آسائش اور آرام وہ مکان ہے۔“ کاشا کی نے تحسین آمیز نظروں سے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

”یہاں آرام و آسائش کی ہر چیز میسر ہے۔“ سوائے آزادی کے۔“ لوسی نے پھیکے لہجے میں کہا۔

”اچھا یہ بتاؤ کہ یہاں تم اکیلی ہی رہتی ہو۔“ یا سرد بھی آسکتے ہیں؟“ مس بوچر نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

”یہاں پر عورتوں اور مردوں کے میل جول پر کوئی قدغن نہیں ہے۔“ مرد بھی ہماری طرح اعزاء کے لئے جاتے ہیں۔ اور پھر وہ بھی مرکہ

ہی باہر نکل سکتے ہیں۔“ اس لئے یہاں ہم سب لوگ ایک دوسرے کے ڈکھ سکھ میں شریک رہتے ہیں۔“ البتہ صرف شرط آپس کی پسند

ہے۔“ لوسی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ہاں!۔۔۔ یہ جدید ترین حفاظتی نظام ہے۔۔۔ اس سے کھلنے والی لہریں جو نظر نہیں آتیں۔۔۔ انسانی جسم کے میک اپ کے ساتھ ساتھ اس کے دماغ کو بھی ایک لمحے کے ہزاروں حصے میں کھنگال لیتی ہیں۔۔۔ اور پھر جو کچھ اس وقت وہ سوچ رہا ہوتا ہے۔۔۔ یا اس کے شعور میں ہوتا ہے وہ سب کچھ سامنے آجاتا ہے۔۔۔ اور اس طرح نہ صرف جسمانی طور پر مشکوک آدمی پکڑا جاتا ہے۔۔۔ بلکہ ایسا آدمی بھی چمک ہو جاتا ہے۔۔۔ جو بُری نیت۔۔۔ یا بُرے خیالات رکھتا ہو۔۔۔ اس نظام کو مائنڈ مائیکرو ہٹز اپی کہتے ہیں اور اس کا کوڈ ایم۔ ایم ہٹز اپی ہے۔" مس بوچر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ!۔۔۔ مگر تمہیں اس تفصیل کا کیسے علم ہوا؟"۔۔۔ ہاں!۔۔۔ لوہی نے جھرجھری لیتے ہوئے پوچھا۔

"ہمارے ملک میں آج کل یہی نظام استعمال کیا جا رہا ہے۔" مس بوچر نے گہری سانس لیتے ہوئے کہا۔

"تمہارے ہی کیا۔۔۔ ہمارے ملکوں میں بھی یہی نظام کارفرما ہے۔ اور اس سے بچنے کی ہمیں خصوصی تربیت دی گئی ہے۔"۔۔۔ مارگریٹ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"کیا مطلب۔۔۔؟ اس خوفناک نظام سے کوئی بچ بھی سکتا ہے؟"۔۔۔ لوہی نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں!۔۔۔ ایسا کوشش ایجاد ہو گیا ہے۔۔۔ جس سے کیا ہو امیکا۔۔۔ ایم۔ ایم ہٹز اپی چمک نہیں کر سکتا۔۔۔ باقی رہی ذہن پڑھنے کی بات۔۔۔ تو یہ مخصوص ذہنی ٹریننگ سے اس سے بھی بچاؤ ہو سکتا ہے۔۔۔ خصوصی طور

پر شعور میں ایسے خیالات ابھارے جاتے ہیں۔۔۔ جو اصل خیالات کو چھپا لیتے ہیں۔"۔۔۔ کاشاکی نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"اوہ!۔۔۔ واقعی یہ سب کچھ حیرت انگیز ہے۔۔۔ ہم سب تو اس نظام سے اس طرح خوفزدہ رہتے ہیں۔۔۔ جیسے کوئی موت سے خوفزدہ رہتا ہے۔"۔۔۔ لوہی نے چائے میز پر رکھی ہوئی پیالیوں میں ڈالتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ وہ چائے پیتیں، دروازے پر مخصوص انداز میں دستک ہوئی اور لوہی کی آنکھوں میں یکدم چمک ابھر آئی۔

"جوئی آگیا ہے۔"۔۔۔ اس نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اٹھ کر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

چند لمحوں بعد جب وہ واپس آئی تو اس کے ہمراہ ایک صحت مند اور خوبصورت جوان بھی تھا۔ وہ ان تینوں کو دیکھ کر ٹھٹھک گیا اور پھر لوہی نے تفصیل سے جب ان کا تعارف کرایا تو اس کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی۔

"آپ لوگ واقعی بہت بہادر ہیں۔۔۔ کاش!۔۔۔ آپ ہمیں یہاں سے آزادی دلا سکیں۔"۔۔۔ جوئی نے گہرا سانس لے کر ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"اگر آپ تعاون کریں تو ایسا ہو سکتا ہے۔"۔۔۔ مس بوچر نے بھی جواب میں بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میں تو ہر قسم کے تعاون کے لئے تیار ہوں۔۔۔ مگر یہاں ایسا ہونا ناممکن ہے۔"۔۔۔ جوئی نے جواب دیا۔

"اس بات کی فکر آپ مت کریں۔۔۔ بس آپ وہ کچھ کریں جو ہم کہیں۔۔۔ باقی کام ہم سنبھال لیں گے۔"۔۔۔ مس بوچر نے بڑے پُر اعتماد لہجے میں کہا۔

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

"اوہ کے! — لوسی کی خاطر میں سب کچھ کرنے کو تیار ہوں۔ اگر ہم یہاں سے آزادی حاصل کر لیں تو ہم دونوں آزاد دنیا میں میاں بیوی کے طور پر رہیں گے۔ اور پھر گھر میں لوسی اور ننھے منے بچے ہوں گے۔" جونی نے مسکراتے ہوئے لوسی کی طرف دیکھ کر کہا اور لوسی شرما کر کمرے سے باہر نکل گئی۔ اس کے اس مشرقی انداز پر سب بے اختیار کھل کھلا کر ہنس پڑے۔ پھر چند لمحوں بعد جب لوسی اندر داخل ہوئی تو اس کے ساتھ روزی، بیری اور دو مرد بھی تھے۔ یہ لونی اور فیلنگ تھے۔

روزی اور بیری کے مرد دوست تعارف کے بعد وہ سب اکٹھے بیٹھ گئے اور پھر ان سب کے درمیان یہی باتیں چھڑ گئیں اور مٹھوڑی سی بحث کے بعد وہ سب ان تینوں سے مکمل تعاون پر رضامند ہو گئے۔

"مٹر جونی! — آپ پرنٹنگ سیکشن کے انچارج ہیں — آپ ہمیں یہاں مکمل اور تفصیلی نقشہ بنا کر بتائیں کہ راستے کہاں سے ہیں۔ چکنگ نظام کہاں ہے۔ اور محافظ کتنی کتنی مقدار میں کہاں کہاں موجود ہوتے ہیں۔ اور کوڈ ورڈ کیا ہے۔" مس بوچر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"لوسی! — تم باہر جا کر مٹھوڑو! — ایسا نہ ہو کہ کوئی ہماری باتیں سن رہا ہو۔ اور ہم آغاز میں ہی کپڑے لے جائیں۔" جونی نے لوسی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تم سب باتیں کرو۔ ہم تینوں نگرانی کرتی ہیں۔ کیونکہ ظاہر ہے کام تم نے کرنا ہے۔" روزی اور بیری نے بھی کرسیوں سے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ تینوں کمرے سے باہر نکلتی چلی گئیں۔

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
•
C
O
M

اور پھر وہ تینوں، جونی، لونی اور فیلنگ کے ساتھ بیٹھ کر تفصیلات سمجھنے اور سمجھانے میں مصروف ہو گئیں۔

تقریباً ایک گھنٹے کی بحث و تمحیض کے بعد وہ سب ایک لاسحہ عمل پر متفق ہو گئے اور انہوں نے تمام تفصیلات طے کر لیں اور پھر انہوں نے لوسی، روزی اور بیری کو بھی بلالیا۔

"کیا پروگرام طے ہوا؟" لوسی نے بے چینی سے پوچھا۔

"سب طے ہو گیا ہے۔" برسوں رات بارہ بجے اصل ایکشن ہوگا اور پھر ہم سب آزاد ہوں گے۔ تینوں مردوں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کوئی خطرے والی بات تو نہیں؟" روزی نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔

"ہمارے لئے تو کوئی خطرہ نہیں۔ اگر ایکشن کامیاب رہا تو ہم آزاد ہوں گے۔ اور اگر ناکام رہا تو ہم پر تو کوئی اثر نہ ہوگا۔ البتہ تمہاری یہ تینوں دوست ماری جائیں گی۔" لونی نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں مٹر لونی! — ہماری زندگی اسی قسم کے کھیل کھیلنے میں گزری ہے۔ اور موت تو بہر حال ایک دن آنی ہے۔" موت سے خوفزدہ ہونا تو دنیا کی سب سے بڑی حماقت ہے۔" مارگریٹ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ! — تم واقعی بہادر لڑکیاں ہو۔" روزی نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"اچھا اب ہمیں اجازت۔ رات ہونے لگی ہے۔ اور ہفتہ بھر کے شدید ترین انتظار کے بعد صرف یہی ایک رات حبش منانے کو ملتی ہے۔ فیلنگ نے اٹھتے ہوئے کہا۔

” بالکل خوب جیشن مناؤ “ — مارگریٹ نے مسکراتے ہوئے کہا، اور پھر ٹوٹی۔ فیلنگ، روزی اور ہیری اجازت لیکر چلے گئے۔

” میں کھانا تیار کروں “ — لوسی نے اٹھتے ہوئے کہا۔

” ہاں! — کھانا کھا کر تم دونوں اپنے بیڈ روم میں چلے جانا — اور ہم یہاں ڈرائیونگ روم کے قالین پر ہی گزارہ کر لیں گی “ — کاشاکی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

اور لوسی دھیرے سے مسکراتی ہوئی کچن کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

اس کے جانے کے بعد وہ تینوں جوڑی کے ساتھ آئندہ اقدام کے بارے میں مزید گفتگو میں مصروف ہو گئیں۔

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
•
C
O
M

یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جس میں اس وقت پانچ افراد کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ان پانچوں افراد کے چہروں پر سرخ رنگ کے نقاب موجود تھے ان کے درمیان رکھی ہوئی میز پر ایک بہت بڑا سا مگر انتہائی جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر موجود تھا۔ وہ سب خاموش بیٹھے اس ٹرانسمیٹر کو گھور رہے تھے جو خاموش اور بے جان تھا۔

اور پھر چند لمحوں بعد چائیک ٹرانسمیٹر میں لگا ہوا ایک بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔ اور اس کے ساتھ ہی ایک ہلکی سی سیٹی کی آواز نکلنے لگی ان پانچوں کے جسم تن سے گئے۔

چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے نکلنے والی آواز بند ہو گئی اور پھر کمرے میں بلی کی میاؤں میاؤں کی آواز گونجنے لگی اور پھر اس میاؤں میاؤں کی آواز پر مادام کیٹ کی کڑخت آواز چلتی چلی گئی۔

” رپورٹ دو “ — مادام کیٹ کی آواز کمرے میں گونجی۔

"مادام! — ایگری میا کے حالات بالکل خراب ہو چکے ہیں — فوج نے کریونانڈ کیا ہے — مگر اس کے نفاذ کے لئے بھی امن نہیں سینکڑوں آدمیوں کو مارنا پڑا ہے — مگر یہ خاموشی عارضی ہے — اب حکومت بے بس ہو چکی ہے اور مجھے رپورٹ ملی ہے کہ صدر نے ایک ایگری میٹنگ کال کی ہے — شاید اس میٹنگ میں وہ اس بات کا فیصلہ کریں گے کہ حکومت ہمارے حوالے کر دیں" — نمبرون نے تفصیلی رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"بہت خوب! — اچھی رپورٹ ہے" — دوسری طرف سے مادام کیٹ کی آواز سنائی دی۔ لہجے میں اس بار کڑختگی کی بجائے خوشی کی کھنک موجود تھی۔ شاید یہ خوشی مادام کو ایگری میا جیسی سپر پاور پر قبضہ کرنے کے تصور سے ملی تھی۔

"مادام! — حکومت کے — سونے کے محفوظ ذخائر ہمارے پوائنٹس پر پہنچ چکے ہیں — اور اب وہ بالکل محفوظ ہیں — ہم نے ان ذخائر کو پچاس پوائنٹس پر تقسیم کر کے رکھا ہے" — نمبرون نے رپورٹ پیش کی۔

"بہت خوب! — ان کی پوری طرح حفاظت کی جائے — جیسے ہی ایگری میا کا اقدار ہمیں منتقل ہوا — فوری طور پر یہی سونا حالات کو سنبھالنے میں مدد دے گا — مگر اس بات کی تسلی کر لی گئی ہے کہ حکومت کے پاس ان ذخائر کے علاوہ مزید سونا موجود نہیں ہے" — مادام نے ہدایات دیتے ہوئے سوال کیا۔

"لیس مادام! — ہم نے پوری طرح تسلی کر لی ہے — حکومت

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

کے پاس اور سونا موجود نہیں ہے — سونا صاف کرنے کے کارخانے قطعاً تباہ ہو چکے ہیں — اس لئے حکومت فوری طور پر مزید سونا اکٹھا نہیں کر سکتی" — نمبرون نے جواب دیا۔

"اوکے! — نمبرین! — تمہاری رپورٹ کیا ہے؟ — مادام نے پوچھا۔

"مادام! — میں نے حکومت کی مخالف سیاسی پارٹی کے اہم لیڈروں کو اپنا ہمنوا بنالیا ہے — وہ ہم سے مکمل تعاون کے لئے تیار ہیں — انہوں نے ملک میں حکومت کے خلاف بھرپور ایگجیٹیشن کے لئے اپنے مخصوص آدمیوں کو ہدایات دے دی ہیں — جہاں تک ان کا خیال ہے کہ حکومت غلے کے محفوظ ذخائر عوام تک راشن ڈپوزٹوں کے ذریعے پہنچانے کی کوشش کرے گی — اور ان کا پروگرام یہ ہے کہ یہ غلہ راستے میں ہی لوٹ لیا جائے — یا تباہ کر دیا جائے — میں نے ان سے وعدہ کیا ہے کہ حکومت جیسے ہی ہمیں ملے گی — ہم انہیں منتقل کر دیں گے — وہ صرف ہماری ہدایات پر عمل کریں گے — ویسے حکومت انہی کی ہوگی" — نمبرین نے تفصیلی رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے — انہیں اسی خوش فہمی میں مبتلا رکھو — نمبرون! — تمہاری کیا رپورٹ ہے؟ — مادام نے انتہائی نرم لہجے میں پوچھا۔

"مادام! — میرے سیکشن نے دنیا کے تمام اہم ممالک کے سربراہوں کو خفیہ طور پر خطوط روانہ کر دیئے ہیں کہ اگر انہوں نے ایگری میا کی کسی قسم کی بھی امداد کی تو ان کا حشر بھی یہی ہوگا — اور میرے سیکشن کے آدمیوں کی رپورٹ یہی ہے کہ ہر حکومت نے اپنے عہدیداروں کی میٹنگ کال کر کے

اس بات کا فیصلہ کیا ہے کہ حکومت ایکریمیا کی جلتی ہوئی آگ میں نہ کود جائے۔
وہ سب ہمارے اس ایکشن سے بے انتہا خوفزدہ ہیں۔" — نمبر نو نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"بہت خوب! — مجھے بھی یہی رپورٹیں ملی ہیں۔ نمبر فائیو! تمہاری کیا رپورٹ ہے؟ — مادام نے آخری نقاب پوشی سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"مادام! — ایکریمیا کی اٹیلی جنس اور سیکرٹ سروس قطعاً بے بس ہو چکی ہے۔ ان کے بہترین آدمی میرے سیکشن نے ہنگاموں کے دوران مار ڈالے ہیں۔ اب وہ لیس اندھیرے میں ٹامک ٹونیاں مارتے پھر رہے ہیں۔ اور میرے سیکشن کے آدمی ان پر بھوکے شیروں کی طرح ٹوٹ پڑتے ہیں۔" — نمبر فائیو نے جواب دیا۔

"بہت خوب! — اس کا مطلب ہے کہ ایکریمیا میں ہمارا کیشن ہماری توقع سے بھی زیادہ کامیاب جا رہا ہے۔ بہر حال تم سب نے پوری طرح ہوشیار رہنا ہے۔ حکومت اقتدار منتقل کرنے سے پہلے ضرور کوئی نہ کوئی اقدام الیا کرے گی۔ جس سے حالات سنبھل سکیں اس کے لئے سب سے اچھا دفاع یہ ہے کہ وہ سونے کے سکوں کو کرنسی کی صورت میں ملک میں چھپا دے۔ اور الیا اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ ان کے پاس سونا موجود ہو۔ اور اگر کوئی الیا اقدام کیا بھی جائے تو تمہارا کام یہ ہوگا کہ فوری طور پر اس سونے کو لوٹ لو۔ یا اس ٹیکسال کو تباہ کر دو۔ جہاں یہ سکے ڈھلیں۔ اور دوسری بات یہ کہ بیرونی ممالک سے سونا کسی بھی قیمت پر ایکریمیا نہ پہنچے دو۔ اس کے بعد

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
•
C
O
M

ایکریمیا ہمارے قدموں میں ہوگا۔" — مادام کیٹ نے انہیں تفصیلی ہدایات دیتے ہوئے کہا۔
"آپ کے حکم کی مکمل تعمیل ہوگی مادام! — ان سب نے جواب میں بیک آواز ہو کر کہا۔

"یہاں ہیڈ کوارٹر میں عجیب سے حالات پیش آرہے ہیں۔ تین مرد اور تین عورتیں یہاں ہمارے خلاف کام کر رہے ہیں۔ مگر وہ بار بار قابو میں آکر نکل جاتے ہیں۔ میں چاہتی ہوں کہ جلد از جلد ایکریمیا کا اقتدار حاصل کر کے ہیڈ کوارٹر کو وہاں منتقل کر دیا جائے۔ اور اس کے بعد یہی ایکشن باقی سپر ماڈرز میں بھی استعمال کیا جائے تاکہ پوری دنیا پر ہمارا اقتدار قائم ہو سکے۔" — مادام نے انہیں تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔
"مادام! — ان تین مردوں اور تین عورتوں سے کوئی خطرے والی بات تو نہیں۔" — نمبر ون نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔

"نمبر ون! — تمہیں ایسی بات سوچنی بھی نہیں چاہیے۔ یہ تین مرد اور تین عورتیں تو کیا پوری دنیا بھی ہمارا بال بیکا نہیں کر سکتی۔ تم قطعاً بے فکر ہو کر اپنا کام کرتے رہو۔" — مادام نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔
"بہتر مادام! — آپ بے فکر رہیں۔ ایسا ہی ہوگا۔" — ان سب نے جواب دیا۔

"اور اینڈ آل — کل پھر اسی وقت یہ میٹنگ ہوگی۔ باقی باقی۔" — مادام کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی کمرے میں ایک بار پھر بلی کی میاؤں میاؤں گونج اٹھی اور ڈسٹریکٹ کے بلب بجھ گئے۔ وہ ایک بار پھر بے جان ہو چکا تھا۔

لحاظ سے صدر مملکت کی تعظیم کا پابند نہیں تھا۔ اس لئے کسی کو بھی اعتراض کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔

صدر مملکت اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گئے اور انہوں نے فائل کھول کر ایک کاغذ نکالا اور اُسے سامنے رکھ کر انہوں نے ایک نظر بال میں بیٹھے ہوئے اعلیٰ عہدیداروں پر ڈالی اور پھر اپنے سامنے پڑے ہوئے مائیک کو ذرا سا دُور کھسکا کر کھنگارنے لگے۔ ان کی فرارح پیشانی پر پریشانی کی لکیریں نمایاں تھیں اور آنکھوں سے الجھن کے تاثرات مترشح تھے۔

”آج کی یہ ہنگامی میٹنگ بلانے کا مقصد یہ ہے کہ ہم سب جعلی کرنسی کے بین الاقوامی سکینڈل اور اس سلسلے میں پاکستان میں ہونے والے واقعات کا جائزہ لے کر کوئی ایسا لائحہ عمل اختیار کریں جس سے ہمارا ملک اس خوفناک معاشی بحران سے یقینی طور پر بچ سکے۔“ آپ لوگوں کو ایکریمیا میں ہونے والے حالات کا اچھی طرح علم ہے۔ دنیا کا معاشی طور پر خوشحال ترین ملک مجرموں کے اس خوفناک حربے کے بعد جن خوفناک اور بھیاں ملک حالات کا شکار ہے۔ اس کا عشر عشر بھی اگر پاکستان میں ہو جاتا تو ہمارا ملک ایک لمحے کے لئے بھی زندہ نہ رہ سکتا۔ مجرموں نے پوری دنیا کو مار گرت بنایا تھا۔ سب سے پہلے اس کا سراغ بھی ایکریمیا کی سیکرٹ سروس نے لگایا۔ اور پھر صدر ایکریمیا نے ایک پریس کانفرنس میں اس کی تفصیلات بتائیں تاکہ پوری دنیا مل کر مجرموں کا مقابلہ کر سکے۔ اس سلسلے میں انہیں جس جس ملک میں بھی اس امر کا سراغ ملا کہ وہاں مجرموں کی یہ تنظیم کام کر رہی ہے۔ انہوں نے وہ سراغ اس حکومت کو سرکاری طور پر بھجوا دیئے۔ اور ہمارے ملک میں بھی چونکہ مجرم کام کر رہے تھے اس لئے

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

میٹنگ بال میں سکوت طاری تھا۔ حکومت پاکستان کے اعلیٰ افسران اپنی اپنی کرسیوں پر خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ عمران بھی نقاب لگائے بطور ایکسٹو اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ صدر مملکت کا انتظار تھا۔ یہ میٹنگ صدر مملکت نے انتہائی ایمر عینی طور پر طلب کی تھی اور کسی کو بھی علم نہ تھا کہ صدر مملکت نے ہنگامی میٹنگ کیوں کال کی ہے۔

عمران کو بھی سر سلطان نے ہنگامی طور پر بلایا تھا اور خاص طور پر ہدایت کی تھی کہ بلیک زیرو کی بجائے وہ خود میٹنگ میں شرکت کرے۔ چنانچہ عمران بھی پہنچ گیا تھا۔

چند لمحوں بعد شمالی دروازہ کھلا اور صدر مملکت ہاتھ میں ایک فائل پکڑے میٹنگ بال میں داخل ہوئے۔ بال میں موجود ہر فرد ان کی تعظیم کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔ صرف عمران اپنی مخصوص کرسی پر اکڑا بیٹھا رہا۔ وہ اپنے عہدے کے

ہمیں بھی مطلع کیا گیا۔۔۔ اس کے ساتھ ہی روسیہ۔۔۔ شوکران۔۔۔ اور ایکرمیا سپرپاور نے مجرموں کے مقابلے کے لئے ایک بین الاقوامی ٹیم تیار کی۔ جس میں ہر ملک نے اپنے دو دو ٹاپ سیکرٹ ایجنٹ شامل کئے۔ ہم نے بھی اس ٹیم میں شامل ہونے کے لئے درخواست کی۔ مگر ہمیں غیر ترقی یافتہ اور چھوٹا ملک ہونے کی وجہ سے نظر انداز کر دیا گیا۔۔۔ بہر حال ہم نے اپنے ملک میں مجرموں کی گرفتاری کے لئے یہ کیس سیکرٹ سروس کے انچارج ایکسٹو کو منتقل کیا۔۔۔ اور یہ ہم سب کے لئے انتہائی خوشی کی بات ہے کہ ہماری سیکرٹ سروس نے چند ہی روز میں نہ صرف مجرموں کو گرفتار کر لیا۔۔۔ بلکہ ان کے ہیڈ کوارٹر کو ٹرپس کر کے پوری تنظیم کا خاتمہ کر دیا۔۔۔ اس سلسلے میں ضروری تفصیلات اور مجرموں کے پروگرام کے متعلق ایکسٹو صاحب آپ کو بتائیں گے۔ تاکہ پورا پس منظر آپ پر واضح ہو سکے۔۔۔ صدر مملکت نے باقاعدہ تقریر کرتے ہوئے کہا۔

”کچھ زیادہ تفصیلات نہیں ہیں۔۔۔ جب یہ کیس میرے محکمے کو ٹرانسفر کیا گیا تو ہم نے کیس کی نوعیت کی بنا پر فوری طور پر ایکشن لیا۔۔۔ چنانچہ جلد ہی مجرموں کی کارکردگی کی تفصیلات سامنے آ گئیں۔۔۔ اور پھر ان کے ہیڈ کوارٹر کو ٹرپس کر کے چھاپہ مارا گیا۔۔۔ اور اس طرح مجرم قابو کر لئے گئے۔ ان کا غیر ملکی سرغنہ ایکشن کے دوران مارا گیا۔۔۔ جبکہ باقی گرفتار کر لئے گئے۔“

عمران نے مختصر سے لفظوں میں بات ختم کر دی۔

”مجرموں نے کیا پلاننگ کی تھی۔۔۔ ہر اے مہربانی تفصیلات بتائیے۔“

سر سلطان نے کھڑے ہو کر بڑے مودبانہ لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا: ظاہر ہے کہ باقی لوگوں کے سامنے وہ ایکسٹو کو اسی انداز میں مخاطب کر سکتے تھے۔

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
•
C
O
M

”مجرموں نے دارالحکومت کے تمام شیڈولڈ بنکوں اور اسٹیٹ بینک میں موجود کرنسی کے محفوظ ذخیروں کے نمبروں کی لسٹیں حاصل کیں اور اس کے بعد جدید مشینری منگوا کر ماہر ترین نقب زنوں کی خدمات حاصل کی گئیں۔۔۔ ان کا پروگرام یہ تھا کہ ان نمبروں کے مطابق جعلی کرنسی جب مجرموں کے ہیڈ کوارٹر سے چھپ کر یہاں پہنچ جاتی۔۔۔ تو پھر نقب لگا کر تمام بنکوں کے محفوظ ذخائر سے اصل کرنسی غائب کر کے وہاں جعلی کرنسی رکھ دی جائے گی۔۔۔ اس کے بعد اس بات کا اعلان کر دیا جائے گا کہ پورے ملک میں جعلی کرنسی پھیلا دی گئی ہے۔۔۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ سرکاری کرنسی سے اعتماد اڑ جائے گا۔ اور جب بنکوں میں بھی تمام کرنسی جعلی ہوگی۔۔۔ تو ظاہر ہے ہمارے ملک کا بھی وہی حشر ہونا تھا جو ایکرمیا کا ہوا ہے۔“

عمران نے تفصیلات سن کر میٹنگ میں موجود تمام افراد کے چہرے زرد پڑ گئے۔ ان سب کے تصور میں وہ وقت آ گیا کہ اگر مجرم کامیاب ہو جاتے تو کیا ہوتا۔

”یہ اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ ہمارے ملک کی سیکرٹ سروس اور اس کے محرم سربراہ انتہائی ذہین اور ہوشیار ہیں۔۔۔ جنہوں نے اتنی بڑی تنظیم کو چند ہی روز میں نہ صرف ٹرپس کر لیا۔۔۔ بلکہ ان پر قابو بھی پا لیا۔۔۔ ورنہ نجانے ہمارا کیا حشر ہوتا۔۔۔ ہم سب سیکرٹ سروس اور فسطح ایکسٹو کی کارکردگی پر انتہائی شکر گزار ہیں۔“

سیکرٹری دفاع نے کھڑے ہو کر جذبات سے مغلوب لہجے میں کہا۔

”ایسی کوئی بات نہیں۔۔۔ یہ ہمارا فرض تھا۔“

عمران نے سپاٹ

لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو سنا تھیو! — آپ نے دیکھ لیا کہ مجرم کتنے خوفناک ہیں — بہر حال ہمارے ملک سے اس تنظیم کا خاتمہ کر کے وقتی طور پر تو مسئلہ حل کر لیا گیا ہے مگر ابھی مختصری ویر پہلے مجرموں کی طرف سے ایک خط ملا ہے۔ اس خط کی بنا پر میں نے یہ ہنگامی میٹنگ طلب کی ہے۔ — سر سلطان آپ کو یہ خط پڑھ کر سنائیں گے۔“ — صدر مملکت نے ایک سرخ رنگ کا کاغذ سر سلطان کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

سر سلطان نے کاغذ لیا اور پھر کھڑے ہو کر اُسے پڑھنا شروع کر دیا۔

”ماوام کیٹ کی طرف سے یہ خط پاکیشیا کے سربراہ کو بھیجا جا رہا ہے۔ تم نے ایکریمیا جیسے طاقت ور ملک کا حشر دیکھ لیا ہے۔ جلد ہی ایکریمیا کی حکومت ہمیں اقتدار منتقل کرنے پر مجبور ہو جائے گی۔ تمہارے ملک میں بھی ہماری تنظیم ایسے حالات پیدا کرنے کے لئے پوری طرح تیار ہے۔ تمام انتظامات مکمل ہیں۔ صرف ہماری طرف سے ایک اشارہ ہوگا اور تمہارا ملک ایکریمیا سے بھی بدتر حالات کا شکار ہو جائے گا۔ اس لئے ہم تمہیں خبردار کرتے ہیں کہ اگر تم نے سرکاری یا غیر سرکاری طور پر ایکریمیا کی کسی بھی لحاظ سے کوئی مدد کرنے کا سوچا بھی تو ہم تمہارے ملک میں قیامت برپا کر دیں گے۔ تمہاری اور تمہارے تمام عہدیداروں کی کارکردگی کی ایک لمحے کی رپورٹ باقاعدگی سے ہمیں مل رہی ہے۔ اس لئے ہمارے اس خط کو آخری تنبیہ سمجھنا۔ اگر تم نے ہماری ہدایات پر عمل کیا تو ہو سکتا ہے کہ ہم تمہارے ملک کو اپنی لپٹ سے کاٹ دیں۔ ورنہ —“ سر سلطان نے

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
•
C
O
M

خط پڑھ کر واپس صدر مملکت کی طرف بڑھا دیا۔

خط کی تفصیلات سن کر تمام ہال پر سکتہ طاری ہو گیا۔ ہر شخص کا دل خوف سے لرزنے لگا۔

”آپ نے خط سن لیا۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ ہمارا ملک خود ہی اس قابل نہیں ہے کہ ایکریمیا کی کوئی مدد کر سکے۔ لیکن اس کے باوجود ہم نے انسانی ہمدردی کی بنا پر یہ فیصلہ کیا تھا کہ اپنا فاضل غلہ حکومت ایکریمیا کو بھجوا دیا جائے۔ لیکن اس خط کے ملنے کے بعد میں نے یہ مناسب سمجھا کہ آپ لوگوں کو اکٹھا کر کے اس سلسلے میں رائے لی جائے۔“ — صدر مملکت نے خط دوبارہ فائل میں رکھتے ہوئے کہا۔

”جناب! — یہ تنظیم بہت بڑی اور خوفناک ہے۔ آپ حکومت ایکریمیا کی کوئی امداد نہ کریں۔ ایسا نہ ہو کہ مجرم ہم پر دھاوا بول دیں۔“ — سیکرٹری ذراعت نے خوف سے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”جناب! — یہ خط ہماری سالمیت — اور عوام کے لئے ایک کھلا چیلنج ہے۔ اگر ہم اسی طرح مجرموں سے خوفزدہ ہو کر ان کا کہا مانتے رہے تو پھر معاف کیجئے۔ ہم اپنے ملک سے غداری کے مرتکب ہوں گے۔“ — سر رحمان نے کھڑے ہو کر غصے سے لال پیلے ہوتے ہوئے کہا۔

”مگر یہ بھی تو دیکھیے کہ اس کا نتیجہ کتنا بھیانک ہوگا۔ کیا ہم برواشت کر سکتے ہیں کہ اپنے ملک کے عوام کو اس خوفناک بحران کا شکار ہونے دیں؟ یہ وقت جذبات اور غصے میں آنے کا نہیں۔“ — سیکرٹری منصوبہ بندی نے سر رحمان کی بات کی مخالفت کرتے ہوئے کہا۔

اور پھر ہال میں ایک زوردار بحث چھڑ گئی۔ صرف چند لوگ سر رحمان کے

حامی تھے۔ جب کہ اکثریت کے خیال میں مجرموں کا کہا ملنے میں ہی عافیت اور ملک کا بچاؤ تھا۔

”مسٹر ایگٹو! آپ کا کیا خیال ہے؟“ اچانک صد مملکت نے ہاتھ اٹھا کر سب کو خاموش رہنے کا اشارہ کرتے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا جو بالکل خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

”جناب! مجھے تو اپنے ملک کے اعلیٰ عہدیداروں کے خیالات سن کر انتہائی حیرت کے ساتھ ساتھ دکھ بھی ہو رہا ہے کہ یہ لوگ مجرموں کے خط سے کس قدر خوفزدہ ہیں۔ کیا ہمارے ملک کی پالیسیاں اب مجرموں کی ہدایات پر بنائی جائیں گی؟ کیا ہم مجرموں کے مقابلے میں اتنے بے بس ہو چکے ہیں؟ اگر ایسا ہے تو پھر ہمیں اپنے ملک کے غیور عوام پر حکومت کرنے کا کوئی حق نہیں ہے“ عمران نے انتہائی سخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”پھر آپ کے خیال میں ہمارا لائحہ عمل کیا ہونا چاہیے؟“ صد مملکت نے پوچھا۔

”جناب! پہلی بات تو یہ ہے کہ مادام کیٹ کو ابھی اس بات کی اطلاع نہیں ملی۔ یا کم از کم جب یہ خط لکھا جا رہا تھا اسے اس بات کی اطلاع نہیں تھی کہ ہمارے ملک میں اس کی تنظیم کا خاتمہ ہو چکا ہے۔ اس لئے فوری طور پر اس خط سے گھبرانے والی کوئی بات نہیں۔ مادام کیٹ کو یہاں دوبارہ قدم جانے اور اپنا مشن پورا کرنے کے لئے ایک طویل وقت چاہیے جب کہ اس کی تمام ٹیم ایجریمیا میں پھنس چکی ہے۔ تو یقیناً وہ وہاں سے فارغ ہونے سے پہلے کسی اور ملک میں محاذ نہیں کھول سکتی۔ یہ خط

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

صرف گیدڑ جھبکی کے طور پر لکھا گیا ہے۔ باقی رسی یہ بات کہ اس کا مستقل حل کیا ہو سکتا ہے۔ تو اس سلسلے میں دیکھنا یہ ہے کہ مقرر پاورز کے ٹاپ سیکرٹ ایجنٹس کیا کارنامہ دکھانے ہیں۔ جہاں تک میرا خیال ہے۔ وہ لوگ ناکام ہو چکے ہیں۔ کیونکہ اگر انہیں ذرا سی بھی کامیابی حاصل ہوتی۔ تو کم از کم مجرم ایجریمیا میں اقدام کرنے کے قابل نہ رہتے۔ اب ایک کام ہو سکتا ہے کہ ہم اپنے ملک کے مستقل تحفظ کی خاطر خود ہی اس تنظیم کے خلاف میدان میں کود پڑیں۔ اور اس سے پہلے کہ یہ تنظیم کسی اور ملک کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھ سکے۔ اس کا مستقل طور پر خاتمہ کر دیا جائے۔ دراصل پہلے میں ہچکچا رہا تھا کہ اس تنظیم کے خلاف بین الاقوامی طور پر کام کیا جائے یا نہیں مگر یہ خط لکھ کر اس تنظیم نے ہمیں خود ہی چیلنج کر دیا ہے۔ تو اسے اس چیلنج کا موثر جواب ملنا چاہیے۔ عمران نے بھی پوری تقریر جھاڑتے ہوئے کہا۔

”آپ کا خیال درست ہے۔ میری بھی یہی رائے تھی کہ یہ خط ہماری غیرت اور قوم کے لئے ایک چیلنج کی حیثیت رکھتا ہے۔ میں نے صدر ایجریمیا کو فون پر اس بات کا یقین دلایا ہے کہ ہم حکومت ایجریمیا کی ہر ممکن امداد سے قطعاً دریغ نہ کریں گے۔ اور جہاں تک سیکرٹ سروس کا بین الاقوامی طور پر کام کرنے کا مسئلہ ہے تو مجھے یہ بتانے میں خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ صدر ایجریمیا نے واضح طور پر مقرر پاورز کی ٹیم کی ناکامی کا اعتراف کیا ہے۔ اور اپنی سیکرٹ سروس کے سربراہ کی درخواست پر مجھ سے خصوصی طور پر یہ استدعا کی ہے کہ ہم اپنی سیکرٹ سروس کو مجرموں کے مقابلے میں لے آئیں۔ انہوں نے کہا کہ اگر ہم چاہیں تو وہ بین الاقوامی طور پر بھی اپنی اس کوتاہی اور امداد کا اعلان

کرنے پر تیار ہیں کہ انہوں نے ہماری سیکرٹ سروس کو نظر انداز کر کے مہلک غلطی کی ہے۔۔۔ اور نہ صرف ایکرمیا۔۔۔ بلکہ روسیہ اور شوگرمان کے حکام نے بھی اسی قسم کی درخواستیں کی ہیں۔ اب انہیں احساس ہو گیا ہے کہ پوری دنیا کی سیکرٹ سروسز مل کر وہ کام نہیں کر سکتیں۔۔۔ جو ہماری سیکرٹ سروس کر سکتی ہے۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ اگر سٹراٹجیکو مناسب سمجھیں تو مجرموں کے خلاف بین الاقوامی طور پر کام شروع کر دیں۔۔۔ مجھے یقین ہے کہ وہ کامیاب رہیں گے۔ اور ان کی کامیابی سے پورے ملک کا وقار بڑھے گا۔۔۔ صدر مملکت نے کہا اور ہال تالیوں سے گونج اٹھا۔

”ٹھیک ہے جناب صدر!۔۔۔ اگر ہمارے ملک کا وقار دنیا کی نظروں میں بڑھتا ہے تو میں آج ہی سیکرٹ سروس کو ہدایت دے دیتا ہوں۔ مجھے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے پورا یقین ہے کہ ہم جلد ہی مجرموں کی گردنیں شکنجے میں کس لیں گے۔۔۔ عمران نے سپاٹ لمبے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”شکریہ!۔۔۔ اگر آپ چاہیں تو اس سلسلے میں پوری دنیا کے ممالک اور خصوصاً سپر پاورز آپ کو ہر قسم کی امداد مہیا کرنے پر تیار ہیں۔“ صدر مملکت نے کہا۔

”ایسی کوئی بات نہیں۔۔۔ ہمیں کسی کی امداد کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر ضرورت پڑی تو ہم آپ سے کہہ دیں گے۔“ عمران نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔۔۔ آپ ابھی سے کام شروع کر دیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے کامیاب اور رُخرو کرے گا۔“ صدر مملکت نے کہا اور پھر وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور ان کے ساتھ ہی تمام لوگ بھی اٹھ کھڑے ہوئے کیونکہ یہ میٹنگ ختم ہونیکا اشارہ تھا اور صدر کے جانے کے بعد باری باری سب ممبرز ہال سے باہر نکلنے چلے گئے۔

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

ھیڈ کوارٹر کی عمارت قلعہ نما تھی۔ اس کی دیواریں اتنی اونچی تھیں کہ ان دیواروں پر چڑھنے کا تو آدمی تصور ہی نہ کر سکتا تھا۔ ایک بڑا سا گیٹ تھا جس کے باہر پانچ مسلح افراد بڑے چوکنا انداز میں پہرہ دے رہے تھے۔ عمارت کی پشت پر دریا تھا جبکہ دائیں اور بائیں طرف گھاس کے وسیع میدان پھیلے ہوئے تھے جن کے گرد خاردار تار کی بارڈر تھی۔ اور ان میدانوں کے کونوں میں سرچ ٹاؤبنے ہوئے تھے۔ جن پر دور بین اٹھائے مسلح افراد پہرہ دے رہے تھے۔

چیف شاکل نے دُور ہی سے اس سچو شین کا جائزہ لیا تو وہ یہ سوچنے پر مجبور ہو گیا کہ یہ قلعہ تو ناقابل تسخیر ہے۔ اس کے اندر داخل ہونا ہر لحاظ سے ناممکن نظر آ رہا تھا اور وہ مسلسل اسی سوچ میں تھا کہ ایسا کونسا طریقہ اختیار کیا جائے جس سے وہ محفوظ طور پر عمارت کے اندر داخل ہو سکے۔

اس عمارت سے کافی دُور وہ ایک اندھیری گلی میں کھڑا یہی سوچ رہا تھا کہ اچانک ایک ترکیب اس کے ذہن میں آگئی۔ یہ ترکیب ایسی تھی کہ جس میں سونفید

رسک بھی شامل تھا۔ مگر چیف شاکل جانتا تھا کہ رسک لئے بغیر منزل تک پہنچنا ناممکن ہے۔

چنانچہ اس نے اس ترکیب پر عمل کرنے کا فیصلہ کر لیا اور پھر اس نے بڑی تیزی سے اپنے کپڑے اتارے اور گلی میں ایک مکان کے ٹوٹے ہوئے حصے میں چھپا کر رکھ دیتے۔ بوٹ اور جرابیں بھی اس نے اتار کر رکھ دیں۔ اب اس کے جسم پر صرف ایک چھوٹی سی نیکر بھٹی۔ اس نے ہاتھ مار کر اپنے بالوں کو پریشان کیا اور پھر اسی طرح گلی سے باہر نکل کر اس نے ہیڈ کوارٹر کے گیٹ کی طرف چلنا شروع کر دیا۔ وہ بُری طرح لڑکھڑا رہا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے اس نے شراب کی سینکڑوں بوتلیں پی رکھی ہوں۔ اسی طرح لڑکھڑاتا ہوا وہ آہستہ آہستہ مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

مین گیٹ پر موجود مسلح دربان اُسے دیکھتے ہی چوکے ہو گئے۔ مگر شاکل اپنی ہی دھن میں آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔ اس کے ہاتھ فضا میں یوں لہرا رہے تھے جیسے وہ کسی اُن دکھی قوت سے باتیں کر رہا ہو۔ منہ سے مسلسل بڑبڑاہٹ کی آوازیں برآمد ہو رہی تھیں۔

”نمبردار! — رک جاؤ — کون ہو تم“ — ایک دربان نے انتہائی کڑخت لہجے میں شاکل سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ہمارے پاس آؤ — مت جاؤ — آگ لگ گئی ہے — آگ ہر طرف آگ — مت جاؤ پیارے آج کی رات — زنگینیاں —“ چیف شاکل مسلسل بڑبڑاتا ہوا آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اس نے کچھ سنا ہی نہ ہو۔

”یا تو یہ پاگل ہے — یا پھر آؤٹ ہو گیا ہے“ — ایک اور دربان

نے ہنستے ہوئے کہا۔

اسی لمحے شاکل ان دربانوں کے قریب پہنچ گیا تھا۔

”مت جاؤ — اے — میرا دل — میرا پیار — میری خوبصورت سہیلی — رک جاؤ“ — شاکل اپنی ہی دھن میں بڑبڑا رہا تھا کہ اچانک ایک زوردار تھپڑ کی آواز سے ماحول گونج اٹھا۔ اُسے روکنے والے دربان نے پوری قوت سے اس کے گال پر طمانچہ مار دیا تھا۔ طمانچہ اتنا زوردار تھا کہ شاکل اچھل کر نیچے جا گرا۔

”مارتی ہو — مارو اور مارو — میری ظالم سہیلی — مجھے مارو — مجھ معصوم کو مارو — اے آگ میری آگ“ — شاکل نے نیچے گرنے کے باوجود اسی طرح بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

”یار کیوں مار رہے ہو — دیکھ نہیں رہے کہ یہ بالکل آؤٹ ہے۔ اور کسی نے اس کے کپڑے بھی اتار لئے ہیں“ — ایک اور دربان نے پہلے دربان کو روکتے ہوئے کہا۔

”میں تو صرف چیک کر رہا تھا کہ کہیں یہ سب کچھ مصنوعی تو نہیں“ — طمانچہ مارنے والے دربان نے مسکرا کر جواب دیا۔

”جاؤ بھائی جاؤ! — یہاں سے چلے جاؤ — ورنہ خواہ مخواہ اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھو گے“ — دوسرے دربان نے پچکارتے ہوئے شاکل سے کہا۔ جواب اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا مگر پھر لڑکھڑا کر گر پڑا۔ اسی دربان نے ہاتھ پکڑ کر اُسے کھڑا کر دیا۔

”میری جان! — اے ظالم — آگ لگ گئی ہے آگ — میری آغوش میں آ جاؤ — میری سہیلی“ — شاکل اُسی طرح موڈ میں تھا۔

"یار! — ویسے بندہ جاندار ہے — کیوں نہ اسے مادام کے پاس بھیج دیا جائے" — ایک اور دربان نے شاکل کے سڈول جسم پر نظریں دوڑاتے ہوئے کہا۔

"ہاں! — اس کی آگ ہمیشہ کے لئے بجھ جائے گی" — دوسرے نے قہقہہ مارتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے — مادام نے بھی جان غدا میں ڈال رکھی ہے — چلو اسے دکھا دیتے ہیں — شاید مادام کو پسند آجائے" — طمانچہ مارنے والا دربان بھی رضامند ہو گیا۔

"آؤ ابھی آؤ! — تمہاری آگ ٹھنڈی کرنے کا بندوبست کریں" — ایک دربان نے کہا اور پھر اس نے شاکل کا ہاتھ پکڑا اور اسے کھینچتا ہوا گیٹ کی طرف لیتا چلا گیا۔ شاکل اسی طرح بڑبڑاتا جا رہا تھا۔

گیٹ کے باہر ایک لکڑی کا چوڑا سا کین بنا ہوا تھا۔ دربان نے شاکل کو اس کین کے دروازے پر کھڑا کیا اور خود تیزی سے کین میں داخل ہو گیا۔ کین کی دیوار پر ایک بڑا سا سوچے بورڈ لگا ہوا تھا جس پر مختلف رنگوں کے بیشمار بٹن نمایاں نظر آ رہے تھے۔ دربان نے ایک بٹن دبایا اور سوچے بورڈ کے ساتھ دیوار سے لٹکا ہوا مائیک کھینچ کر منہ سے نکال لیا۔

"مادام سے بات کراؤ — گیٹ انچارج بول رہا ہوں" — دربان نے مائیک میں بولتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ خاصا تحکمانہ تھا۔

چند لمحوں بعد ہی کین میں ایک مترنم لہوائی آواز گونجی۔

"یس مادام سپلینگ" — لہجہ خاصا تحکمانہ تھا۔

"مادام! — میں گیٹ انچارج بول رہا ہوں — ہمارے پاس ایک

خوبصورت اور طاقتور نوجوان موجود ہے جو نشے میں بالکل آؤٹ ہے۔ اس کے کپڑے بھی کسی نے اتار لئے ہیں — مگر وہ آپ کے معیار پر یقیناً پورا اترے گا — میں نے سوچا کہ آپ سے بات کر لوں" — گیٹ انچارج نے بڑے مودبانہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"اُسے کین میں لے آ کر ٹیلی کاسٹ کرو — میں دیکھنا چاہتی ہوں" — مادام کی آواز سنائی دی۔

"بہتر مادام" — گیٹ انچارج نے کہا اور پھر اس نے پھرتی سے مائیک واپس دیوار میں لگے ہوئے ہک میں لٹکایا اور کین بن سے باہر کھڑے شاکل کا ہاتھ پکڑ کر کین کے اندر لے آیا۔

اس نے شاکل کو کین کے درمیان کھڑا کر کے کین کا دروازہ بند کر دیا اور پھر تیزی سے سوچے بورڈ پر لگے ہوئے مختلف بٹن دبانے لگا۔ شاکل مسلسل بڑبڑاتا رہا تھا۔ وہ کبھی ادھر گھوم جاتا کبھی اُدھر ڈول جاتا۔ کین میں اچانک تیز روشنی پھیل گئی اور اس کے ساتھ ہی چار مختلف رنگوں کے تیز بلب بھی کین کے چاروں کونوں میں جلنے لگے۔

"آگ — ہتے میری آگ — میری ستلی — میری آغوش میں آجاؤ — آگ بھجاؤ — رنگین خوبصورت رات — موسم کی تزئین" — شاکل بڑبڑانے کے ساتھ ساتھ ادھر ادھر لڑکھڑاتا رہا تھا۔

جب کہ گیٹ انچارج کین کے دروازے سے لگ کر خاموش کھڑا تھا۔

"ٹھیک ہے" — اچانک مادام کی آواز کین میں گونجی اور گیٹ انچارج نے تیزی سے آگے بڑھ کر بٹن آف کرنے شروع کر دیئے۔ اور کین میں پھیلنے والی تیز لائٹ بجھ گئی۔ اب وہاں وہی پہلے والا نارمل بلب جل رہا تھا۔

گیٹ انچارج نے مایک اتار لیا۔

”اسے چکنگ روم میں بھجوا دو“ — مادام کی آواز سنا دی اور گیٹ انچارج نے پہلے والا بٹن آف کر دیا۔

”چلو پیارے! — تمہاری موج بن گئی — مزے لوٹو“ — گیٹ انچارج نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے کیبن کا دروازہ کھول کر شاکل کو باہر گھسیٹ لیا۔ اس کے بعد وہ اس بڑے گیٹ کے پاس آیا اور اس نے گیٹ کے کونے میں لگا ہوا ایک چھوٹا سا بٹن دبایا۔

بٹن دبتے ہی گیٹ کی چھوٹی کھڑکی کھل گئی۔ گیٹ انچارج شاکل کو لیکر گیٹ کے اندر داخل ہوا اور پھر اس نے وہاں موجود دربانوں میں سے ایک سے مخاطب ہو کر کہا۔

”یہ مادام کا شکار ہے — اسے چکنگ روم میں پہنچا آؤ۔“
”لیس سر“ — اس دربان نے موڈ بانہ لہجے میں کہا اور پھر وہ شاکل کا ہاتھ پکڑ کر تیزی سے قریب موجود ایک چھوٹی سی جیپ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
•
C
O
M

اپنے ساتھیوں سے علیحدہ ہو کر بلیک نے پہلے تو اپنے طور پر ہیڈ کوارٹر کا جائزہ لیا مگر جب اُسے ہیڈ کوارٹر میں داخلہ ناممکن نظر آیا تو اس نے یہی فیصلہ کیا کہ صرف دریا کی جانب سے ہی ہیڈ کوارٹر میں داخل ہوا جاسکتا ہے مگر دریا کے دوسرے کنارے پر پہنچنے کے لئے اُسے پورے شہر کا چکر لگا کر جانا پڑتا تھا۔ چنانچہ اس نے ایک ٹیکسی پکڑی اور سیدھا مین مارکیٹ میں آ گیا۔ یہاں آ کر وہ ایک سپر مارکیٹ میں گھس گیا اور پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد جب وہ مارکیٹ سے باہر نکلا تو ایک بڑا سا بیگ اس نے اپنے کاندھے پر اٹھا رکھا تھا۔ بیگ اٹھائے وہ سیدھا ٹیکسی سٹینڈ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

”مجھے کراس ریونیو پر جانا ہے“ — بلیک نے بیگ ٹیکسی کی سچھلی نشست پر مھینکتے ہوئے ٹیکسی ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ٹھیک ہے — بیٹھے“ — ٹیکسی ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور بلیک نے اگلی نشست کا دروازہ کھولا اور نشست پر بیٹھ گیا۔

”کیا اس وقت کسی تفریح کے لئے کراس ریونیو جا رہے ہیں؟“
ٹیکسی ڈرائیور نے ٹیکسی آگے بڑھاتے ہوئے بڑے اشتیاق آمیز لہجے میں کہا۔
”ہاں! — ایک دوست نے وہاں پہنچا ہے — اور گمریوں کی یہ
بات ہم نے پائی میں گزارنے کا پروگرام بنایا ہے۔“ بلیک نے مسکراتے
ہوئے جواب دیا۔

”اوہ! — دیری گڈ آئیڈیا —“ وہ یو گڈ لک — ٹیکسی ڈرائیور
نے بے اختیار ہنستے ہوئے جواب دیا۔

”تھینک یو“ — بلیک نے بھی مسکراتے ہوئے جواب دیا۔
ٹیکسی مختلف سڑکوں سے ہوتی ہوئی کافی دیر تک دریا کے ساتھ ساتھ موجود
سڑک پر چلتی رہی اور پھر ایک پل کراس کر کے وہ دریا کے دوسرے کنارے پر
پہنچ گئے۔

کراس ریونیو دریا پر تفریح کے لئے ایک خاص گھاٹ تھا جہاں کشتی رانی
کے ساتھ ساتھ مچھلی پکڑنے کے لئے بھی خصوصی سپاٹ بنے ہوئے تھے۔
بلیک نے میٹر دیکھ کر کرایہ ادا کیا۔ بیگ اٹھایا اور پھر تیزی سے گھاٹ کی
طرف قدم بڑھاتا چلا گیا۔ گھاٹ پر تفریح کرنے والوں کا خاصا رش تھا۔ ابھی بلیک
گھاٹ کے قریب پہنچا ہی تھا کہ اچانک اُسے تفریح کرنے والوں میں چوٹان بھی
نظر آگیا۔ چوٹان کے گلے میں ایک طاقتور دُور بین لٹکی ہوئی تھی اور وہ ریلنگ کے
سہارے کھڑا دریا میں چلنے والی کشتیوں کو دیکھنے میں مصروف تھا۔

بلیک اُسے یہاں دیکھ کر حیران رہ گیا۔ کیونکہ ان تینوں کے درمیان تو
بہی طے ہوا تھا کہ وہ تینوں علیحدہ علیحدہ ہیڈ کوارٹر میں داخل ہوں گے مگر چوٹان
تو بڑے اطمینان سے یہاں کھڑا تفریح میں مصروف تھا۔ بلیک سیدھا اس کی

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
•
C
O
M

طرف بڑھتا چلا گیا۔

اور پھر جب اس نے چوٹان کے کاندھے پر ہاتھ رکھا تو چوٹان چونک پڑا۔
مگر اپنے ہینچے بلیک کو کھڑے دیکھ کر وہ مسکرا دیا۔
”تم یہاں تفریح کر رہے ہو؟“ — بلیک کے لہجے میں ہلکی سی تلخی
موجود تھی۔

”ارے نہیں — ایسی کوئی بات نہیں — میں مشن پر ہوں —“
چوٹان نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”مگر یہاں؟“ — بلیک نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔
”آؤ میرے ساتھ —“ چوٹان نے کہا اور پھر وہ تیزی سے دائیں
طرف بڑھتا چلا گیا۔ بلیک بیگ اٹھائے اس کے پیچھے چلتا گیا۔
تھوڑی دیر بعد وہ لوگوں سے ہٹ کر تنہا جگہ پر آ گئے۔

”در اصل بات یہ ہے کہ میں نے ہیڈ کوارٹر کا جائزہ لیا تھا — مجھے صرف
دریا والی سمت ایسی معلوم ہوئی تھی جہاں سے ہیڈ کوارٹر میں داخلہ دے ممکن
ہے اس لئے میں یہاں آ گیا۔“ تاکہ یہاں سے کوئی کشتی کرایہ پر لیکر اس
طرف جاؤں — اور پھر اس طرف کا مکمل جائزہ لینے کے بعد اندر داخل
ہونے کی کوئی ترکیب سوچی جلتے — مگر یہاں کوئی کشتی فارغ ہی نہیں
تھی — اس لئے میں انتظار میں کھڑا تھا کہ کوئی کشتی فارغ ہو تو اُسے
کرایہ پر لیا جلتے — مگر تم یہ بیگ اٹھائے یہاں کیسے پہنچ گئے؟“
چوٹان نے تفصیل بتاتے ہوئے پوچھا۔

”اوہ! — تو یہ بات ہے — میں سمجھا کہ تم مشن کی بجائے تفریح
کرنے یہاں پہنچ گئے ہو —“ آئی ایم سوری — دراصل بات یہ ہے کہ

سرے پر لگا ہوا ہک کشتی کے کنارے پر بنے ہوئے ایک کڑے میں چھنا دیا اور پھر اس گولے کو اٹھا کر اطمینان سے مبیٹھ گیا۔

مقوڑی دیر بعد بلیک کو بھی بغیر دُور بین کے ہیڈ کوارٹر کی عظیم الشان عمارت نظر آنے لگ گئی۔ اس طرف ہیڈ کوارٹر کی پشت تھی اور تیس منٹ اونچی دیوار بالکل سپاٹ تھی اس میں ایک بھی رخ نہ تھا اور عمارت کے اوپر ایک چوکی سی بنی ہوئی تھی۔ عمارت کی عین پشت پر پہنچتے ہی بلیک نے گولہ کشتی میں رکھا اور پتوار اٹھا کر کشتی کو عمارت کی پشت کی طرف دھکیلنا شروع کر دیا۔

”جلدی کرو! — مجھے چھت پر موجود چوکی پر نقل و حرکت نظر آرہی ہے“ چوٹان نے کہا جو دُور بین آنکھوں سے لگاتے غور سے ہیڈ کوارٹر کا جائزہ لے رہا تھا۔ اور بلیک نے اور زیادہ زور لگا کر کشتی کو دھکیلنا شروع کر دیا۔ اور پھر جیسے ہی کشتی عمارت کی پشتی دیوار کے قریب پہنچی اس نے پتوار پھینک کر گولہ اٹھایا اور پانی میں پھینک دیا۔ کشتی کو ایک جھٹکا سا لگا۔ مگر کشتی وہیں رک گئی۔ اب وہ ایک جگہ جم سی گئی تھی۔

اسی لمحے عمارت کی چھت پر سے سرچ لائٹ کی تیز روشنی نمودار ہوئی اور اس کی تیز روشنی ایک چکر میں دریا کے درمیان اور دوسرے کنارے پر پڑنے لگی۔ مگر وہ دونوں دیوار کے بالکل قریب ہونے کی وجہ سے اس سرچ لائٹ کی زد سے بچ گئے تھے اور پھر عین اسی لمحے ایک اور کشتی دریا کے مخالف بہاؤ سے نمودار ہوئی۔ اس میں دو مرد اور دو عورتیں سوار تھیں اور وہ دونوں پتواریں سنبھال کر کشتی کو آگے دھکیلنے میں مصروف تھے۔ کیونکہ بہاؤ مخالف ہونے کی وجہ سے انہیں بہت زور لگانا پڑ رہا تھا۔ سرچ لائٹ نے اس

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
•
C
O
M

کشتی کو اپنی زد میں لے لیا۔

چند لمحوں تک وہ لائٹ کشتی پر مرکوز رہی اور پھر یکدم بجھ گئی۔ اب ہر طرف اندھیرا سا پھیل گیا اور وہ تفریحی کشتی آگے بڑھتی چلی گئی۔ وہ لوگ مطمئن ہو گئے ہیں — ورنہ انہوں نے مکمل جائزہ لینا تھا۔ بلیک نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”ہاں! — اس تفریحی کشتی نے ان کا شک دُور کر دیا ہے“ — چوٹان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس طرف سے بھی داخلہ نامکن ہی نظر آتا ہے — اوپر چڑھا نہیں جاسکتا — کیونکہ اوپر چکنگ پوسٹ موجود ہے اور دیوار اتنی موٹی ہے کہ شاید ہم زندگی بھر بھی اس میں سوراخ نہ کر سکیں“ — بلیک نے قد سے مایوسانہ لہجے میں تبصرہ کرتے ہوئے کہا۔

”ہاں! — بظاہر تو حالات ایسے ہی نظر آتے ہیں — مگر میرا خیال ہے کہ ہم اگر غور کریں تو کہیں نہ کہیں کوئی کمزور پہلو نظر آجائے گا“ — چوٹان نے مطمئن لہجے میں کہا۔ وہ بڑے غور سے عمارت کی پشتی دیوار کو دیکھ رہا تھا جو انتہائی مضبوط کنکریٹ کے بڑے بڑے بلاکوں سے بنائی گئی تھی اور ان بلاکوں کو اس طرح جوڑا گیا تھا کہ ان میں معمولی سا رخ نہ بھی نظر نہ آ رہا تھا۔

”ایک ترکیب سمجھ میں آئی ہے“ — اچانک بلیک نے چونک کر کہا۔ ”وہ کونسی؟“ — چوٹان بھی چونک پڑا۔

”میرا خیال ہے کہ اس عمارت کا گندہ پانی ضرور اس دریا میں ڈالا جاتا ہوگا۔ اور ہم اس نکاسی کے راستے سے عمارت کے اندر داخل ہو سکتے

ہیں۔۔۔۔۔ بلیک نے کہا۔
 "ویری گڈ آئیڈیا۔۔۔۔۔ یقیناً ایسا ہی ہوگا۔۔۔۔۔ اور جتنی بڑی عمارت ہے
 اتنا ہی بڑا انکاسی کا راستہ بھی ہوگا۔۔۔۔۔ چو شان نے خوش ہوتے
 ہوئے کہا اور دُور بین سے وہ عمارت اور دریا کی سطح کو غور سے دیکھنے لگا۔
 عمارت دریا کے ساتھ ساتھ بہت دُور تک چلی گئی تھی۔ مگر کہیں بھی کوئی
 ایسا راستہ نظر نہ آ رہا تھا۔
 "تم یہیں کشتی میں ٹھہرو۔۔۔۔۔ میں پانی میں اتر کر جائزہ لیتا ہوں۔
 میرا خیال ہے کہ یہ راستہ دریا کے اندر کہیں بنایا گیا ہوگا۔۔۔۔۔ بلیک نے
 کپڑے اتارتے ہوئے کہا۔

"ہاں!۔۔۔۔۔ ہو سکتا ہے۔۔۔۔۔ چو شان نے جواب دیا۔
 بلیک نے کپڑے اتارے اور صرف انڈر ویئر پہن کر وہ آہستگی سے دریا
 میں اترتا چلا گیا۔ اس نے تیزی سے غوطہ لگایا اور پانی میں غائب ہو گیا۔
 چو شان اسی طرح دُور بین آنکھوں سے لگاتے ادھر ادھر کا جائزہ لیتا رہا۔
 تقریباً دو منٹ بعد ہی بلیک نے سر پانی سے باہر نکالا اور پھر تیزی سے
 کشتی کی طرف بڑھتا چلا آیا۔

"میں نے وہ جگہ ڈھونڈ لی ہے۔۔۔۔۔ یہ تو پوری سرنگ معلوم ہوتی ہے
 مگر اس کے باہر مضبوط جالی لگی ہوئی ہے۔۔۔۔۔ جسے اندر داخل ہونے
 کے لئے کاٹنا پڑے گا۔۔۔۔۔ بلیک نے کہا اور پھر وہ کشتی میں چڑھ آیا۔
 "پھر کیا پروگرام ہے۔۔۔۔۔ چو شان نے اشتیاق آمیز لہجے میں پوچھا۔
 "میرے پاس اسے کاٹنے کے آلات موجود ہیں۔۔۔۔۔ ایسا کرتے ہیں
 کہ پلاسٹک کے لفافے لباس کے اوپر چڑھا کر ہم پانی میں اتر جاتے ہیں اور

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

پھر اس جالی کو کاٹ کر اندر داخل ہو جائیں گے۔۔۔۔۔ بعد میں جو ہوگا دیکھا
 جائے گا۔۔۔۔۔ بلیک نے کہا۔
 "مگر کشتی۔۔۔۔۔ چو شان نے سر ملتے ہوئے کہا۔
 "اس کشتی کو چھوڑ دیتے ہیں۔۔۔۔۔ یہ خود کہیں جا کر کنارے لگ جائے
 گی۔۔۔۔۔ بلیک نے تیزی سے کپڑے پہنتے ہوئے کہا اور پھر اس نے
 بیگ میں سے پلاسٹک کے بڑے بڑے لفافے نکالے۔ اس نے ایک لفافہ
 اپنے اوپر چڑھا لیا۔ یہ لفافہ پورے لباس کی طرح بنا ہوا تھا اس طرح اس
 کا لباس مکمل طور پر اس لفافے میں چھپ گیا۔ گردن پر اس نے اُسے مضبوطی
 سے باندھ لیا۔

دوسرا لفافہ چو شان نے پہن لیا اور پھر بلیک نے بیگ میں سے آلات
 نکال کر انہیں مختلف انداز میں جوڑنا شروع کر دیا۔
 مقوڑی دیر بعد جب بلیک فارغ ہوا تو اس نے وہ آلہ ایک طرف رکھا
 رسی کو مخصوص انداز میں جھکا دے کر کھینچا اور پھر وہ گولہ کشتی میں رکھ دیا۔ گولے
 کے باہر آتے ہی کشتی دریا کے بہاؤ کے ساتھ آگے بڑھنے لگی۔
 "آؤ۔۔۔۔۔ بلیک نے کہا اور آلے سمیت پانی میں اتر گیا۔ چو شان نے
 بھی اس کی پیروی کی۔ اور وہ دونوں پانی میں غوطہ لگا گئے۔ پانی میں آگے
 پیچھے تیرتے ہوئے وہ مقوڑی دیر بعد عمارت کی جڑ میں بنے ہوئے ایک بہت
 بڑے سوراخ کے پاس پہنچ گئے۔ یہاں سوراخ پر انتہائی مضبوط قسم کی جالی
 نصب تھی۔

بلیک نے اچھ میں کپڑے ہوائے آلے کا سرا جالی کے کونے سے لگایا اور
 پھر آلے کے دستے پر لگا ہوا بٹن دبا دیا۔ بٹن دبے ہی نیلے رنگ کی دھار

سی آئے کی نوک سے نکلی اور چڑچڑکی آوازیں بلند ہونے لگیں۔ جہاں جہاں وہ نیلے رنگ کی دھار جالی پر پڑتی، جالی ایک لمحے میں سرخ ہو جاتی اور پھر وہ جگہ غائب ہو جاتی۔

تقریباً ایک منٹ میں بلیک نے جالی میں اتنا بڑا سوراخ بنا لیا جس سے وہ آسانی سے اندر داخل ہو سکتے تھے۔

چنانچہ سب سے پہلے بلیک جالی میں بنے ہوئے اس سوراخ میں داخل ہوا اور پھر چوستان نے بھی اس کی پیروی کی۔ یہ واقعی ایک طویل سرنگ سی تھی جس کی سطح پر پانی کی ایک موٹی سی دھار بہہ رہی تھی۔ سرنگ کا دوسرا ریل چونکہ اوپر بلندی کی طرف جارہا تھا اس لئے پانی خاصی تیز رفتاری سے بہہ رہا تھا اور دریا کا پانی بھی اندر داخل نہ ہو رہا تھا۔ مگر یہاں مسلسل پانی بہنے سے اتنی پھسلن ہو گئی تھی کہ ان دونوں کے لئے وہاں پیر جمانا مشکل ہو گیا تھا۔ مگر اس کا حل انہوں نے یہ نکال لاکہ دیوار کے ساتھ ساتھ پیر جمبا کر اوپر کو چڑھنے لگے۔ جہاں ان کا پیر پھیلتا وہ دیوار کا سہارا لے کر اپنے آپ کو سنبھال لیتے۔ لیکن اس کی وجہ سے ان کی رفتار خاصی کم تھی۔ جوں جوں وہ آگے بڑھتے جا رہے تھے۔ سرنگ بلند ہوتی جا رہی تھی اور اب تو انہیں اپنے آپ کو سنبھالنے میں بے حد مشکل ہو رہی تھی کیونکہ اب بلندی کی وجہ سے وہ زیادہ پھسل رہے تھے۔ اور انہیں معلوم تھا کہ کہیں بھی وہ اگر نہ سنبھل سکے تو پھسل کر واپس جالی پر جا پڑیں گے۔

میرا خیال ہے۔۔۔ اس طرح آگے بڑھنا ناممکن ہے۔۔۔

چوستان نے کہا۔

”ہاں!۔۔۔ لگتا تو ایسے ہی ہے۔۔۔ اور نجانے یہ شیطان کی آنت

سرنگ کہاں جا کر ختم ہوگی۔۔۔ بلیک نے بھی اکتائے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔ مگر ان باتوں کے باوجود وہ اوپر چڑھنے کی مسلسل کوشش میں لگے رہے۔ ارے مجھے یہاں سے تازہ ہوا کا جھونکا محسوس ہوا ہے۔۔۔ اچانک چوستان نے چونک کر کہا۔

”کدھر سے۔۔۔؟ بلیک نے پوچھا۔ جو سرنگ کے دوسرے کنارے پر سے چڑھ رہا تھا۔

”ارے۔۔۔ یہ رخنہ سا ہے۔۔۔ جس میں سے خاصی تازہ ہوا آرہی ہے۔۔۔ چوستان نے ایک جگہ رکتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔۔۔ پھر ہم اوپر کی بجائے یہیں سے باہر نکلیں گے۔“ بلیک نے کہا اور پھر احتیاط سے قدم جھٹا ہوا وہ چوستان کے پاس پہنچ گیا اس کے ایک ہاتھ میں وہ آلہ ابھی تک موجود تھا جس سے اس نے جالی کاٹی تھی۔ اور پھر اس آلے کی نوک۔۔۔ اس رخنہ میں پھنسی اور بٹن دبا دیا۔ آلے میں سے نیلے رنگ کی دھار بلند ہوئی اور رخنہ کے ارد گرد کے پتھر سرنج ہو کر چٹخنے لگے۔

تقریباً دس منٹ کی مسلسل کوششوں کے بعد وہ ایک بڑا سا پتھر پگھلانے میں کامیاب ہو گئے اور اب تازہ ہوا زیادہ مقدار میں آنے لگی اور اس کے ساتھ ہی ایک تنگ سا راستہ بن گیا۔

چوستان پہلے اس راستے میں داخل ہوا اور کھسکا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا چند لمحوں بعد اس کی آواز دوسری طرف سے سنائی دی۔

”آ جاؤ بلیک!۔۔۔ ہم بہت اچھی جگہ پہنچ گئے ہیں۔۔۔ یہ ایک راہداری کا سرا ہے۔۔۔ اور پھر بلیک بھی اس راستے میں داخل ہو گیا۔

اور کھسکتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ چند لمحوں بعد وہ بھی دوسری طرف پہنچ چکا تھا۔ واقعی وہ دونوں اس وقت ایک چھوٹی سی راہداری میں تھے جس کے دوسرے سرے پر ایک برآمدہ سانبنا ہوا تھا۔ اور راہداری میں دونوں طرف کمروں کے دروازے موجود تھے۔ جو اس وقت بند تھے۔ ان دونوں نے وہ پلاسٹک کے لباس اتارے اور انہیں سڑک میں اچھال دیا۔

بلیک نے سب سے قریبی دروازے پر دباؤ ڈالا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔ بلیک چند لمحے باہر کھڑا اندر کی آہٹ لیٹا رہا۔ مگر جب کوئی رد عمل نہ ہوا تو وہ کمرے میں داخل ہو گیا۔ چوٹان بھی اس کے پیچھے تھا۔ مگر جیسے ہی وہ دونوں کمرے میں داخل ہوئے، اچانک ایک زوردار دھمکے سے دروازہ بند ہو گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی چٹ کی آواز سے کمرہ روشن ہو گیا۔ وہ دونوں چونک کر مڑے مگر کمرے میں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔

بڑے باہمت ہو تم دونوں — ہم تمہیں اپنے محل میں خوش آمدید کہتے ہیں۔ اچانک ایک دیوار سے ایک مترنم نسوانی آواز سنائی دی۔ اور پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتے، اچانک چھت میں سے دو دھبازنگ کی گیس ایک دھارے کی صورت میں نکلی اور پورے کمرے میں پھلتی چلی گئی۔ یہ شاید انتہائی بیہوش کر دینے والی زود اثر گیس تھی کیونکہ چند ہی لمحوں بعد ان دونوں کا سانس گھٹنے لگا اور دماغ پر اندھیرے پھیلتے چلے گئے۔ ان دونوں نے اپنے آپ کو سنبھالنے کی کوشش کی مگر بے سود۔

چند ہی لمحوں بعد وہ دونوں لڑکھڑا کر فرش پر گرے اور ساکت ہو گئے وہ دنیا و مافیہا سے غافل ہو چکے تھے۔

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
•
C
O
M

دیو ہیکل جہاز کے پہیوں نے جیسے ہی رن وے کو چھوڑا، جہاز میں سیفٹی بلیٹس کھول دینے کا اعلان روشن حروف میں چمکنے لگا اور مسافروں نے اطمینان کا ایک طویل سانس لیتے ہوئے سیفٹی بلیٹس کھول دیں۔ خوبصورت لباس میں ملبوس چاق و چوبند ایئر ہوٹسٹیس مسافروں کو شروب پیش کرنے میں مصروف ہو گئیں۔

اس وقت جہاز میں سو سے زائد مسافر سوار تھے۔ اور ایک بھی سیٹ خالی نہ تھی۔ ٹرانس ایر وینڈ کا یہ طیارہ دنیا میں سب سے زیادہ طویل سفر کرتا تھا۔ پاکیشیا کے بین الاقوامی رن وے سے پرواز کے بعد اس نے مسلسل آٹھ گھنٹے پرواز کرنے کے بعد ساؤتھ افریقا کے مشہور ہوائی اڈے پر صرف آدھ گھنٹے کیسے رُکنا تھا۔ اور اس کے بعد مزید نو گھنٹے تک مسلسل پرواز کے بعد اس کی منزل نارمٹھ پول کا بین الاقوامی ہوائی اڈہ گارجینا تھا اور جہاز میں سوار

مسافروں کی اکثریت کی منزل بھی گار جینا ہی تھی۔

جہاز میں عمران کے ساتھ سیکرٹ سروس کی پوری ٹیم عام مسافروں کی شکل میں موجود تھی۔ عمران کے ساتھ جوزف بھی اپنے مخصوص باڈی گارڈ کی یونیفارم میں بیٹھا ہوا تھا۔ نشستوں کی ترتیب کچھ اس طرح بنی تھی کہ عمران اور جوزف ایک سیٹ پر۔۔۔ جولیا اور صفدر ان کی پچھلی سیٹ پر۔۔۔ اور تنویر اور نعمانی ساتھ والی سیٹ پر۔۔۔ جبکہ ان کے پیچھے چوہان اور صدیقی بیٹھے ہوئے تھے۔۔۔ کیپٹن شکیل کسی اور مسافر کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔۔۔ عمران اس بار مکمل ٹیم کے ساتھ جا رہا تھا۔ پاکیشیا میں صرف بلیک زیرو اکیلا رہ گیا تھا۔ ان سب کی منزل بھی نارمٹھ پول ہی تھی۔ عمران کو طارق اور مائیکل کے ہیڈ کوارٹر سے ایسے شواہد مل گئے تھے جن سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ جاتی تھی کہ مادام کیٹ کا ہیڈ کوارٹر نارمٹھ پول میں ہے اور کسی حد تک ہیڈ کوارٹر کی نشاندہی بھی ہو گئی تھی۔

چونکہ عمران کو احساس تھا کہ مقابلہ انتہائی سخت ہو گا اس لئے اس بار وہ پوری ٹیم کو حرکت میں لے آیا تھا۔ اس نے چلنے سے پہلے تمام ممبرز کو اکیسٹو کے روپ میں مادام کیٹ۔۔۔ اس کی تنظیم۔۔۔ اور ایکریمیا میں ان کی تازہ ترین کارکردگی کا مختصر سا خاکہ بتا دیا تھا تاکہ تمام ممبرز پوری طرح ہوشیار اور چوکنا رہیں اور حسب توقع ٹیم کی سربراہی عمران کو ہی سونپی گئی تھی جس پر تنویر نے معمولی سا احتجاج کیا تھا۔ مگر ایکسٹو کی ایک گھر کی پر اس نے نہ صرف اپنا احتجاج واپس لے لیا تھا۔۔۔ بلکہ یہ وعدہ بھی کیا تھا کہ وہ عمران کے ساتھ مکمل تعاون کرے گا۔

”بس کرو کالے دیو! تم تو گار جینا تک پہنچتے پہنچتے جہاز میں موجود

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

شراب کا سارا شاک ختم کر جاؤ گے۔۔۔ عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا جو جہاز میں بیٹھنے کے وقت سے ہی مسلسل پیئے جا رہا تھا اور جیسے ہی بوتل ختم ہوئی وہ اتر ہو سٹس سے نئی بوتل کی فرمائش کر دیا اور بے چاری اتر ہو سٹس اب بوتلیں لالا کر تنگ آ گئی تھی۔

”باس!۔۔۔ اب تک تمہارے پیسے کی پتیا رہا ہوں۔۔۔ آج مفت کی مل رہی ہے۔۔۔ اس لئے آج مت روکو۔۔۔“ جوزف نے دانت نکالتے ہوئے جواب دیا۔

”یہ مفت کی نہیں ہے۔۔۔ ٹکٹ کے ساتھ انہوں نے اس کی رقم بھی شامل کر رکھی ہے۔۔۔“ عمران نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

پھر تو باس!۔۔۔ مجھے نو افراد کا کوٹہ پینا ہو گا۔۔۔ واہ واہ۔۔۔ مزہ آ گیا۔۔۔ جوزف نے نئی بوتل کا کاک کھولتے ہوئے جواب دیا۔

”ابھی سے چڑھنے لگ گئی ہے۔۔۔ جب نو کا کوٹہ پورا ہو گا۔۔۔ تو کیا ہو گا۔۔۔؟“ اچانک جوزف کے عین پیچھے بیٹھی ہوئی جولیا بول پڑی وہ شاید ان کی طرف ہی متوجہ تھی۔

”تو یہ شراب پر چڑھ بیٹھے گا۔۔۔ اور کیا ہو گا۔۔۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”باس! کیا بات کرتے ہو۔۔۔؟ بھلا میں شراب پر کیسے چڑھ سکتا ہوں۔۔۔؟“ جوزف نے اپنے طور پر عمران کا مضحکہ اڑاتے ہوئے کہا۔

”جولیا!۔۔۔ تنویر تمہیں جوزف سے بات کرتے دیکھ کر بڑا پیچ و تاب کھا رہا ہے۔۔۔ میل خیال ہے کہ تم سیٹیں بدل لو۔۔۔“ عمران نے

موضوع بدلنے کے لئے فوراً ہی بات کا رخ بدل دیا۔

”عمران صاحب! میرا خیال ہے نعمانی اور جوزف کی سیٹیں بدل دی جائیں۔ لطف ہے گا۔“ صفدر جو جولیا کے ساتھ بیٹھا تھا بول پڑا۔

یہ اچھی تجویز ہے۔ اور کچھ ہونہ ہو۔ کم از کم اس طرح ہماری لائن کو سرو کرنے والی ایر موٹرس کی جان چھوٹ جائے گی جو جوزف کو شراب پیلانی کرتے کرتے اب خود بھی بوتل کی طرح ناچنے لگی ہے۔“ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے تنویر کے ساتھ بیٹھے ہوئے نعمانی کو اپنے پاس آنے کا اشارہ کیا اور نعمانی اٹھ کر تنیری سے عمران کے قریب آگیا۔

”کیا بات ہے عمران صاحب؟“ نعمانی نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔
”جوزف! تم تنویر کے ساتھ جا بیٹھو۔“ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”منہیں ماسٹر! میں تمہارا باڈی گارڈ ہوں۔ اور باڈی گارڈ اپنے ماسٹر سے علیحدہ نہیں بھیڑ سکتا۔“ جوزف نے بڑے بے نیازانہ لہجے میں کہا۔

”ویل ڈن! اچھی دلیل ہے۔“ صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔
”اچھا بھئی نعمانی! تمہاری قسمت۔ جاؤ جا کر تنویر کو مہنگتو۔“ عمران نے بڑے مایوسانہ لہجے میں نعمانی سے کہا اور نعمانی مسکراتا ہوا واپس مڑ گیا۔

”عمران صاحب! میری ایک درخواست ہے۔“ صفدر نے اچانک سنجیدہ لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”لکھ کر پیش کرو۔“ عمران نے بڑی بے نیازی سے جواب دیا۔
”لکھ کر بھی دے دوں گا۔“ فی الحال زبانی درخواست پر ہی گزارہ کریں۔ وہ یہ کہ اس کیس میں ہمیں آزادی سے کام کرنے کا موقع دیکھتے گا۔“ صفدر نے کہا۔

”کوئی کیس میں؟“ بھئی اگر جولیا کے متعلق کوئی کیس ہے تو تم آزاد ہو۔ چلے بڑکی ہو یا لڑکا۔ مجھے دونوں اچھے لگتے ہیں۔“ عمران نے کہا۔ اور فوراً ہی اس نے اپنا سر نیچے کر لیا۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ جولیا کے ہاتھ میں پکڑا ہوا ہینڈ بیگ پوری قوت سے سر پر پڑے گا۔ اور ہوا بھی وہی۔ عمران کا فقرہ سنتے ہی جولیا کا ہاتھ گھوم گیا۔ مگر اس سے پہلے کہ اس کا ہاتھ عمران کی سیٹ کے کنارے تک پہنچتا، جوزف نے انتہائی پھرتی سے اس کی کلائی پکڑ لی۔

”خبردار مستی! ماسٹر پر ہاتھ اٹھانے والا زندہ نہیں رہ سکتا۔“ تم عورت ہو۔ اس لئے پہلی بار معاف کر رہا ہوں۔ ورنہ ایک لمحے میں بازو توڑ دیتا۔“ جوزف نے عزالتے ہوئے کہا اور جھٹکا دے کر جولیا کا بازو چھوڑ دیا۔

”خوب! باڈی گارڈ ہو تو ایسا۔“ صفدر نے جوزف کی پھرتی پر اس کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

”بھئی بڑا غریب آتے ہیں ایسا باڈی گارڈ بنانے میں۔ یہ کالا ہاتھی۔ تمہارا کیا خیال ہے۔“ خالی گئے ہی کھاتا ہوگا۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

جولیا بالکل خاموش ہو گئی اس کا چہرہ سرخ تھا۔ شاید جوزف کی بات

پر اُسے غصہ آگیا تھا مگر اس کے باوجود وہ خاموش رہی تھی کیونکہ اسے اچھی طرح معلوم تھا کہ یہ کالا ہاتھی بگڑ گیا تو اسے سنبھالنا مشکل ہو جائیگا۔

اسی طرح ہلکی پھلکی بات چیت میں ان کا طویل سفر کٹتا چلا گیا۔ اور جب جہاز مارہ پل کے ہوائی اڈے کا رجحنا پر پہنچا تو وہاں سورج پوری آب و تاب سے چمک رہا تھا۔ موسم انتہائی خوشگوار تھا اور ایر پورٹ پر خاصی چہل پہل تھی۔

جہاز کے رکتے ہی وہ سب ایک قطار میں نیچے اتر آئے۔ ہدایات کے مطابق ان سب نے ایک دوسرے سے علیحدہ رہنا تھا۔ اور رہنے کے لئے اپنا اپنا انتظام کرنا تھا۔ عمران سے ان کا رابطہ صرف مارک الیون ٹرانسمیٹر پر ہی ہوتا تھا۔ صرف جوزف عمران کے ساتھ تھا۔ عمران نے جوزف کے سائیڈوں سے لنگنے والے ریوالوروں کے لئے خصوصی بین الاقوامی لائنس بنوائے تھے اور عمران اس وقت پرنس آف ڈھمپ کی حیثیت سے مارہ پل میں آیا تھا۔

کسٹم سے فارغ ہونے کے بعد عمران اور جوزف جب ایر پورٹ کی عظیم الشان لکڑی کے بیرونی گیٹ پر پہنچے تو وہاں ٹیکسیوں کی قطاریں موجود تھیں۔ مگر ٹیکسیاں وہاں نمبرز کے حساب سے ایگج ہو رہی تھیں اس لئے عمران اور جوزف کو بھی اپنی ماری کے لئے انتظار میں رکنا پڑا۔ مھوڑی دیر بعد انہیں بھی ٹیکسی مل گئی۔

"کہاں چلنا ہے جناب؟" ٹیکسی ڈرائیور نے مودبانہ لہجے میں پوچھا۔
"جہاں تک چل سکو۔ چلتے رہو۔" عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔ اور ڈرائیور حیرت بھرے انداز میں عمران کو دیکھنے لگا مگر

پچھلی ٹیکسی کو نمبر دینے کے لئے اُسے گاڑی تو آگے بڑھانی ہی پڑی۔
"آپ کو کہاں جانا ہے؟" ڈرائیور نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"دیکھو یار! ہم سے مت پوچھو۔ ہم تو اس شہر کی سیر کے لئے آئے ہیں۔ اس لئے ہمارے لئے تو ہر جگہ اچھی ہے۔ جہاں تمہارا جی چاہے چلے چلو۔" عمران نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

اوہ! میں سمجھ گیا۔ آپ ٹورسٹ ہیں۔ بہر حال اگر آپ تھکے ہوئے نہ ہوں تو میں آپ کو شہر کی سیر کرا دوں۔ ورنہ کسی اچھے سے ہوٹل میں آتا دوں۔" ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ڈرائیور! ماسٹر پرنس ہیں۔ پرنس آف ڈھمپ۔ اس لئے کسی ایرے غیرے ہوٹل میں نہ لے جانا۔ ایسے ہوٹل میں لے چلو جہاں اعلیٰ قسم کی شراب وافر مقدار میں ملتی ہو۔" پچھلی نشست پر بیٹھے ہوئے جوزف نے اپنے مقصد کی بات کرتے ہوئے کہا۔

اوہ! ماسٹر پرنس۔ بہت خوب! یعنی تمام پرنسوں کے ماسٹر۔ ڈرائیور نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ وہ بھی شاید فطرتاً شگفتہ طبیعت کا مالک تھا۔
"شکر ہے۔ تم نے پرنس تو سمجھ لیا۔ ورنہ میں تو سمجھ رہا تھا کہ کہیں تم مجھے ہینڈ ماسٹر قسم کی چیز نہ سمجھ لو۔ اور شاید تم نے جوزف کا پورا فقرہ نہیں سنا۔ اس نے کہا تھا۔ ڈرائیور ماسٹر پرنس۔ کیا سمجھے؟" عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آپ بہت دلکش آدمی ہیں جناب۔" ڈرائیور نے بے اختیار ہنستے ہوئے کہا۔

”بھئی ذرا اپنی لینگویج ٹھیک کراؤ۔۔۔۔۔ دلکش عورتیں ہوتی ہیں۔۔۔ یعنی دل کو کھینچنے والیں۔۔۔۔۔ مرد دلچسپ ہوتے ہیں۔۔۔ یعنی دل سے چپک جاملے والے۔۔۔ بشرطیکہ دل عورت کا ہو۔۔۔۔۔ جوزف جیسے باڈی گارڈ کا نہ ہو۔۔۔۔۔ عمران بھی شاید اپنے مخصوص موڈ میں تھا اور ڈرائیور اس کی اس تو صبح پر ایک بار پھر بے اختیار ہنس پڑا۔

اسی لمحے ڈرائیور نے کار ایک بہت بڑے ہوٹل کے کمپاؤنڈ میں موڑتے ہوئے کہا۔

”جناب!۔۔۔۔۔ یہ مار تھ پول کا سب سے بڑا ہوٹل ہے۔۔۔ سیون سٹار۔“

”ابھی تک یہ سات ستاروں پر ہی اٹکا ہوا ہے۔۔۔ چلو آج ایٹ سٹار ہو جائے گا۔۔۔۔۔ بلکہ ایٹ وائٹ سٹار۔۔۔ اور ون بلیک سٹار۔۔۔۔۔ جوزف بھی تو سٹار ہے۔۔۔۔۔ کیوں جوزف؟“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”باس!۔۔۔۔۔ میں تو صرف باڈی گارڈ ہوں۔۔۔ اب چاہے آپ وائٹ سٹار بنیں۔۔۔ یا۔۔۔ دم دار سٹار۔۔۔۔۔ جوزف نے بوتل کو منہ سے ہٹاتے ہوئے کہا، اور عمران کے حلق سے نکلنے والے قہقہے سے کار گوج اٹھی۔ جوزف نے خوبصورت طنز کیا تھا۔

دوسرے لمحے ڈرائیور نے پورچ میں کار روک دی اور ایک باوردی ویٹر نے تیزی سے آگے بڑھ کر کار کا دروازہ کھول دیا اور عمران باہر آگیا۔ جوزف خود ہی دروازہ کھول کر اتر آیا اور پھر تن کر عمران کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔ اب وہ صرف باڈی گارڈ تھا۔ اس کا دیو جیسا قد و قامت اور خاکی وردی کے ساتھ کوہلوں کے دونوں اطراف میں لٹکتے ہوئے ہولسٹرن جن میں سے بھاری ریوالتوں

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
•
C
O
M

کے دستے باہر جھانک رہے تھے بہت خوفناک لگ رہے تھے۔

عمران نے پرس کھول کر اس میں سے ایک بڑا نوٹ کھینچا اور ٹیکسی ڈرائیور کی طرف پھینک کر بڑی بے نیازی سے ہوٹل کے مین گیٹ کی طرف سرگیا۔ اس کی چال میں ایک عجیب سا وقار آگیا تھا اور اس کے پیچھے فوجی انداز میں چلتے ہوئے جوزف نے تو مین گیٹ پر کھڑے ہوئے باوردی دربانوں میں کھلبلی سی مچا دی۔ وہ سمجھ گئے تھے کہ آنے والا کوئی بہت بڑی شخصیت ہے اس لئے دروازہ کھول کر انہوں نے عمران کو باقاعدہ سیلوٹ مارا۔ عمران نے ذرا سا سر کو ہلا کر ان کے سیلوٹ کا جواب دیا اور پھر ہوٹل میں داخل ہو گیا۔ جوزف اس کے پیچھے تھا۔

ہوٹل کا سپروائزر عمران کی شخصیت اور خصوصاً جوزف جیسے باڈی گارڈ کو دیکھ کر تیزی سے اس کی طرف لپکا اور رکوع کے بل جھک کر سلام کرتے ہوئے بڑے مودبانہ لہجے میں بولا۔

”میں ہوٹل کی انتظامیہ کی طرف سے آپ کو خوش آمدید کہتا ہوں۔“

”تو کہو۔۔۔ اس میں ڈرنے کی کیا بات ہے؟“ عمران نے بڑی بے نیازی سے جواب دیا اور تیز تیز قدم اٹھاتا کاؤنٹر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

سپروائزر چند لمحے تو حیرت سے آنکھیں پھاڑے اُسے دیکھتا رہا پھر وہ بھی اس کے پیچھے چل پڑا۔

”سب سے اچھا ڈبل سوٹ۔۔۔۔۔ عمران نے جیب سے پاسپورٹ اور دیگر دستاویزات نکال کر کاؤنٹر پر رکھتے ہوئے کہا۔

”اوہ!۔۔۔۔۔ پرنس آف ڈھمپ۔۔۔ بہت خوب!۔۔۔ یہ ہماری خوش قسمتی

ہے پرلنس! — کہ آپ نے ہمارے ہوٹل کو رونق بخشی ہے۔ — سپروائزر
پرلنس کا لقب پڑھنے کے بعد اس کے سامنے بچھا جا رہا تھا۔

”مجھے تم نے کوئی قوال قسم کی چیز سمجھ رکھا ہے کہ میں یہاں قوالی کروں گا
اور تمہارے ہوٹل کی رونق بڑھے گی۔“ — عمران نے قدرے غصیلے لہجے
میں کہا۔

”اوہ! — پرلنس آپ میری بات کا غلط مطلب سمجھے ہیں۔ — میرا
مقصد — — —“ سپروائزر نے وضاحت کرنے کی کوشش کرتے
ہوتے کہا۔

”یعنی ہم جاہل ہیں — یعنی ریاست ڈھمپ کے پرلنس جاہل ہوتے
ہیں — ہم مطلب ہی غلط سمجھتے ہیں“ — عمران کا لہجہ اور زیادہ غصیلا
ہوتا چلا گیا۔

اوہ! — اوہ! — ویری سوری پرلنس — ویری سوری —
سپروائزر بری طرح بوکھلا گیا اور سوائے معافی مانگنے کے اسے اور کوئی بات
سمجھ ہی نہ آئی۔

اتنے میں کاؤنٹر پر کھڑی ہوئی خوبصورت لڑکی نے رجسٹر میں اندراجات
مکمل کر لئے تھے اور پھر اس نے ایک چابی جس کے ساتھ ہوٹل کا خوبصورت
مونو گرام منسلک تھا عمران کے سامنے رکھ دی۔

”شکریہ“ — عمران نے کہا اور پھر چابی اٹھا کر وہ لفٹ کی طرف
بڑھ گیا۔ اس نے سپروائزر کی طرف دیکھتے کی تکلیف ہی گوارا نہ کی۔ جوزف اس
کے پیچھے پیچھے تھا۔

ان کے لفٹ میں سوار ہوتے ہی سپروائزر چند لمحے کاؤنٹر کے پاس کھڑا

کچھ سوچتا رہا۔ پھر اس نے ریسپنڈنٹ لڑکی کو مخصوص انداز میں اشارہ کیا اور لڑکی
نے کاؤنٹر کے نیچے سے ایک سرخ رنگ کا ٹیلیفون سیٹ اٹھا کر کاؤنٹر پر
رکھ دیا۔

سپروائزر نے ادھر ادھر دیکھا اور جب کسی کو اپنی طرف متوجہ نہ پایا تو
اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیتے۔ چند لمحوں بعد ہی دوسری
طرف سے کسی نے ریسورسٹ اٹھا لیا۔

”لیس! — ایم۔ سی۔ ٹو سپیکنگ“ — دوسری طرف سے ایک شیریں
لنوائی آواز سنائی دی۔

”ڈکسن ڈرام سیون سٹار — ایم۔ سی۔ ون سے بات کراؤ“ — سپروائزر
نے اس بار بڑے باوقار لہجے میں کہا۔

”لیس! — ایک منٹ ہو لڈ کیجئے“ — دوسری طرف سے مودبانہ
آواز میں کہا گیا۔

اور پھر چند لمحوں بعد ایک ہلکی سی کلک کی آواز سنائی دی اور پھر ایک
کرخت لنوائی آواز سنائی دی۔

”کیا بات ہے ڈکسن“ — لہجہ بے حد سخت تھا۔

”مادام! — ابھی ابھی ریاست ڈھمپ کا پرلنس معد ایک باڈی گارڈ
کے میرے ہوٹل میں پہنچا ہے۔ — انتہائی خوبصورت شخصیت کا مالک ہے
اور کسی پرلنس کی طرح ہی احمق اور غصیلا ہے“ — ڈکسن نے مودبانہ لہجے
میں کہا۔

”پھر مجھے فون کرنے کا مقصد“ — مادام کا لہجہ پہلے سے زیادہ
سخت ہو گیا۔

” مادام! — دو باتوں کے لئے میں نے فون کیا ہے — ایک تو یہ کہ شاید یہ نوجوان آپ کے معیار پر پورا اترے — اور دوسری بات یہ کہ میں اس نوجوان کی طرف سے مشکوک ہوں —“ ڈکسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

” اوہ! — مگر کیوں مشکوک ہو؟ — اس بار مادام کے لہجے میں خاصی نرمی عود کر آئی تھی۔

” اس لئے مادام! — کہ میں نے کوہ ہمالیہ کی تمام ریاستوں کی سیر کر رکھی ہے — وہاں ڈھمپ نام کی کوئی ریاست نہیں ہے — اور پھر دوسری بات یہ کہ پرنس کا پاسپورٹ پاکیشیا کا بنا ہوا ہے — اور پاکیشیا میں ریاست ڈھمپ کے ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا — اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ ہمالیائی ریاست کا کوئی پرنس کبھی کسی نیگرو کو بطور باڈی گارڈ اپنے ساتھ نہیں رکھ سکتا — میں ان کی فطرت کو اچھی طرح سمجھتا ہوں — وہ صرف اپنے آدمیوں پر ہی اعتماد کرتے ہیں — اس سے ہٹ کر کسی پر بھی اعتماد نہیں کرتے — اور آخری بات یہ کہ اس نوجوان کا رنگ ایسا ہے کہ ہمالیہ میں رہنے والے آدمی کا ایسا رنگ کبھی نہیں ہو سکتا —“ ڈکسن نے باقاعدہ دلائل دیتے ہوئے تفصیلی جواب دیا۔

” بہت خوب! — میں تمہارے تجزیے پر بہت خوش ہوں — یہی وجہ ہے کہ میں نے تمہیں اتنے اہم مقام پر رکھا ہوا ہے — بہر حال میں ان سب باتوں کو خود چیک کر لوں گی — تم نے انہیں کس کمرے میں رکھا ہے؟ —“ مادام نے پوچھا۔

میں نے ریسپنڈنٹ کو مخصوص اشارہ کر دیا تھا — اس لئے انہیں پیش روم میں رکھا گیا ہے —“ ڈکسن نے جواب دیا۔

” ٹھیک ہے — زیر و زمان سیکشن کو میں کہہ دیتی ہوں — وہ انہیں وہاں سے آسانی سے لے آئیں گے —“ مادام نے کہا۔

” اور کے مادام —“ ڈکسن نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور جب دوسری طرف سے رسیور رکھ دیا گیا تو اس نے بھی مسکراتے ہوئے رسیور کرپٹل پر رکھ دیا اور پھر ریسپنڈنٹ لڑکی نے ٹیلیفون سیٹ اٹھا کر واپس کاؤنٹر کے اندر رکھ دیا۔

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
•
C
O
M

چنانچہ حکومت نے انہیں فوری طور پر سونے کے سکوں میں ڈھال کر پوسے ملک میں تقسیم کر دیا ہے۔ اور اُسے قانونی کرنسی کی حیثیت دیدی ہے۔ تمام ملازمین کو ایک ماہ کی تنخواہ ان سکوں کی صورت میں بطور ایڈوانس دے دی گئی ہے۔ ایک ہفتے کا راشن پوسے ملک کے ہر خاندان کو مفت سپلائی کر دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ مزید خوراک کی خریداری کے لئے عام سونا بھی قابل قبول رکھا گیا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ فوری طور پر عوام نے اپنے پاس موجود سونا نکال کر خوراک خریدنی شروع کر دی ہے۔ اور حکومتی سکوں کی وجہ سے کاروبار میں تیزی سے بہتری آتی جا رہی ہے۔ ایک ہفتے کا راشن ملنے کی وجہ سے عوام بھی پرسکون ہو گئے ہیں اور حکومت عوام سے ملنے والے سونے کو تیزی سے سکوں میں ڈھالتی جا رہی ہے۔ اس طرح ہمارا مشن بظاہر فیل ہوتا نظر آ رہا ہے۔ ممبروں نے تفصیلی رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

ادامہ! یہ تو بہت بُرا ہوا۔ تم لوگوں نے اس کو سبوتاژ کرنے کے لئے کیا کیا؟ مدام نے انتہائی افسوس بھرے لہجے میں پوچھا۔ مدام! ہم نے اس ٹیکال کو تباہ کرنے کی کوشش کی۔ جہاں یہ سکے ڈھالے جا رہے ہیں۔ مگر ہم بری طرح ناکام رہے۔ بلکہ اس سلسلے میں ہمارے بے شمار کارکن مارے گئے۔ اور کئی گرفتار ہو گئے۔ کیونکہ حکومت کے تمام دفاعی محکموں نے اس ٹیکال کو گھیرے میں لے رکھا ہے۔ پھر ہم نے راشن ڈپو لوٹنے کا پروگرام بنایا مگر یہاں بھی ہم بری طرح ناکام ہو گئے۔ کیونکہ حکومت نے اس سلسلے

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
•
C
O
M

رپورٹ دو ممبروں۔ مدام کیٹ کی کمرخت آواز سے چھوٹا سا کمر گونج اٹھا اور میز کے گرد بیٹھے ہوئے پانچوں افراد ایک لمحے کے لئے سمٹ سے گئے۔

”مادام! حالات یکدم بدلتے جا رہے ہیں۔ حکومت ایکرمیا نے وقتی طور پر حالات پر قابو پا لیا ہے۔ ملک کی ابتر صورت حال تیزی سے سنبھلتی جا رہی ہے۔“ ممبروں نے قدم قدم پر جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا کہہ رہے ہو۔ تفصیل بتاؤ۔“ مدام کے لہجے میں غصے کی شدید چیخ شامل ہو گئی تھی۔

”مادام! ہماری تمام اطلاعات کے برخلاف حکومت ایکرمیا کے پاس ہنگامی حالات سے نمٹنے کے لئے سونے کے مزید ذخائر موجود تھے۔

میں بے پناہ انتظامات کر رکھے تھے۔۔۔ بلکہ اب تو ہمیں خطرہ ہے کہ گرفتار کارکنوں کی وجہ سے حکومت کے سیکرٹ ایجنٹ ہمارے پیچھے نہ لگ جائیں۔ ممبروں کے بلجے میں اس بار قدسے اعتماد تھا جیسے اب وہ ہر خوف سے آزاد ہو چکا ہو۔

” مگر یہ سب انتظام عارضی ہے۔ حکومت ایکریمیا کب تک سونے کے ان سکوں کے ذریعے چل سکے گی؟“ مادام کی آواز سنائی دی۔
” مادام!۔۔۔ ہمیں یہ اطلاعات بھی ملی ہیں کہ صدر ایکریمیا نے خفیہ طور پر بین الاقوامی ماہرین معاشیات کی ہنگامی کانفرنس طلب کی ہے تاکہ کرسی کا کوئی اور مؤثر نظام اپنایا جاسکے۔ اور تمام دنیا کی حکومتیں اس بات پر رضامند ہیں کہ فوری طور پر نیا نظام لاگو کیا جائے۔ جو ہر طرح کے خطرے سے محفوظ ہو۔ اس لئے ہو سکتا ہے کہ پوری دنیا میں کوئی ایسا معاشی نظام اپنایا جائے جسے کرش کرنا ہمارے لئے ناممکن ہو۔“ ممبروں نے جواب دیا۔

” اوہ!۔۔۔ اس کا مطلب ہے کہ ہمارا مشن ختم ہو گیا۔ ہماری تیار کردہ جعلی کرنسی ضائع ہو گئی۔ بے پناہ اخراجات کے باوجود ہمارے ہاتھ کچھ نہ آیا۔“ مادام کریٹ نے کرخت بلجے میں کہا۔

” مادام!۔۔۔ ہم کیا کر سکتے ہیں۔۔۔ آپ کے حکم پر ہم سب نے اپنی جانیں تک لڑا دی ہیں۔ حالات بالکل ہماری توقع کے مطابق ہو گئے۔ مگر۔۔۔ لیکن ہمیں یہ علم نہ تھا کہ حکومت ایکریمیا نے سونے کے محفوظ ذخائر ہنگامی حالات کے لئے علیحدہ رکھے ہوئے تھے۔ اگر ہمیں پہلے اس کا علم ہو جاتا تو پھر ہم اسے بھی چوری کرنے کے بعد ہی مشن کا آغاز کرتے۔“

لیکن اب تو جو ہونا تھا ہو چکا۔۔۔ ہمارے تمام سیکشنوں کے بے شمار کارکن مارے گئے ہیں۔۔۔ کئی گرفتار ہو چکے ہیں۔ اور حکومت نے حالات سنبھال لئے ہیں۔۔۔ اب آپ جو حکم کریں۔۔۔ ممبروں کے بلجے میں بے پناہ مایوسی نمایاں تھی۔

” ہوں!۔۔۔ تمہاری بات درست ہے۔۔۔ فی الحال کچھ نہیں کیا جاسکتا۔۔۔ تم سب ایسا کرو کہ اپنے بقایا کارکنوں سمیت انڈر گراؤنڈ چلے جاؤ۔ تمام کارروائیاں روک دو۔۔۔ اور گہری نظروں سے حالات کا جائزہ لیتے رہو۔ پھر جیسے ہی حالات ہمارے مطلب کے ہوں گے۔۔۔ ہم نیا پلان بنائیں گے۔“ مادام نے فیصلہ کن لہجے میں ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

” آپ کا فیصلہ درست ہے۔۔۔ مگر یہاں ایکریمیا میں ہم سب کے لئے حالات روز بروز بد سے بدتر ہوتے جا رہے ہیں۔ ایکریمیا میں سیکرٹ سروس۔۔۔ اٹیلی جنس۔۔۔ پولیس۔۔۔ اور ملٹری سیکرٹ سروس کے آدمی پاگل کتوں کی طرح ہماری ٹوہنچتے پھر رہے ہیں۔۔۔ ہم نے ان کے ملک کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا ہے۔۔۔ اگر ہم اپنے مشن میں کامیاب ہو جاتے تو پھر تو یہ سب لوگ ہمارے ماتحت ہوتے۔ مگر اب حالات سنبھلتے ہی وہ ہماری تلاش کے لئے سر دھڑکی بازی لگائے ہوئے ہیں۔ اور پھر ہمارے کئی سیکشنوں کے بے شمار آدمی انہوں نے گرفتار کر لئے ہیں۔۔۔ گو ہمارے کارکن انہیں کچھ بتانے سے پہلے موت کو گلے لگالیں گے۔ مگر پھر بھی کسی امکان کو رو نہیں کیا جاسکتا۔۔۔ اس لئے یہ ممکن ہے کہ وہ کسی بھی وقت ہمیں چھاپ لیں اور ہم حقیر چوہوں کی طرح مارے جائیں۔“ ممبروں نے قدسے تلخ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

”ہوں! — تم درست کہتے ہو — ٹھیک ہے — تم ایسا کرو کہ سونے کے وہ محفوظ ذخائر جو ہم نے چوری کر کے چھپاتے ہوئے ہیں انہیں ہیڈ کوارٹر میں منتقل کرنے کے انتظامات کرو۔ تاکہ کچھ تو ہمارے اخراجات کی تلافی ہو سکے۔ اور اپنے سیکشن کے سوا کرایہ پر چل کئے ہوئے آدمیوں کو چھوڑ کر باقیوں کو ایکرمیا سے نکل جانے کا حکم دے دو۔“

مادام نے اپنے فیصلے میں ترمیم کرتے ہوئے کہا۔
”بہت بہت شکریہ مادام! — میرے خیال میں آپ کا یہ فیصلہ حالات کے مطابق بہت درست ہے۔ عقل مند جرنیل کبھی کبھی جنگ کے حالات دیکھ کر اپنی فوج کو پس پانی کا حکم بھی دے دیتے ہیں۔ اس طرح نہ صرف فوج قتل ہونے سے بچ جاتی ہے۔ بلکہ وہ کسی بھی وقت موقع محل دیکھ کر ایک بار پھر پورے جوش و خروش سے دشمنوں پر ٹوٹ پڑتی ہے۔ اور وہ جرنیل آخر کار جنگ جیت جاتا ہے۔ اس لئے ہماری یہ واپسی ہو سکتا ہے بعد میں ہمارے لئے فائدہ مند ہی ثابت ہو۔“

نمبرون! — تم نے یہ باتیں کر کے میسکزدین سے ایک بہت بڑے فیصلے کا بار بٹالیا ہے۔ ورنہ تم جانتے ہو کہ میں ناکامی کا لفظ سننے کی کبھی روادار نہیں رہی ہوں۔ اس لئے میں فیصلہ کر چکی تھی کہ جب تم سونے کے محفوظ ذخائر ہیڈ کوارٹر پہنچا دو گے تو میں تم پانچوں کو ناکامی کی سزا میں قتل کرادونگی۔ مگر تمہاری باتوں سے میں اب اسس نتیجے پر پہنچی ہوں کہ واقعی وقتی پس پانی کو ناکامی نہیں کہا جاسکتا۔ اس لئے اب یہ میرا وعدہ ہے کہ نہ صرف یہ کہ تمہیں کوئی سزا دی جلتے گی۔ بلکہ

جو کچھ تم نے کیلئے اس کے لئے تمہاری توقع سے زیادہ انعام و کرام بھی دیا جائے گا۔ اور پھر ہم ہیڈ کوارٹر میں بیٹھ کر مستقبل کے لئے کوئی پلاننگ تیار کریں گے۔ باقی باقی۔“ مادام کی نرم آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر خاموش ہو گیا۔

نمبرون! — تم نے ہم سب کو بچا لیا ہے۔“ ٹرانسمیٹر کے خاموش ہوتے ہی باقی چاروں نے بیک زبان ہو کر کہا۔

”دوستو! — میں تم سب سے زیادہ مادام کی نفسیات سمجھتا ہوں۔ اس لئے میں نے اس کی تعریف دانستہ کی تھی۔ ورنہ میں جانتا تھا کہ وہ ہمارے ساتھ کیا سلوک کرتی۔ مگر اب اس نے وعدہ کر لیا ہے اور وہ وعدے کی پکی ہے۔ اس لئے اب ہمیں پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ پس اب آپ سب لوگ مادام کی ہدایت کے مطابق سونے کے ذخائر ہیڈ کوارٹر منتقل کرنے کا کام شروع کر دیں۔ تاکہ ہم جلد از جلد ایکرمیا سے نکل سکیں۔“

نمبرون نے دوسروں سے مخاطب ہو کر کہا اور وہ سب سر ہلاتے ہوئے کرسیوں سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

کمر سیٹ لاکر دیگا۔ اور فیلنگ انہیں اسلحہ خانے کے متعلق پوری تفصیلات بتائے گا جہاں جدید ترین اور انتہائی طاقتور مائیکرو ٹائم بم موجود ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ آج شفٹ سے واپسی پر اسسٹنٹ الماری اور کمرے کے دروازے کو بھی دانت کھد کر رکھ کر آئے گا تاکہ وہ جاتے ہوئے یہ بم اٹھا سکیں۔ چونکہ اسلحہ خانہ ایم۔ ایم مقررانی چیکنگ کا ریڈور کے بعد آتا تھا اس لئے بم اٹھا لینے کے بعد ان کے چیک ہو جانے کا خطرہ نہ تھا اور وہ بڑے اطمینان سے پرنٹنگ سیکشن میں بموں سمیت داخل ہو سکتی تھیں اور پھر بڑے اطمینان سے پرنٹنگ سیکشن جہاں تنظیم نے دنیا بھر کی جعلی کرنسی چھاپنے کے لئے بڑی بڑی اور جدید ترین مشینری اور کرنسی چھاپنے کا مخصوص کاغذ سٹاک کیا ہوا تھا، میں وہ بم رکھ کر شفٹ ختم ہونے پر واپس آ سکتی تھیں۔ چونکہ جس شفٹ میں انہوں نے جانا تھا وہ رات ساڑھے گیارہ بجے ختم ہوتی تھی اس لئے انہوں نے بموں کے پھٹنے کا بارہ بجے کا وقت نکس کر کے انہیں پھاڑنے کا منصوبہ بنایا گیا تھا۔

جونہی نے صبح کی شفٹ سے واپس آ کر۔۔۔ ان تینوں کارکنوں کے متعلق تمام تفصیلات انہیں بتادی تھیں اور انہوں نے ان مائیکرو فلموں کو پروکٹر پر چڑھا کر اتنی بار دیکھا تھا کہ اب ان تینوں کے متعلق انہیں رتی رتی کا علم ہو گیا تھا۔ اب انہیں ٹوٹی کا انتظار تھا تاکہ وہ مس بوچر کے بتائے ہوئے کمر سیٹ لاکر دے تو وہ میک آپ مکمل کریں۔

اسی لمحے دروازے پر ٹکی سی دستک ہوئی اور مارگریت تیزی سے اٹھی اور دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ اس نے جیسے ہی دروازہ کھولا اسے دروازے کے قریب ایک چھوٹا سا ڈبہ پڑا ہوا نظر آیا۔ البتہ جونہی نظر نہ آ رہا تھا۔ وہ سمجھ گئی کہ جونہی نے شبہ سے بچنے کے لئے ڈبہ رکھ کر دستک دی ہے اور خود کھسک گیا ہے۔

RA
AF
FRE
XO
@H
OT
M
A
I
L
•
C
O
M

مس بوچر۔۔۔ کاشاکی اور مارگریٹ کو ٹوٹی اور فیلنگ کا بڑی شدت سے انتظار تھا۔ ٹوٹی نے آج ڈیوٹی سے واپسی پر انہیں ایسے مخصوص کمر سیٹ لاکر دینے تھے۔ جس کے ذریعے ان تینوں نے ایسا میک آپ کرنا تھا جسے ایم۔ ایم مقررانی سے چیک نہ کیا جاسکے۔ چونکہ اس کے لئے پورے جسم پر میک آپ ہونا ضروری تھا اور خاص طور پر آنکھوں اور بالوں کے رنگ بھی تبدیل ہونے تھے اور ہاتھوں کی انگلیوں کے مخصوص نشانات بھی تبدیل کئے جانے تھے۔

جونہی نے پرنٹنگ سیل کی ان تین کارکنوں کے متعلق ہیڈ کوارٹر میں موجود وہ تمام تفصیلات انہیں آج صبح ہی مہیا کر دی تھیں جن کے میک آپ میں انہیں پرنٹنگ سیکشن میں داخل ہونا تھا۔ ان کے درمیان یہ پروگرام طے پایا تھا کہ جونہی پرنٹنگ سیل کی ان تین کارکنوں جن کے قد و قامت اور جسم ان تینوں سے ملتے ہوں، کے متعلق تمام تفصیلات کی مائیکرو فلمیں آج صبح سٹور سے واپسی پر انہیں مہیا کرے گا۔ ٹوٹی انہیں کلر ڈیپارٹمنٹ سے خصوصی میک آپ کے لئے

مارگریٹ نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر ڈبہ اٹھا لیا۔ دروازہ بند کر کے وہ اندر کمرے میں آئی اور پھر مس بوچر نے وہ ڈبہ کھول کر اس میں موجود مختلف رنگوں کی ٹیوہین نکالیں اور اس نے سب سے پہلے مارگریٹ کا میک اپ کرنا شروع کر دیا۔ مارگریٹ نے تمام کپڑے اتار دیئے تھے اور مس بوچر نے اس کے پورے جسم پر میک اپ کرنا شروع کر دیا۔ جسم کا ایک ایک بال رنگا گیا۔ آنکھوں کا رنگ تبدیل کیا گیا۔ دونوں ہاتھوں کے انگوٹھے اور انگلیوں کے مخصوص نشانات تبدیل کئے گئے اور اس طرح مارگریٹ کا میک اپ مکمل ہو گیا۔ اب وہ پرنٹنگ سیکشن کی کارکن ایلن براڈ کی مکمل تصویر بنی ہوئی تھی۔ ایسی تصویر کہ ایلن براڈ اسے دیکھ کر اپنے وجود سے مشکوک ہو جاتی۔

پھر مس بوچر نے کاشاکی کے کپڑے اتار دیئے اور اس کا میک اپ کرنا شروع کر دیا۔ ایک گھنٹے بعد کاشاکی ایک اور کارکن ڈور تھی کاروپ دھار چکی تھی اس کے بعد مس بوچر نے اپنا میک اپ شروع کیا اور اس کے جادوگر ہاتھوں نے جلد ہی اپنا کام مکمل کر لیا۔ اس نے سو سن کاروپ دھار دیا تھا۔

چلو اب کام ہو گیا۔ اب ہمیں فوراً ان کارکنوں کے کوارٹرز میں پہنچنا ہو گا۔ تاکہ ان سے بات چیت کر کے ان کے لہجے اور چال ڈھال کی تفصیلات مکمل ہو سکیں۔ مارگریٹ نے مس بوچر کے تیار ہوتے ہی کہا۔ اور ان تینوں نے لباس پہنے اور پھر وہ ایک ایک کمرے کے کوارٹرز سے باہر نکل گئیں۔ جونی نے انہیں اس ایریے کا پتہ بتا دیا تھا جہاں ایک بڑے سے بنگلے میں وہ تینوں اکٹھی رہتی تھیں کیونکہ وہ تینوں سگی بہنیں تھیں اور پرنٹنگ کے کام میں مہارت تمامہ کا درجہ رکھتی تھیں اس لئے ہمیں کوارٹرز میں انہیں بہت عزت دی جاتی تھی۔

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
•
C
O
M

وہ تینوں مختلف راستوں سے گزرتی ہوئی آخر کار اس بنگلے تک پہنچ گئیں۔ اب یہ ان کی خوش قسمتی تھی کہ راستے میں کہیں بھی انہیں کوئی مسلح دربان نہ ٹکرایا تھا۔ یہ بنگلہ تو بہت خوبصورت ہے۔ مارگریٹ نے بنگلے کا بیرونی دروازہ دھکیل کر کھولتے ہوئے کہا۔

ہاں۔ مس بوچر نے کہا اور پھر وہ تینوں احتیاط سے قدم اٹھاتی ہوئی پورچ تک پہنچ گئیں۔ اندر کمروں میں روشنی ہو رہی تھی۔ سوچے سمجھے منصوبے کے تحت مارگریٹ نے آگے بڑھ کر دروازے پر زور زور سے دستک دی اور خود تیزی سے برآمدے کے ایک کھمبے کی آڑ میں ہو گئی جب کہ کاشاکی اور مس بوچر پہلے ہی کھمبوں کی آڑ میں چھپ چکی تھیں۔

چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک خوبصورت لڑکی نے باہر جھانکا یہ ایلن براڈ تھی جس کے میک اپ میں مارگریٹ کھمبے کے پیچھے موجود تھی۔ ایلن براڈ نے حیرت بھرے انداز میں ادھر ادھر دیکھا اور پھر کسی کو نہ پا کر وہ شاید حیرت کے عالم میں باہر برآمدے میں نکل آئی۔

کون ہے۔ کس نے دروازے پر دستک دی؟ اس نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا اور پھر وہ آہستہ آہستہ چلتی ہوئی پورچ تک آ گئی۔ مارگریٹ نے نہ صرف اس کی آواز سن لی تھی بلکہ لہجہ بھی یاد کر لیا تھا اور کھمبے کی آڑ میں سے اس کی چال بھی چیک کر چکی تھی۔ اس لئے پورچ کے قریب پہنچ کر جب اس نے کسی کو نہ پایا تو وہ بڑبڑاتی ہوئی واپس مڑی تو مارگریٹ کسی مہو کی شیرینی کی طرح اس پر جھپٹ پڑی اور پھر جوڑو کے ایک مخصوص وارنے ایک لمحے سے بھی کم عرصے میں ایلن براڈ کو آئندہ چوبیس گھنٹوں کے لئے دنیا دافیا سے بے نیاز کر دیا۔ مارگریٹ نے پھرتی سے اسے گھسیٹ کر دیوار کی اوٹ میں کیا

اور پھر اس کے کپڑے اتار لئے۔ اپنے کپڑے اتار کر اس نے ایلن براڈ کو پہنا دیتے اور اس کا لباس خود پہن لیا۔ وہ تینوں شاید ڈیوٹی پر جانے کے لئے تیار ہو رہی تھیں اس لئے ایلن براڈ نے ہیڈ کوارٹر میں داخلے کی مخصوص یونیفارم پہن رکھی تھی۔

مارگریٹ کے ہاتھوں کی بے پناہ پھرتی نے زیادہ سے زیادہ پانچ منٹ میں کپڑے تبدیل کر لئے اور پھر وہ ایلن براڈ بن کر پورچ میں داخل ہو گئی۔
 "مس بوجر!۔۔۔ اب تم دروازہ کھٹکھٹاؤ" مارگریٹ نے ایلن براڈ کی آواز اور لہجے کی نقل کرتے ہوئے کہا اور کھجے کے پیچھے سے نکل کر مس بوجر نے دروازے پر زور سے دستک دی اور خود دوبارہ کھجے کے پیچھے چھپ گئی۔ جبکہ مارگریٹ وہیں پورچ کے کنارے پر دروازے کی طرف پشت کئے کھڑی رہی۔

چند لمحوں بعد ایک اور لڑکی باہر آ گئی۔ یہ ڈور تھی تھی۔

"کیا بات ہے ایلن!۔۔۔ دروازہ تم نے کھٹکھٹایا ہے" ڈور تھی نے حیرت بھرے لہجے میں سامنے کھڑی مارگریٹ کو دیکھتے ہوئے کہا جو اس کی طرف پشت کئے کھڑی تھی۔

"کیا کہہ رہی ہو۔۔۔ میں نے دروازہ کھٹکھٹایا۔۔۔ میں تو خود دستک کی آواز سُن کر یہاں آئی ہوں۔۔۔ مگر یہاں تو کوئی موجود نہیں ہے" مارگریٹ نے حیرت بھرے انداز میں مڑ کر ایلن براڈ کی آواز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کمال ہے!۔۔۔ مگر ابھی چند لمحے پہلے دروازے پر بڑے زور سے دستک ہوئی۔ کیا تم نے نہیں سنی" ڈور تھی کے لہجے میں

اب خوف کا عنصر شامل تھا۔

"ارے نہیں۔۔۔ میں تو یہیں پورچ میں کھڑی ہوں۔۔۔ کسی نے دستک نہیں دی" مارگریٹ نے کہا۔
 "یہ آخر کیا ہو رہا ہے" ڈور تھی نے آگے بڑھ کر مارگریٹ کے قریب آتے ہوئے کہا۔

"سوسن کیا کر رہی ہے" مارگریٹ نے اچانک پوچھا۔
 "وہ غسل خانے میں تیار ہو رہی ہے" ڈور تھی نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

اور اسی لمحے مارگریٹ کا ہاتھ تیزی سے حرکت میں آیا اور ٹکی سی چٹخ کی آواز گونجی اور ڈور تھی کسی کٹے ہوئے شہتیر کی طرح رنجے گرنے لگی۔ مگر مارگریٹ نے جھپٹ کر اسے سنبھال لیا۔

"اسے مجھے دو" کھجے کی آڑ سے کاشاکی نے نکل کر پکٹے ہوئے کہا۔
 "اسے گھسیٹ کر باڈ کی آڑ میں لے جاؤ۔۔۔ کہیں سوسن باہر نہ آجائے" مارگریٹ نے تیز لہجے میں کہا۔

"اس کی ضرورت نہیں۔۔۔ تم اندر چلی جاؤ اور سوسن کو بیہوش کر دو" کاشاکی نے ڈور تھی کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں۔۔۔ مجھے سوسن کی آواز اور جال بھی دیکھنی ہے۔ اس لئے اسے بھی باہر بلاؤ" مس بوجر نے کھجے کی آڑ سے ہی انہیں ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ!۔۔۔ واقعی اس بات کا تو مجھے خیال ہی نہیں رہا" کاشاکی نے ڈور تھی کو پشت پر لادتے ہوئے کہا اور پھر وہ اسے اٹھا کر تیزی سے پورچ

کی سائیڈ میں موجود بار کے پیچھے لے گئی۔

اس کے بار کے پیچھے پہنچتے ہی مارگریٹ نے آگے بڑھ کر ایک بار پھر دروازے کو اتہائی زور سے کھٹکھٹایا۔ اس بار اس نے جان بوجھ کر دھتک دیتے وقت پوری قوت استعمال کر دی تھی تاکہ غسل خانے میں موجود سوسن تک اس کی آواز پہنچ جائے اور نتیجہ حسب توقع رہا۔

چند لمحوں بعد ہی سوسن کے قدموں کی آواز بیرونی دروازے تک آتی سنائی دی۔ مارگریٹ اس دوران دوبارہ پرچ میں آکر کھڑی ہو چکی تھی۔ اس کی پشت دروازے کی طرف تھی۔

”کیا بات ہے امین۔۔۔؟ یہ دروازہ کیوں کھٹکھٹایا ہے۔۔۔؟ اور ڈور تھی کہاں ہے۔۔۔؟“ سوسن کے لہجے میں تیزی کے ساتھ ساتھ غصے کی جھلک نمایاں تھی۔ وہ شاید ان دونوں بہنوں کی نسبت کچھ زیادہ ہی تیز مزاج واقع ہوئی تھی۔

”میں نے دروازہ کھٹکھٹایا ہے!۔۔۔ میرا دماغ تو خراب نہیں ہوا۔ میں تو خود دروازہ کھٹکھٹانے کی آواز پر باہر آئی تھی۔ مگر یہاں کوئی بھی نہیں۔ مارگریٹ نے سڑک قدرے تیز لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب۔۔۔؟ کیا کہہ رہی ہو۔۔۔؟ میں نے خود دروازہ کھٹکھٹانے کی آواز سنی ہے۔۔۔ پہلے بھی دوبارہ دروازہ کھٹکھٹانے کی آواز سنائی دی تھی۔۔۔ مگر یہ چکر کیا ہے۔۔۔؟ اس بار سوسن کے لہجے میں حیرت کے ساتھ ساتھ خوف کا عنصر بھی شامل تھا۔

”میرا خیال ہے کہ ہمارا یہ بنگلہ آسیب زدہ ہو گیا ہے۔۔۔ اسے بدلنا چاہیے۔۔۔“ مارگریٹ نے دروازے پر کھڑی ہوئی سوسن کی طرف بڑھتے

ہوئے کہا۔

”ہوں!۔۔۔ آسیب زدہ۔۔۔ اتنا عرصہ ہو گیا ہے ہمیں یہاں رہتے ہوئے۔۔۔ اس نے آسیب زدہ بھی آج ہی ہونا تھا۔۔۔“ سوسن نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

آسیب کے آنے کا کوئی وقت تو مقرر نہیں۔۔۔ مارگریٹ نے اس کے قریب پہنچتے ہوئے کہا۔

”لیکن پھر مھی۔۔۔“ سوسن نے شاید کچھ کہنا چاہتا تھا مگر اس کا فقرہ مکمل ہونے سے پہلے ہی مارگریٹ کا ہاتھ گھوم گیا اور سوسن کی کنپٹی پر ایک پٹاخہ سا چھوٹا اور دوسرے لمحے وہ لڑکھڑا کر نیچے گرتی چلی گئی۔ مارگریٹ نے بڑی پھرتی سے اُسے سنبھال لیا۔

”ارے ارے یہ اتنی جلدی بیہوش ہو گئی۔۔۔ اسے کیا معلوم کہ آسیب اس کے قریب ہی پہنچ چکا ہے۔۔۔“ مس بوجھنے کھسے کی اوٹ سے نکل کر برآمدے میں آتے ہوئے کہا۔ اس نے سوسن کے ہی لہجے میں بات کی تھی۔

”بالکل ٹھیک!۔۔۔ وہی لہجہ ہے۔۔۔ اب جلدی کرو لہاں تبدیل کر لو۔۔۔ ڈیوٹی کا وقت ہونے والا ہے۔“ مارگریٹ نے ہنستے ہوئے سوسن کا بوجھ مس بوجھ کر منتقل کرتے ہوئے کہا۔

اور پھر مقصوری دیر بعد وہ تینوں یونیفارم میں ملبوس ہیڈ کوارٹر کے اندر جانے کے لئے پوری طرح تیار ہو چکی تھیں۔ سوسن۔ ڈور تھی اور امین کے ساتھ ناختمی کارڈ بھی انہیں مل گئے تھے اس لئے اب وہ ہر لحاظ سے مطمئن تھیں۔

ان تینوں کو انہوں نے اچھی طرح باندھ کر غسل خانے میں لٹا دیا تھا۔
وایسے بھی مارگریٹ کا خیال تھا کہ انہیں کم از کم بیس گھنٹوں سے پہلے ہوش
نہ آ سکے گا۔ مگر پھر بھی مس بوچر کے مشورے پر انہیں باندھنا ضروری سمجھا
گیا کیونکہ اس مشن کے دوران وہ کسی قسم کا خطرہ مول نہ لے سکتے تھے۔

"شفٹ شروع ہونے میں آدھا گھنٹہ رہتا ہے۔ اور ابھی تک
پلان کے مطابق فیلنگ یہاں نہیں پہنچا۔" کاشاکی نے ہاتھ میں بندھی
ہوئی ڈور تھکی کی گھڑی پر وقت دیکھتے ہوئے کہا۔

"آجائے گا۔" کچھ دیر اور انتظار کر لیتے ہیں۔" مارگریٹ نے
جواب دیا اور پھر اس کا فقرہ مکمل ہوتے ہی دروازے پر ہلکی سی دستک کی
آواز سنائی دی۔

"میرا خیال ہے کہ یہ فیلنگ ہوگا۔" مارگریٹ نے کہا اور پھر وہ
تینوں ہی تیز تیز قدم اٹھاتی بیرونی دروازے کی طرف بڑستی چلی گئیں۔
دروازے کے باہر واقعی فیلنگ موجود تھا مگر وہ بے حد ڈرا ہوا اور
سہما ہوا تھا۔

"مس!۔۔۔ میرا نام رابرٹ ہے۔" فیلنگ نے جان بوجہ کر
غلط نام بتاتے ہوئے کہا۔

"رابرٹ نہیں فیلنگ۔ ہمیں تمہارا ہی انتظار تھا۔" مارگریٹ
نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور فیلنگ نے اطمینان کی ایک طویل سانس لی اس
کی آنکھوں میں تحسین کے آثار ابھر آئے تھے۔

"کمال ہے۔ آپ لوگ تو جادوگر ہیں۔ اتنی تبدیلی کا تو میں
تصور تک بھی نہ کر سکتا تھا۔" فیلنگ نے داد دیتے ہوئے کہا۔

"سٹر فیلنگ!۔۔۔ وقت بہت کم ہے۔ یہ باتیں آزاد ہونے
کے بعد بھی ہو سکتی ہیں۔ آپ ہمیں کشن کے بارے میں تفصیلات
بتائیں۔" مس بوچر نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

"مشن مکمل ہے۔ میں نے دروازے اور الماری کے تالے کو اس
طرح بند کیا ہے کہ آپ آسانی سے اسے کھول سکتی ہیں۔ میں نے
چکنگ روم۔ اسلحہ خانے اور آگے پرنٹنگ سیکشن تک جانے کے لئے یہ
تفصیلی نقشہ بنایا ہے تاکہ آپ کو کوئی پریشانی نہ ہو۔" فیلنگ نے جیب
سے ایک کاغذ نکال کر مارگریٹ کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا اور وہ تینوں اس
نقشے پر جھک گئیں۔ فیلنگ نے انہیں تفصیلات سمجھانا شروع کر دیں۔ اور
چند لمحوں بعد نقشے کا ایک ایک پوائنٹ ان کے ذہنوں میں بیٹھ چکا تھا۔

"ٹھیک ہے سٹر فیلنگ!۔۔۔ اب آپ آرام کریں۔ رات شفٹ
ختم ہونے کے بعد دوسری کے کوارٹر میں ملاقات ہوگی۔ اور پھر یقیناً آپ
سب آزاد ہو جائیں گے۔" مس بوچر نے گھڑی پر وقت دیکھتے
ہوئے کہا۔

"وش یو گڈ لک!۔۔۔ انتہائی محنتاً رہنے کی ضرورت ہے۔ یہ
لوگ مکمل شیطان ہیں۔" فیلنگ نے نقشے کو دوبارہ جیب میں ڈالتے
ہوئے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں۔ آج ان کی شیطانیت ہمیشہ کے لئے ختم ہو
جائے گی۔" کاشاکی نے کہا اور فیلنگ سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا۔

"آؤ بھئی چلیں۔ ایسا نہ ہو کہ ہمیں دیر ہو جائے اور یہی بات انہیں
مشکوک کر دے۔" مس بوچر نے باہر کی طرف جلتے ہوئے کہا اور پھر

وہ دونوں بھی اس کے پیچھے چلتی ہوئیں بنگلے سے باہر نکل آئیں۔ ان کا رخ
ہیڈ کوارٹر کی اصل عمارت کی طرف تھا۔
وہ مینوں بڑے اعتماد اور اطمینان سے قدم بڑھاتی ہوئی چلی جا رہی
تھیں۔



شاکلے کو جیب میں اپنی قریب والی سیٹ پر بٹھا کر دربان خود جیب
کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اور پھر اس نے جیب کو سٹارٹ کر کے ایک دھچکے
سے آگے بڑھایا۔ اصل عمارت گیٹ سے تقریباً ایک فرلانگ دور تھی۔ عمارت کا
سامنے کا حصہ جو دونوں اطراف میں دور دور تک پھیلا ہوا تھا۔ بالکل سپاٹ
دیوار کی طرح تھا۔ اس میں کوئی کھڑکی، دروازہ حتیٰ کہ کوئی روشندان تک
نظر نہ آ رہا تھا۔ عمارت کے عین درمیان میں ایک بڑا سا دروازہ تھا جس کے باہر
پانچ انڈر پاسیوں میں سٹین گنیں اٹھائے بڑے چوکنے انداز میں کھڑے
تھے۔

شاکل جیب کی سیٹ پر بیٹھا اپنی ہی دھن میں بڑبڑانے کے ساتھ ساتھ
مسلسل جھوم رہا تھا۔ اس کی حالت سے ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے اُسے

کسی بات کا کوئی ہوش نہ ہو۔ لیکن دل ہی دل میں وہ اپنی عقل پر ناز کر رہا
تھا کہ اس نے کس طرح ان سب کو بیوقوف بنایا ہے اور کتنی آسانی سے نہ
صرف وہ ہیڈ کوارٹر میں داخل ہو گیا۔ ہے بلکہ تھوڑی دیر میں مادام کے پاس
بھی پہنچ جائے گا اور پھر مادام اس کے قبضے میں ہوگی۔
جیب اس دروازے کے قریب جا کر رک گئی اور ڈرائیور نیچے اتر کر
گھوم کر شاکل کی طرف آیا جو ابھی تک سیٹ پر بیٹھا جھوم رہا تھا۔
”نیچے اترو“ ڈرائیور نے شاکل کو بازو سے پکڑ کر نیچے اتارتے
ہوئے کہا۔

”یہ کسے لے آئے ہو“ گیٹ پر موجود مسلح دربانوں میں سے
ایک نے آگے بڑھ کر شاکل کو گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔
”گیٹ انچارج نے بھیجا ہے۔“ اسے چمکیا۔ روم میں پہنچا ہے
یہ مادام کا شکار ہے۔“ ڈرائیور نے سودا بانہ لہجے میں جواب دیا۔
”اوہ! راتنی اچھا شکار ہے۔“ دربان نے تعریفی نظروں سے
شاکل کے کسے ہوئے جسم پر نظریں دوڑاتے ہوئے کہا۔

”آؤ میرے دوست! تم بھی ایک رات کے مزے لوٹ لو۔“
دربان نے شاکل کو بازو سے پکڑ کر دروازے کی طرف گھسیٹتے ہوئے کہا۔
”میرے پاس آؤ۔“ آگ لگی ہوئی ہے۔ مت جاؤ جانی۔
آج کی رات تو اربانوں بھری ہے۔“ شاکل مسلسل بڑبڑائے چلا جا رہا تھا۔
دربان کے اشارے پر گیٹ کے باہر کھڑے ہوتے ایک مسلح آدمی نے
تیزی سے گیٹ کے قریب لگے ہوئے سوپر بورڈ پر نصب بہت سے ہٹنوں
میں سے ایک ہٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے بڑے گیٹ کی ایک سائیڈ پر ایک چھوٹی

سی کھڑکی خود بخود کھلتی چلی گئی۔ اور دربانوں کے انچارج جس نے شاکل کا بازو پکڑ رکھا تھا ایک جھٹکا دے کر اُسے اس کھڑکی کے اندر دھکیل دیا۔ اور شاکل کے اندر داخل ہوتے ہی کھڑکی خود بخود بند ہو گئی۔

یہ ایک خاصی لمبی راہداری تھی جس کی دونوں اطراف کی دیواریں بالکل سپاٹ تھیں۔ فرش پر دبیز قالین بچھا ہوا تھا جب کہ حیثیت پر جگہ جگہ مختلف رنگوں کی انتہائی خوبصورت روشنیاں جھللا رہی تھیں۔ راہداری کے آخری حصے پر ایک اور دروازہ تھا جو اس وقت بند تھا۔

شاکل اُسی طرح لڑکھڑاتا اور بڑبڑاتا ہوا آہستہ آہستہ آگے بڑھتا چلا گیا۔ گوارادی طور پر وہ بڑبڑاتے چلا جا رہا تھا مگر دل سی دل میں وہ یہ سوچ رہا تھا کہ مادام کیٹ نے بڑا محفوظ قلعہ بنا رکھا ہے مگر اسے بار بار اپنی اداکاری پر ہنسی آرہی تھی جس کی وجہ سے یہ قلعہ اس نے بڑی آسانی سے عبور کر لیا تھا۔ اُسے یقین تھا کہ تھوڑی دیر بعد وہ مادام کے کمرے میں ہوگا۔ اور پھر رات کی تنہائی میں نوجوان مادام جب اس کی مضبوط بانہوں کے حصار میں ہوگی تو پھر اس قلعہ میں ایسا زلزلہ آئے گا کہ پورا قلعہ بلے کا ڈھیر بن جائے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ اُسے چینگ روم کا بھی خیال آ جاتا۔ مگر اسے معلوم تھا کہ چینگ روم میں کیا ہوگا۔ ان چینگ مشینوں کو ڈاج دینا اس کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا اس لئے اسے چینگ روم کی زیادہ پروا نہ تھی۔

اسی طرح منہ میں بڑبڑاتا، لڑکھڑاتا، جھومتا اور دل میں مادام اور قلعے کی تباہی کے متعلق ارادے بناتا وہ راہداری کے اختتام تک بڑھا چلا جا رہا تھا۔ راہداری کے دوسرے سرے پر موجود دروازہ آہستہ آہستہ نزدیک آتا چلا جا رہا تھا۔ دروازے سے تقریباً دو میٹر پہلے ہی قالین ختم ہو گیا تھا

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

اور دو میٹر کا یہ حصہ ننگے فرش پر مشتمل تھا۔ جس کے چاروں کناروں پر ایک سفید رنگ کی پٹی بنی ہوئی تھی۔ درمیانی حصے کا رنگ سیاہ تھا۔

شاکل اپنی ہی دھن میں آگے ہی بڑھتا چلا گیا اور پھر قالین کے اختتام پر جب اس نے اس ننگے فرش پر قدم رکھے، اچانک ایک زوڑ کی تیز آواز ابھری اور دوسرے لمحے شاکل کے قدموں تلے سے فرش غائب ہو گیا اور شاکل کے حلق سے بے اختیار چیخ سی سلی گئی اور اس کا جسم کسی بجاری پتھر کی طرح نیچے گرنا چلا گیا۔

یہ سب کچھ اتنا اچانک ہوا تھا کہ شاکل سنبھل ہی سکا اور پھر ایک زوردار دھماکے سے وہ ایک سخت سی سطح سے جا ٹکرایا۔ ٹکرانے کے بعد ایک لمحے کے لئے اُسے یہی احساس ہوا کہ اس کے پورے جسم میں درد کی لہریں سی اٹھی ہیں اور اس کے بعد اس کے دماغ پر اندھیروں نے یلغار کر دی۔

ایک لمحے سے بھی کم عرصے تک اس نے اپنے طور پر اپنے آپ کو سنبھالنے کی کوشش کی مگر بے سود۔ اندھیرے پھیلتے ہی چلے گئے اور پھر اس کا ذہن گہری تاریکی کے انتہا غار میں ڈوبتا چلا گیا۔

سے مخاطب ہو کر کہا۔

”بہتر جناب! — پاسپورٹ — کاؤنٹر پر کھڑے ہوئے نوجوان نے کاروباری انداز میں مسکراتے ہوئے کہا اور پھر سب نے اپنی اپنی جیبوں سے پاسپورٹ نکال کر کاؤنٹر پر رکھ دیئے۔ اور پھر نوجوان نے ایک بڑے سے رجسٹر میں تیزی سے ہر پاسپورٹ کے اندراجات کرنے شروع کر دیئے اور پھر کی بورڈ سے چار چابیاں اتار کر ان کے سامنے رکھتے ہوئے اس نے ایک باوردی آدمی کو اشارہ کیا۔

”آئیے جناب! — میں آپ کی رہنمائی کرتا ہوں“ — اس باوردی نوجوان نے مودبانہ لہجے میں کہا اور پھر وہ انہیں لیکم لفٹ کی طرف چل پڑا۔ انہیں چوتھی منزل پر کمرے الاٹ کئے گئے تھے۔ تین ڈبل روم ایک ہی قطار میں تھے جب کہ سنگل روم ان کے بالمقابل تھا۔ ظاہر ہے سنگل روم جو لیا کسے لئے تھا۔ چنانچہ گائیڈ کی رہنمائی میں وہ اپنے کمرے میں چلی گئی۔ جبکہ صفدر اور تنویر نے ایک — نعمانی اور شکیل نے دوسرا — اور چوہان اور صدیقی نے تیسرا کمرہ سنبھال لیا۔ صفدر نے جان بوجھ کر تنویر کو اپنے ساتھ رکھا تھا تاکہ کوئی بد مزگی پیدا نہ ہو۔

گائیڈ کے جانے کے بعد وہ سب آہستہ آہستہ اپنے کمروں سے نکل کر صفدر کے کمرے میں اکٹھے ہو گئے۔

”ہاں تو مٹر صفدر! — اب کیا پروگرام ہے — کیا آرام کیا جاتے یا —“ کیپٹن شکیل نے صفدر سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”فی الحال تو کوئی ہدایات نہیں ہیں — صرف اتنا کہا گیا تھا کہ ہمیں بے حد محتاط اور چوکنا رہنا ہوگا“ — صفدر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

RA
AF
FRE
XO
@H
OT
M
A
I
L
•
C
O
M

ٹیم کے تمام ممبران نے ایک ہی ہوٹل میں رہنے کا پروگرام بنالیا تھا۔ کیونکہ اس سلسلے میں انہیں کوئی واضح ہدایت نہ ملی تھیں۔ چنانچہ ایر پورٹ سے باہر نکل کر انہوں نے ٹیکسیاں انگیج کیں اور پھر صفدر کی رہنمائی میں انہوں نے ہوٹل ایڈن گیٹ میں ٹھہرنے کا فیصلہ کر لیا۔

صفدر چونکہ ایک بار پہلے بھی یہاں آچکا تھا اس لئے اسی نے ہوٹل ایڈن گیٹ کا مشورہ دیا تھا۔ اس کے خیال کے مطابق یہ ہوٹل ہر لحاظ سے ان کے لئے مناسب تھا۔

چنانچہ مقوڑی دیر بعد وہ ہوٹل کے کمپاؤنڈ میں پہنچ گئے۔ دس منزلہ ہوٹل کی عمارت بے حد خوبصورت تھی۔ مین گیٹ کراس کر کے جب وہ کاؤنٹر پر پہنچے تو بال میں موجود ہر فرد ان کی طرف متوجہ ہو گیا۔ کیونکہ وہ ایک گروپ کی صورت میں اندر داخل ہوئے تھے۔

تین ڈبل اور ایک سنگل روم — صفدر نے آگے بڑھ کر ریسپنڈنٹ

”بس احتیاط کا تقاضا تو یہی ہے کہ ہم اطمینان سے کمروں میں لیٹے رہیں اور عمران جانے اور اس کا کام“ — تنویر نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”یاد تنویر! — سیکرٹ سروس نے ہم پر اتنی رقم اس لئے خرچ نہیں کی کہ ہم یوں اطمینان سے کمروں میں لیٹے رہیں — ہمیں اپنے طور پر بھی کچھ کرنا چاہیے۔“ نعمانی نے بڑے سنجیدہ لہجے میں تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”میرا خیال ہے کہ ہمیں فی الحال شہر کی سیر کرنی چاہیے — تاکہ یہاں کی سڑکوں — مخصوص عمارتوں اور ٹیکسی اڈوں سے پوری طرح واقفیت ہو جائے — اس طرح سیر بھی ہو جائے گی — اور کام بھی“ — جولیانا نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

”بات درست ہے — اس طرح ہم مشکوک ہونے سے بھی بچ جائیں گے — کیونکہ ہمارے پاسپورٹوں پر مقصد بھی سیر و تفریح لکھا ہوا ہے“ — صفدر نے جولیانا کی بات کی تائید کرتے ہوئے کہا اور پھر اس پروگرام پر سب متفق ہو گئے۔

چنانچہ طے ہوا کہ نہادھوکہ اور کپڑے تبدیل کر کے وہ سب ہوٹل کے مال میں پہنچ جائیں۔ وہاں ایک ایک کپ کافی پینے کے بعد شہر کی تفریح کو نکلا جائے۔ چنانچہ سب اپنے اپنے کمروں میں چلے گئے۔

”چلو تنویر! — تم پہلے تیار ہو جاؤ — میں اتنی دیر میں عمران سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کرتا ہوں — تاکہ اسے اس پروگرام سے مطلع کر دوں“ — صفدر نے ان سب کے جانے کے بعد تنویر سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

”ارے یہ غضب نہ کرنا — اسے ہماری تفریح کا پتہ چلا تو خواہ مخواہ کوئی نہ

کوئی رکاوٹ کھڑی کر دے گا“ — تنویر نے بڑا سامنے بولتے ہوئے کہا۔

”ایسی بات نہیں تنویر! — یہ ضروری ہے — ہم یہاں صرف تفریح کرنے نہیں آئے“ — صفدر نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور تنویر کندھے جھٹکتا ہوا باتھ روم میں داخل ہو گیا۔

تنویر ٹیم میں سے اگر کسی کا لحاظ کرتا تھا تو صرف صفدر اور کیپٹن شکیل کا۔ کیونکہ یہ دونوں بے حد سنجیدہ رہتے تھے۔ اور تنویر کو بات کرنے کا موقع ہی نہ دیتے تھے۔

صفدر نے جب سے کی رنگ نکالا۔ یہ کی رنگ گیند کی طرح تھا اور اس پر دنیا کا نقشہ بنا ہوا تھا۔ بظاہر یہ ایک عام سا کی رنگ نظر آتا تھا۔ مگر دراصل یہ ایک طاقتور ریجنج کا شارٹ ٹرٹھنم تھا۔ ایک ایسا ٹرٹھنم جس کی لہریں تقریباً ایک سو میل تک پہنچتی تھیں اس طرح اتنے چھوٹے ٹرٹھنم کے ذریعے ایک سو میل کی حدود میں آسانی بات چیت کی جاسکتی تھی۔

صفدر نے گولے کو گھمانا شروع کر دیا اور جب نقشے پر بنا ہوا ملک اگاتا چین کو رکے نیچے آیا تو صفدر نے گولے کو انگوٹھے اور انگلی کی مدد سے تین بار مخصوص انداز میں دبایا۔ دوسرے لمحے گولے میں سے ہلکی ہلکی ٹوٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔ اور پھر اچانک ٹوٹوں کی آوازیں خاموش ہو گئیں اور خاموش ہوتے ہی صفدر بول پڑا۔

”صفدر سپیکنگ اور“ — صفدر نے آہستہ آواز میں کہا۔

”لیں — پرنس آف ڈومپ سپیکنگ اور“ — دوسری طرف سے عمران کی آواز سنائی دی۔

”پرنس! — ہم سب ہوٹل ایڈن گیٹ میں رہ رہے ہیں — چوتھی منزل

پر رومز نمبر مقرر ٹی سکس۔ سیون اور ایٹ میں ہم سب جنیش — اور روم نمبر سکٹی ون میں جولیا — اب سے تھوڑی دیر بعد ہم سب شہر کی سیر کو جانے والے ہیں تاکہ یہاں کی سڑکوں اور عمارتوں سے واقف ہو سکیں۔ اور — صفدر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے — سیر کے ساتھ ساتھ ذرا اس بات کا خیال رکھنا کہ اگر تمہارا تعاقب کیا جائے تو اُسے کسی اکیلی جگہ لے جا کر ہیڈ کوارٹر کے بارے میں معلومات حاصل کر لینا۔ اور — عمران نے دوسری طرف سے طنز لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ایسی امید تو نہیں ہے کہ وہ لوگ ہمیں یوں مشکوک سمجھ لیں گے۔ کیونکہ ہم سیاحوں کے روپ میں آتے ہیں — اور یہاں سیاح تو بے شمار اور روزانہ ہی آتے رہتے ہیں — پھر بھی آپ کی ہدایات کا خیال رکھوں گا۔ اور — صفدر نے شاید دانستہ اس طنز کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔

"دشمن کو کمزور نہیں سمجھنا چاہیئے صفدر! — ہر چیز ہر وقت ممکن ہو سکتی ہے۔ بہر حال ہوشیار رہنا — میں جلد از جلد کھیل شروع کرنا چاہتا ہوں کیونکہ دنیا کے معاشی حالات روز بروز بگڑتے چلے جا رہے ہیں اور — عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے اور — صفدر نے جواب دیا۔

"اور کے — اور اینڈ آل — دوسری طرف سے کہا گیا اور صفدر نے گولے کو گھما کر کی رنگ کوٹ کی جیب میں ڈال لیا۔

تذییر کے باہر آنے پر صفدر باتہ دم میں گیا اور پھر جیب وہ باہر آیا تو تذییر ہر لحاظ سے تفریح کے لئے تیار نظر آ رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں کمرے

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
•
C
O
M

کو لاک کر کے نیچے ہال میں پہنچ گئے۔

اس وقت ہال میں نعمانی اور چوہان موجود تھے۔ اور پھر آہستہ آہستہ سب وہاں اکٹھے ہوتے گئے۔ سب سے آخر میں جولیا پہنچی اور پھر انہوں نے کافی منگوائی اور اطمینان سے پینے میں مصروف ہو گئے۔

ابھی کافی کی پیالیاں خالی نہ ہوئی تھیں کہ اچانک قریبی میز سے ایک نوجوان اٹھ کر تیزی سے ان کی طرف بڑھا۔

"آپ میں سے مٹر صفدر کون ہیں —" نوجوان نے قدم سے مڑنا لہجے میں پوچھا۔ اور وہ سب اس کی بات سن کر چونک پڑے۔

"میرا نام صفدر ہے — فرمائیے —" صفدر نے حیرت بھرے انداز میں نوجوان کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ اسے اثبات میں اس لئے جواب دینا پڑا کیونکہ یہاں وہ اصلی ناموں سے رہ رہے تھے۔

"مجھے کارل کہتے ہیں۔ مٹر صفدر! — مجھے ہدایات ملی تھیں کہ میں آپ لوگوں سے تعاون کروں۔ میں نے تمام ہوٹل چھان مارے۔ یہاں آکر پتہ چلا کہ آپ یہاں ٹھہرے ہیں — اور ابھی ابھی ویٹر نے بتایا ہے کہ آپ ہی وہ لوگ ہیں جو پاکیشیا نے آئے ہیں —" نوجوان نے صفدر کے کان کے پاس جھک کر آہستہ آواز میں کہا۔

"مگر ہدایات —" صفدر نے جان بوجھ کر فقرہ نامکمل چھوڑتے ہوئے کہا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس — میں یہاں کی برانچ کا انچارج ہوں۔ کارل نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا نام سن کر ان سب کے چہرے کھل اٹھے۔ ان کے شاید تصور میں بھی نہ تھا کہ ان کے ملک سے اتنی

دور ایک غیر ملک میں بھی ان کی بڑا بچ موجود ہے۔

”اوہ مسٹر کارل! — آپ سے مل کر بے حد خوشی ہوئی ہے — ہم یہاں سیر و تفریح کے لئے آئے ہیں — ہمارے دوست نے آپ کو فون کر کے ہم پر واقعی احسان کیا ہے — اس طرح ہم آپ کی رہنمائی میں سیر و تفریح کا صحیح لطف اٹھائیں گے“ — صفدر نے جان بوجھ کر اونچی آواز میں بات کہتے ہوئے کہا وہ شاید ارد گرد بیٹھے ہوئے لوگوں کو مخصوص تاثر دینا چاہتا تھا اور کارل کے چہرے پر مسکراہٹ کی لہریں دوڑنے لگیں۔

”اگر آپ لوگ کافی سے فارغ ہو گئے ہیں تو میرے ساتھ آئیے — میں آپ کو یہاں کی بہترین تفریح گاہ میں لے چلتا ہوں“ — کارل نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

اور وہ سب اٹھ کھڑے ہوئے۔ ویٹر نے بل لاکر صفدر کے سامنے رکھ دیا اور صفدر نے اس پر دستخط کر دیئے۔ تاکہ بل کی رقم ان کے اکاؤنٹ میں جمع ہو سکے اور پھر وہ لوگ کارل کے پیچھے چلتے ہوئے مین گیٹ سے باہر آ گئے۔

”میرا خیال ہے کہ پہلے آپ میرا ہیڈ کوارٹر دیکھ لیں تاکہ آپ کو کسی بھی وقت ضرورت پڑے تو باسانی آپ وہاں تک پہنچ سکیں“ — کارل نے باہر آکر صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ہاں! — اچھا خیال ہے — مگر کیا آپ اکیلے کام کرتے ہیں؟“ جولیانے تائید کرتے ہوئے پوچھا۔

”ارے نہیں مس! — میرے پاس مکمل یونٹ ہے“ — کارل نے ہنستے ہوئے جواب دیا اور پھر اس نے ایک طرف کھڑی ہوئی مائیکرو منی بس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا — ”یہ میرے استعمال میں رہتی ہے —

RA
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
•
C
O
M

میرے خیال میں ہم باسانی اس کے ذریعے جاسکتے ہیں۔

”مگر مسٹر کارل! — ایسا نہ ہو کہ ہمارے آپ کی منی بس میں جانا مشکوک ہو جائے“ — صفدر نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

”آپ قطعی بنے فکر میں مسٹر صفدر! — میرے آدمی ہر وقت اس پاس موجود رہتے ہیں — اگر ایسی کوئی بات ہوئی تو مجھے فوراً اطلاع مل جائے گی — اور پھر ہم حالات کے مطابق اپنے اقدام میں تبدیلی کر سکتے ہیں“ — کارل نے مسکرا کر انہیں اطمینان دلاتے ہوئے کہا۔

اور پھر صفدر کے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلاتے ہی وہ سب منی وین میں سوار ہو گئے۔ کارل نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی اور پھر دوسرے ہی لمحے منی وین ایک جھٹکا کھا کر آگے بڑھی اور تیزی سے موڑ کاٹ کر ہوٹل کے کمپاؤنڈ سے باہر نکل کر مین روڈ پر آ گئی۔

”پاکیشیل سے آپ کو ہدایات کون دیتا ہے“ — صفدر نے کچھ لمحے کے سکوت کے بعد کارل سے مخاطب ہو کر پوچھا۔ وہ ڈرائیونگ سیٹ سے قریبی نشست پر بیٹھا ہوا تھا۔

”پرنس آف ڈھمپ کی طرف سے ہدایات ملتی ہیں — وہی ہمیں کنٹرول کرتا ہے“ — کارل نے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

اور کارل کی یہ بات سن کر سیکرٹ سروس کے سارے ممبرز ایک دوسرے کو معنی خیز نظروں سے دیکھنے لگے۔ ان سب کے ذہنوں میں بیک وقت ایک ہی سوال گونجتا تھا کہ کیا پرنس آف ڈھمپ یعنی علی عمران ہی سیکرٹ سروس کا سربراہ ہے کیونکہ اصولی طور پر غیر ملکی بڑا بچ کو تو صرف سیکرٹ سروس کے سربراہ کو ہی ڈیل کرنا چاہیئے۔

"یہ برانچ کب سے قائم ہے؟" — "کیسٹن شکیل نے اس بار سوال کرتے ہوئے پوچھا۔

"گزشتہ پانچ سال سے ہم کام کر رہے ہیں" — کارل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا آپ کی ملاقات کبھی پرنس آف ڈھمپ سے ہوئی ہے؟" — جولیا نے سوال جڑ دیا۔

"نہیں میں! — آج تک ملاقات نہیں ہوئی — صرف ٹرانسمیٹر پر ہی بات چیت ہوتی رہی ہے" — کارل نے جواب دیا۔

"آپ کے ذمہ یہاں کیا فرائض ہیں؟" — صفدر نے پوچھا۔

"بڑے عجیب سے فرائض ہیں۔ ہمارا کام صرف یہاں کے جرائم پیشہ تنظیموں کے متعلق تازہ ترین کوائف جمع کر کے ہیڈ کوارٹر کو بھیجنا ہے۔ اس

ترتیب پہلی بار ہمیں یہ ہدایات ملی ہیں کہ ہیڈ کوارٹر سے ایک ٹیم یہاں آرہی ہے جس کی سربراہی مرٹر صفدر کر رہے ہیں۔ ان سے مکمل تعاون کیا جائے۔

کارل نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے — آپ یہاں کی جرائم پیشہ تنظیموں سے مکمل طور پر واقف ہیں؟" — صفدر نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔

"جی ہاں! — جرائم پیشہ تنظیموں پر ہماری برانچ کی بڑی گہری نظر رہتی ہے۔" — کارل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا آپ بلیک کیٹ تنظیم کے متعلق جانتے ہیں؟" — صفدر نے کچھ دیر کے سکوت کے بعد پوچھا۔

"بلیک کیٹ! — جی ہاں — اچھی طرح جانتا ہوں — انتہائی

خطرناک بین الاقوامی تنظیم ہے۔ اس کی سربراہ ماوام کیٹ ہے۔" — کارل نے جواب دیا۔

"اس کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے؟" — صفدر نے مسرت بھرے لہجے میں پوچھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اگر ہیڈ کوارٹر کے متعلق پتہ چل جائے تو عمران سے پہلے ہی اس پر چھاپہ مار دیا جائے۔

"اس کا ہیڈ کوارٹر بدلتا رہتا ہے۔ وہ ایک ہفتے سے زیادہ ایک ہیڈ کوارٹر میں نہیں رہتے۔ میرے آدمی ان کے نئے ہیڈ کوارٹر کی تلاش میں لگے ہوئے ہیں۔ جلد ہی اطلاع مل جائے گی" — کارل نے جواب دیا اور صفدر کا منہ لٹک گیا۔

اسی لمحے کارل نے ایک بڑی سی عمارت کے بند گیٹ کے سامنے منی وگن موڑ کر روک لی۔ یہ خاصی بڑی عمارت تھی۔ اس کی دیواریں بھی اونچی تھیں اور ایک بہت بڑا لود ہے کا پھانک نصب تھا۔ کارل نے مخصوص انداز میں تین بار مارن بجایا تو گیٹ کی چھوٹی کھڑکی کھلی اور ایک لمبا ترنگا نوجوان باہر نکلا۔ "گیٹ کھولو" — کارل نے حکمانہ لہجے میں اس نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"لیس باس" — نوجوان نے کہا اور پھر تیزی سے مڑ کر واپس پھاٹک میں غائب ہو گیا۔ دوسرے لمحے پھاٹک کھلتا چلا گیا۔ اور کارل منی وگن کو عمارت کے اندر لیتا چلا گیا۔ عمارت کا صحن کافی وسیع تھا اور سامنے بلڈنگ بھی کافی بڑی تھی۔

"بہت بڑی بلڈنگ میں ہیڈ کوارٹر بنا رکھا ہے" — صفدر نے حیرت بھرے انداز میں پوچھا۔

” دراصل یہ بلڈنگ میری ذاتی ملکیت ہے۔۔۔ اس لئے میں نے یہاں میڈیکوارٹر بنالیا ہے۔“ کارل نے سرسری سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

اور پھر مٹی و گین عمارت کے وسیع پورچ میں جا کر رک گئی۔ پورچ کے قریب سٹین گنوں سے مسلح تین افراد بڑے چوکنے انداز میں کھڑے تھے۔ انہوں نے آگے بڑھ کر بڑے مودبانہ انداز میں وگین کے دروازے کھول دیئے اور کارل سمیت وہ سب نیچے اتر آئے۔

اپنے ملک سے اتنی دور ایک غیر ملک میں سیکرٹ سروس کی اتنی شاندار برانچ کو دیکھ کر ان سب کے دلوں میں حیرت کے ساتھ ساتھ ایک غیر معمولی مہمتر کا احساس بھی ابھر رہا تھا۔

” آئیے۔۔۔“ کارل نے عمارت کے اندر کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ اور وہ سب عمارت کو دیکھتے ہوئے یوں آگے بڑھے۔ جیسے سیاحوں کا گروپ کسی عمارت کی سیر کرنے کے لئے گائیڈ کی رہنمائی میں چل رہا ہو۔

برآمدے سے ہو کر وہ ایک گیلری سے گزے اور پھر ایک چھوٹے سے کمرے میں داخل ہوئے۔ کارل نے ان سب کے اندر آنے پر کمرے کا دروازہ بند کیا اور پھر دروازے کے قریب موجود سوئچ بورڈ پر نصب بہت سے بٹنوں میں سے ایک چھوٹا سا بٹن دبا دیا۔ اور بٹن دیتے ہی پورا کمرہ کسی لفٹ کی طرح نیچے اترنے لگا۔

” یہ سب کچھ میں نے اپنے ذاتی خرچ پر صرف اپنے شوق کی خاطر بنوایا ہوا ہے۔“ کارل نے ان سب کے چہروں پر حیرت کے ابھرنے ہوئے تاثرات دیکھ کر خود ہی کہا۔

چند لمحوں بعد لفٹ خود بخود رک گئی اور کارل نے آگے بڑھ کر دروازہ کھول دیا۔ اب وہ ایک اور راہداری میں تھے جس کے آخر میں ایک لوہے کا مضبوط دروازہ نظر آ رہا تھا۔

” یہ میرا آپریشن روم ہے۔“ کارل نے لوہے کے دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور پھر وہ سب قدم بڑھاتے ہوئے اس دروازے کے قریب پہنچ گئے۔ کارل نے آگے بڑھ کر دروازے کی دہلیز کے کونے کے نیچے لگے ہوئے ایک چھوٹے سے بٹن کو دبایا تو دروازہ بلا آواز پیدا کئے خود بخود کھلتا چلا گیا۔

” چلیے۔“ کارل نے بڑے مودبانہ انداز میں ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا اور پھر صفدر پہلے اندر داخل ہوا۔ اس کے بعد کارل خود بھی اندر چلا گیا۔ اور اس کے پیچھے باقی نمبرز بھی اندر آ گئے۔ مگر وہ سب حیرت سے اس وسیع کمرے کو دیکھ رہے تھے۔ جس کی تمام دیواریں بالکل سپاٹ تھیں اور وہاں نہ کوئی میز تھی نہ کرسی۔

” یہ کیسا آپریشن روم ہے؟“ ان سب کے منہ سے بیک وقت یہی فقرہ نکلا۔

” یہی اس آپریشن روم کی خصوصیت ہے۔۔۔ بظاہر یہ دیواریں بالکل سپاٹ نظر آتی ہیں۔۔۔ مگر ان دیواروں کے اندر ہر چیز موجود ہے۔“ کارل نے مسکراتے ہوئے کہا اور ان سب نے سر ہلا دیئے۔

” ارے اس کا مین آپریشن بٹن تو میں دبانا ہی بھول گیا۔“ کارل نے چونکتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی اس کی بات کا جواب دیتا وہ تیزی سے قدم بڑھا کر دروازے سے باہر نکل گیا۔ دوسرے لمحے لوہے کا

مضبوط دروازہ انتہائی تیزی سے بند ہو گیا۔

"اوہ"۔۔۔ وہ سب چونک کر حیرت سے دروازے کو دیکھنے لگے۔
 "ہا۔۔۔ ہا۔۔۔ دوستو!۔۔۔ یہ واقعی آپریشن روم ہے۔ اب
 اس کمرے میں آپ سب کا آپریشن ہوگا۔" اچانک دیواروں سے
 کارل کی آواز سنائی دی۔ اور ان سب کے ذہنوں میں ایک زوردار دھماکہ
 ہوا۔ ان پر شاید پہلی بار انکشاف ہوا کہ ان کے ساتھ دھوکا ہوا ہے اور وہ
 بڑی سادہ لوحی سے دشمنوں کے جال میں آ پھنسے ہیں۔
 "مگر وہ سیکرٹ سروس۔۔۔ اور پرنس آف ڈھمپ"۔۔۔ صفر
 نے جیسے یقین نہ آنے والے لہجے میں کہا۔

"آپ کا پرنس آف ڈھمپ بھی تھوڑی دیر بعد اپنے حبشی باڈی گارڈ
 کے ساتھ یہاں پہنچ جائے گا۔" بے فکر رہیں۔ کارل کا جواب
 سنائی دیا۔

"مگر تم نے ہمیں ٹریپ کیسے کیا؟"۔۔۔ صفر نے اس بار قدرے
 سنبھلے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"تم جس بلیک کیٹ کو پوچھ رہے تھے۔۔۔ میرا تعلق اسی تنظیم سے
 ہے۔۔۔ پرنس آف ڈھمپ کی نگہانی ہو رہی تھی۔۔۔ اور تمہاری بھی۔
 لیکن تمہاری طرف سے ہم مشکوک تھے کہ تم واقعی سیاح ہو یا نہیں۔ کہ
 تم نے ایک حماقت کی اور ٹرانسمیٹر پر پرنس آف ڈھمپ سے رابطہ قائم کیا اور
 اس گفتگو کی چکنگ کے دوران تمام باتیں واضح ہو گئیں۔۔۔ اس سے
 قبل تمہاری گفتگو سے پتہ چل گیا کہ تمہارا تعلق سیکرٹ سروس سے ہے۔۔۔
 چنانچہ میں نے تم سب کو یہاں لے آنے کے لئے یہی تجویز سوچی۔۔۔ اور تم

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

میری توقع کے عین مطابق بڑے اطمینان سے میرے ساتھ چلے گئے۔ راستے
 میں تمہاری پوچھ گچھ سے مجھے یہ بھی پتہ چل گیا کہ تم ہماری تنظیم کے خلاف کام
 کرنے کے لئے یہاں آئے ہو۔۔۔ پرنس آف ڈھمپ اور اس کے
 باڈی گارڈ کو لینے کے لئے ہمارا سیکشن حرکت میں آ چکا ہے۔۔۔ انہیں
 بیہوش کر کے یہاں لایا جائے گا۔۔۔ اور پھر تم سب کو اکٹھا ہی مادام
 کیٹ کے سامنے پیش کر دیا جائے گا۔۔۔ اور وہی تمہاری قسمت کا
 فیصلہ کرے گی۔۔۔ ویسے اتنا بتا دوں کہ مادام کیٹ کے پاس رحم نام کی
 کوئی چیز نہیں ہے۔۔۔ اس لئے تم سب اپنی یقینی موت کے استقبال
 کے لئے تیار ہو جاؤ۔۔۔ گڈ بائی"۔۔۔ کارل نے تفصیلات بتاتے ہوئے
 کہا اور پھر اس کی آواز بند ہوتے ہی کمرے کی جڑوں سے دودھیا رنگ
 کا دھواں نکل کر تیزی سے کمرے میں پھیلنا شروع ہو گیا اور چند ہی لمحوں
 بعد وہ سب بارش کے قطروں کی طرح بیہوش ہو کر نیچے فرش پر پڑ پڑ گئے۔

ان تینوں نے ہاتھوں میں پکڑے ہوئے کارڈ اس دربان کے ہاتھوں میں پکڑا دیئے۔

دربان نے ایک نظر ان کارڈوں پر ڈالی اور پھر دروازے کے قریب موجود ایک رختہ میں باری باری اس نے تینوں کارڈ ڈال دیئے۔ انہیں معلوم ہوا ان کارڈوں کے ڈالنے ہی ایم۔ ایم۔ پتھراپی کام شروع کر دیتی ہے۔ کیونکہ کارڈ رختے میں غائب ہوتے ہی دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا اور پھر سب سے پہلے مس بوچرنے قدم اندر بڑھائے۔ اس نے اسی لمحے اپنے شعور کو مخصوص انداز میں صرف چند باتوں پر مرکوز کر لیا جس سے ایم۔ ایم پتھراپی ان کی اصلیت کو نہ جان سکے۔ اس کے بعد کاشاکی — اور پھر آخر میں مارگریٹ اندر داخل ہوئی اور اس کے اندر داخل ہوتے ہی دروازہ ان کے پیچھے خود بخود بند ہوتا چلا گیا۔

راہداری بظاہر عام سی نظر آرہی تھی اس کی چھت پر گول گول سوراخوں میں سے تیز روشنیاں پوری راہداری میں پھیلی ہوئی تھیں۔ وہ تینوں بڑے اطمینان سے قدم بڑھاتی ہوئیں آگے بڑھتی چلی گئیں ان کا انداز ایسا تھا جیسے روٹھین میں وہاں سے گزر رہی ہوں۔ شعور میں مخصوص باتیں مرکوز کئے ہوئے وہ آگے بڑھی چلی جا رہی تھیں۔ ان کے آگے بڑھتے ہی چھت پر نصب مختلف روشنیاں تیزی سے جلنے بجھنے لگیں مگر وہ تینوں ان روشنیوں کی طرف دھیان دیتے بغیر آگے بڑھتی چلی گئیں انہیں یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ راہداری سے گزرنے کی بجائے پل صراط پر سے گزر رہی ہوں۔ مگر اپنی مخصوص تربیت اور بے پناہ قوت ارادی کی وجہ سے انہوں نے نہ صرف اپنے ذہنوں کو کنٹرول کیا ہوا تھا بلکہ اپنے اعصاب

RA
AF
RE
XO
@H
OT
M
A
I
L
•
C
O
M

مس بوچر — کاشاکی — اور مارگریٹ بڑے اعتماد بھرے انداز میں چلتی ہوئیں ہیڈ کوارٹر کی اصل عمارت کے دروازے پر پہنچ گئیں۔ یہ دروازہ بظاہر ایک عام سا دروازہ نظر آرہا تھا۔ مگر فینک کے لائے ہوئے نقشہ کے مطابق اس دروازے سے آگے موجود راہداری میں ہی ایم۔ ایم پتھراپی نصب تھی اور راہداری پار کرتے ہوئے اس جدید ترین چکنگ نظام کے تحت گزرنے والے کی مکمل چکنگ ہو جاتی تھی۔ دروازے کے باہر دو مسلح افراد موجود تھے۔ جیسے ہی وہ تینوں ان کے قریب پہنچیں ان دونوں نے تیز نظروں سے انہیں گھورا۔ "سرٹیزا — کیا بات ہے — آج آپ چند منٹ لیٹ ہیں۔" ایک آدمی نے بڑے مسکراتے ہوئے انداز میں ان سے مخاطب ہو کر کہا۔ "اوہ واقعی! — دراصل ہماری گھڑیاں آج سُست ہو گئی ہیں۔" سوسن نے فوراً ہی جواب دیتے ہوئے کہا۔ دراصل یہ کوڈ ورڈز تھے اور فینک اس کوڈ کے متعلق انہیں پہلے ہی بتا چکا تھا۔ اور کوڈ دہرانے کے ساتھ ہی

کو بھی انہوں نے کنٹرول میں رکھا ہوا تھا کیونکہ خوف یا جوش کی وجہ سے دل کی دھڑکن میں غیر معمولی تیزی بھی ایم۔ ایم تھراپی چیک کر لیتی تھی۔ بہر حال وہ راہداری میں سے گزرتی چلی گئیں۔

راہداری کے اختتام پر ایک اور دروازہ تھا۔ اس دروازے کے اوپر ایک بلب نصب تھا۔ جیسے ہی وہ تینوں اس دروازے کے قریب پہنچیں دروازہ پر نصب بلب یکدم جل اٹھا۔ اس کا رنگ سبز تھا۔ اور بلب کے چلتے ہی دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا۔ اور وہ تینوں دروازہ پار کر گئیں۔ اب آگے اندھے شیشے کا ایک کیبن سا تھا جس میں کوئی دروازہ نظر نہ آ رہا تھا۔ اس اندھے شیشے کے کیبن میں داخل ہوتے ہی ہلکی سی سر کی آواز نکلی اور پھر ایک سائیڈ میں سے ایک تختی سی باہر آگئی اس پر سوسن کا کارڈ موجود تھا۔ کارڈ پر جہاں پہلے اندراجات موجود تھے اس سے آگے بنر سیاہی سے ایک اور تاریخ پڑ گئی تھی۔ مس بوچر نے پھرتی سے وہ کارڈ اٹھالیا۔ تختی دیوار میں غائب ہو گئی اور دوسرے لمحے ایک بار پھر باہر آگئی۔ اب اس پر ڈور تھی کا کارڈ موجود تھا۔ اُسے کاشاکی نے اٹھالیا اور آخر میں ایلن براڈ کا کارڈ باہر آ گیا اور مارگریٹ نے وہ کارڈ اٹھالیا۔ تیسری بار تختی غائب ہوتے ہی کیبن کی سامنے کی دیوار درمیان سے پھٹتی چلی گئی اور وہ تیزی سے چلتی ہوئی دوسری طرف آ گئیں۔ یہ ایک طویل راہداری تھی جس میں مختلف کمروں کے دروازے تھے۔ جن پر تختیاں نصب تھیں۔

ان تینوں نے کیبن سے باہر نکلتے ہی اطمینان کی طویل سانسیں لیں وہ ایم۔ ایم تھراپی جیسے جدید ترین چکنگ نظام کو دھوکا دینے میں کامیاب ہو گئی تھیں۔ فیلنگ کے بتائے ہوئے نقشے کے مطابق وہ تیزی سے آگے بڑھتی

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

چلی گئیں اور پھر وہ ایک دروازے کے سامنے رُک گئیں۔ اس دروازے پر میٹنگ ہال کی تختی نصب تھی۔ مگر فیلنگ نے انہیں پہلے ہی بتا دیا تھا کہ یہ تختی صرف دھوکا دینے کے لئے لگائی گئی ہے۔ دراصل یہ اسلحہ خانہ تھا۔ مادام کیٹ نے واقعی ہر قدم پر احتیاط برتی تھی۔ اگر فیلنگ نے انہیں نہ بتایا ہوتا تو وہ کبھی تصور بھی نہ کر سکتی تھیں کہ میٹنگ ہال کی بجائے یہ دروازہ اسلحہ خانے کا ہے۔

مس بوچر نے آہستگی سے دروازے کو دبایا تو دروازہ بے آواز کھلتا چلا گیا۔

”تم یہاں مٹھ کر خیال رکھو۔۔۔ میں ہم لے آتی ہوں۔“ مس بوچر نے سرگوشیاں لہجے میں کہا اور پھر پھرتی سے کمرے کے اندر داخل ہو گئی جبکہ مارگریٹ اور کاشاکی راہداری میں ہی رہ گئیں۔ ان کی تیز نظریں ادھر ادھر کا جائزہ لے رہی تھیں۔ ایک ایک لمحہ انتہائی خطرناک تھا کسی بھی لمحے کسی بھی طرف سے کوئی یہاں آ سکتا تھا۔

مگر چند ہی لمحوں بعد مس بوچر باہر آ گئی۔ اس کے چہرے پر کامیابی کا تاثر واضح طور پر موجود تھا۔

”فیلنگ نے بالکل صحیح کام کیا ہے۔۔۔ ان پر میں نے بارہ بجے کا وقت ’فلکس کر دیا ہے‘۔ مس بوچر نے دو چھوٹے چھوٹے مگر انتہائی جدید ترین ٹائم بم مارگریٹ اور کاشاکی کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ اور ان دونوں نے انتہائی پھرتی سے انہیں اپنی جیبوں میں منتقل کر لیا۔

”بس۔۔۔ اب انہیں ایسی جگہ چھپانا ہے کہ جہاں سے یہ چیک بھی نہ ہو سکیں اور ان کے پھٹنے پر پورا ہیڈ کوارٹر بھی تباہ ہو جائے۔“ مس بوچر

نے سرگوشیاں لہجے میں کہا اور ان دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیتے۔
راہداری کے اختتام پر ایک چھوٹی سی لفٹ کے ذریعے وہ تہہ خانوں
میں اترتی چلی گئیں جہاں جعلی کرنسی کی طباعت کے لئے جدید ترین مشینری نصب
تھی۔ وہ تینوں بہنیں جن کے روپ میں یہ آئی تھیں۔ پرنٹنگ سیکشن سے
متعلق تھیں اس لئے یہ تینوں پرنٹنگ ہال میں داخل ہو گئیں۔

مس بوچر کی ڈیوٹی فلم ڈویلپنگ سیکشن میں تھی جب کہ مارگریٹ پلٹ
میکنگ سیکشن سے متعلق تھی اور کاشا کی براہ راست پرنٹنگ مشین کو آپریٹ کرتی
تھی۔ یہ تینوں شعبے ایک بڑے ہال میں مشترکہ طور پر قائم تھے۔

جیسے ہی وہ تینوں پرنٹنگ ہال میں پہنچیں۔ ایک لمحے کے لئے ان کی
آنکھیں حیرت سے مچھلی کی مچھلی رہ گئیں کیونکہ اس قدر کثرت سے وہاں
جدید ترین مشینری نصب تھی کہ اس کا انہیں تصور تک نہ تھا اور وہاں تقریباً
ہر ملک کی کرنسی دھڑا دھڑ چھاپی جا رہی تھی جو فی نے جو کہ اس پرنٹنگ سیل کا
انچارج تھا ان تینوں کو پہلے ہی اس بارے میں تفصیلات بتادی تھیں کہ
انہوں نے کون کونسی مشینری پر کام کرنا ہے اور کن کن سے چارج لینا ہے۔
اور پھر کیا کیا کرنا ہے۔

چنانچہ وہ ہال میں داخل ہوتے ہی سیدھی اپنی اپنی جگہوں پر پہنچ
گئیں۔ ان جگہوں پر پہلی شفٹ میں کام کرنے والی تینوں عورتوں نے ان کی
آمد پر ان سے ہاتھ ملایا۔ جاری کام کے متعلق ہدایات دیں اور پھر وہ سپروائزر روم
کی طرف بڑھ گئیں تاکہ وہاں سے واپسی کا اجازت نامہ حاصل کر کے عمارت
سے باہر چلی جائیں۔
مس بوچر نے فلم تیار کرنے والی دیوہیکل آٹومیٹک مشین کو آپریٹ کرنا

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

شروع کر دیا۔ وہ اس مشین پر ایسی ہی کام کر رہی تھی۔ البتہ ساتھ والی مشینوں پر کام
کرنے والی عورتیں اور ہال میں سُرخ لباس پہن کر گھومنے والے سپروائزر ایک
دوسرے کو کام کرنے کے ساتھ ساتھ دیکھ بھی رہے تھے۔

مس بوچر مشین آپریٹ کرنے کے ساتھ ساتھ ایسی جگہ کی تلاش میں تھی جہاں
اس چھوٹے سے مگر انتہائی طاقتور ٹائم بم کو چھپایا جاسکے۔ یہ جگہ ایسی ہونی
چاہیے جہاں یہ بم رات بارہ بجے تک محفوظ بھی رہے اور مشین کی کارکردگی پر
بھی اس کا کوئی اثر نہ پڑے تاکہ اسے کسی طرح بھی چیک نہ کیا جاسکے اور پھر
تقریباً آدھے گھنٹے بعد مشین کے اندر ایک چھوٹی سی جگہ اسے نظر آگئی جو
ہر لحاظ سے محفوظ تھی۔ چنانچہ اس نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے اب موقع پاٹنے
کی کوشش شروع کر دی۔ جب وہ اس بم کو جیب سے مشین میں منتقل کر
کے۔ مگر اس نے اندازہ کر لیا تھا کہ کوئی نہ کوئی ضرور ہر وقت اس کی طرف
متوجہ رہتا ہے۔

مگر آخر کار ایک لمحے ایسا مل گیا جب اس کی طرف کسی کی توجہ نہ تھی اور
اور ایسا اس وقت ہوا جب ایک مشین اچانک چلتے چلتے رک گئی اور ہر شخص
اس طرف متوجہ ہو گیا۔ اسی لمحے مس بوچر نے انتہائی پھرتی سے بم مشین میں منتقل
کر دیا۔ بم کو منتقل کرنے کے بعد اس نے ادھر ادھر دیکھ کر اچھی طرح اطمینان
کر لیا کہ کسی نے اسے ایسا کرتے دیکھا نہیں ہے تو اس نے اطمینان کا ایک
طویل سانس لیا۔

تقریباً تین گھنٹے کے مسلسل کام کے بعد آدھے گھنٹے کا وقفہ ہوا اور کام روک
دیا گیا اور سب کارکن ہال سے ملحقہ ایک بڑے کمرے میں چائے پینے کے لئے
اکٹھے ہوئے تب مس بوچر نے مارگریٹ اور کاشا کی سے ان کی کارکردگی کے متعلق

اشاروں میں پوچھا اور اثبات میں جواب ملنے پر اس نے اطمینان سے سر ہلادیا۔ مارگریٹ اور کاشاکی بھی بم مشینوں میں چھپانے میں کامیاب ہو گئی تھیں۔ اور اب صرف انہیں شفٹ ختم ہونے کا انتظار تھا۔ مگر ابھی شفٹ ختم ہونے میں تین گھنٹے پڑے تھے۔ اور اس دوران وہ یہاں کام کرنے پر مجبور تھیں۔ پھر چلے کے وقفے کے بعد شفٹ دوبارہ شروع ہو گئی۔ اور پھر وقت آہستہ آہستہ گزرتا چلا گیا۔

ابھی ساڑھے گیارہ بجنے میں چند ہی منٹ رہتے تھے کہ اچانک ہال میں ایک لمبا تڑنگا شخص داخل ہوا۔ اس نے سرخ رنگ کا چُست لباس پہنا ہوا تھا اور اس کے کاندھوں پر پیلے رنگ کے شارچک رہے تھے۔ اُسے دیکھ کر ہال میں موجود سب سپروائزر چمکنے ہو گئے اور مشینوں پر کام کرنے والی عورتیں اور مرد بھی انتہائی مستعدی سے کام کرنے لگے۔ آنے والے کے چہرے پر درشتگی کے بے پناہ آثار نظر آ رہے تھے۔ اس نے ہال کے دروازے پر کھڑے ہو کر تیز نظروں سے ایک ایک کا جائزہ لیا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا سیدھا مس بوچر کی طرف بڑھتا چلا آیا۔ مس بوچر کا دل اُسے اس پر اسرار انداز میں اپنی طرف بڑھتے دیکھ کر بُری طرح دھڑک اٹھا۔ اور اس کی چھٹی حس نے خطرے کا الارم بجانا شروع کر دیا۔

’مس سوکسن! اپنا کارڈ دکھائیے‘ آنے والے نے انتہائی درشت لہجے میں مس بوچر سے مخاطب ہو کر کہا اور مس بوچر نے خاموشی سے جیب سے کارڈ نکال کر اس کے ہاتھ میں دے دیا۔ اس نے بغور کارڈ دیکھا اور پھر اس کے چہرے پر ایک طنزیہ سی مسکراہٹ بکھر گئی۔

’سپروائزر! آنے والے نے قریب ہی موجود ایک سپروائزر سے

مخاطب ہو کر کہا۔

’یس سر!‘ سپروائزر نے انتہائی مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

’مس سوکسن! مس ڈور تھی! اور مس ایلن براڈ کو شفٹ ختم ہونے پر میرے پاس لے آئے! میں نے ان سے ضروری باتیں کہنی ہیں۔ اور ہاں! مس ڈور تھی اور مس ایلن براڈ کے کارڈ لے آؤ! آنے والے نے جو یقیناً چیف سپروائزر تھا، نے کہا۔

’یس ہاں!‘ سپروائزر نے جواب دیا اور پھر چند ہی لمحوں میں مارگریٹ اور کاشاکی سے کارڈ لے کر چیف سپروائزر کے حوالے کر دیتے اور چیف ان تینوں کے کارڈ لے کر تیز تیز قدم اٹھاتا ہال سے باہر نکلتا چلا گیا۔

مس بوچر کے ذہن میں آندھیاں سی چل رہی تھیں۔ اُسے سمجھ نہ آ رہی تھی کہ آخر کیا ہوا ہے۔ اگر چیف ان کے بارے میں مشکوک ہوتا تو یقیناً انہیں اسی وقت گرفتار کر لیا جاتا۔

بہر حال تھوڑی ہی دیر بعد ان کی شفٹ ختم ہو گئی اور ان کی جگہ لینے کے لئے دوسری عورتیں آگئیں اور پھر دوسرے سپروائزر نے ان تینوں کو اپنے ہمراہ چلنے کا اشارہ کیا۔

’یہ کیا چکر ہے! چیف نے ہمیں کیوں بلایا ہے!‘

مس بوچر نے ایک سپروائزر سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

’معلوم نہیں مس!‘ سپروائزر نے سخت لہجے میں مختصر جواب دیتے ہوئے کہا۔

وہ تینوں خاموشی سے سپروائزر کے ساتھ چلتی ہوئیں ہال سے نکل

کہ اس سے ملحقہ کمرے میں پہنچ گئیں۔ جہاں ایک میز کے پیچھے چیف سپرائزر بیٹھا تھا اور میز پر اس نے ان تینوں کے کارڈ رکھے ہوئے تھے۔

”بیٹھ جائیں“۔ چیف سپرائزر نے سامنے رکھی ہوئی کرسیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ان تینوں سے کہا اور وہ تینوں خاموشی سے کرسیوں پر بیٹھ گئیں۔ سپرائزر ان کی پشت پر کھڑے رہے۔

”مجھے ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ آپ تینوں اپنے بنگلے میں بیہوش پڑی ہوئی ہیں۔ ایک سپاہی نے کشت کے دوران بنگلے کی بیرونی بتی جلتی ہوئی دیکھی جو کہ غلات معمول تھی۔ چنانچہ چکنگ کے لئے وہ اندر گیا تو اس نے غسل خانے میں آپ تینوں کو بیہوش پڑے ہوئے دیکھا۔ اور پھر ہمیں اطلاع دی گئی۔ جب کہ آپ یہاں کام کر رہی ہیں۔ اور آپ چکنگ کارڈار سے بھی گزر کر آئی ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ آپ اصل ہیں۔ مگر پھر وہ تینوں کون ہیں؟ اور وہاں بندھی ہوئی کیوں پڑی تھیں؟“ چیف سپرائزر نے اپنے مخصوص درشت لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”چیف! ہم کیا بتا سکتی ہیں۔ ہم تو آپ کے سامنے موجود ہیں۔ ظاہر ہے کوئی جکڑ ہے۔ اور وہ تینوں ہمارے میک آپ میں ہیں۔ اب اس بات کا پتہ چلانا آپ کا کام ہے کہ وہ کون ہیں۔ اور وہاں کیوں پڑی ہوئی تھیں؟“۔ ہنس بوجھ نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”آپ کی بات درست ہے۔ مگر چونکہ یہ چکر انتہائی خطرناک معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ ان تینوں کو بھی چکنگ

کارڈار سے گزارا جائے۔ تاکہ حتمی فیصلہ کیا جاسکے کہ غلط کون ہے؟ کیونکہ مجھے رپورٹ ملی ہے کہ وہ ہو بہو آپ جیسی ہیں۔“ چیف سپرائزر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”وہ اس وقت کہاں ہیں؟“۔ مارگریٹ نے پوچھا۔
”وہ ہسپتال میں ہیں۔ انہیں ہوش میں لایا جا رہا ہے۔ جیسے ہی وہ چلنے کے قابل ہوں انہیں یہاں لایا جائے گا۔“ میرا خیال ہے آپ کو صرف آدھا پونا گھنٹہ مزید انتظار کرنا پڑے گا۔“ چیف سپرائزر نے جواب دیا۔

”کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہمیں آپ پرے میں واپس بنگلے پر بھیج دیں اور انہیں چیک کر لیں۔ پھر جیسا بھی آپ فیصلہ کریں۔ ہم تیار ہیں۔ کیونکہ ہم مسلسل کام کر کے بری طرح تھکی ہوئی ہیں۔ اس طرح ہم آرام کر لیں گی۔“ کاشاکی نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔ کیونکہ ان تینوں کے دل بری طرح لرز رہے تھے۔ کیونکہ انہیں اچھی طرح معلوم تھا کہ ٹھیک بارہ بجے وہ ہولناک تینوں بم مچھٹ جائیں گے اور پھر ہیڈ کوارٹر کی اینٹ سے اینٹ بج جائے گی۔ اور ظاہر ہے کہ وہ اگر اس دوران اندر موجود رہیں تو ان کے بچنے کا ایک فیصد بھی چانس نہ رہے گا۔
”آپ کی بات اپنی جگہ درست ہے مگر۔“ چیف نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

اور ان تینوں کے چہروں پر اُمید کے چراغ جل اٹھے۔
”دیکھیے چیف! ہم تینوں تو چکنگ کارڈار کراس کر چکی ہیں اور ظاہر ہے اب واپس جاتے وقت بھی کراس کریں گی۔ جب کہ ان

تینوں نے ابھی تک چکنگ کارڈار کر اس نہیں کیا۔ اس لحاظ سے ہمیں ان پر فوقیت ہے۔ یقیناً وہ تینوں کوئی فراڈ ہیں۔ اس لئے آپ ہمارے آرام کا خیال کریں۔ ان سے جو چاہیں سلوک کرتے رہیں۔ ہمیں کوئی پرواہ نہیں ہے۔“ کاشاکی نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ آپ کی بات سچا ہے۔ آپ واقعی تھکی ہوئی ہیں۔ اور آپ چکنگ کے مرحلے سے بھی گزر چکی ہیں۔ اس لئے آپ کو آرام کرنے کا حق ہے۔ لیکن ایک بات بتا دوں کہ آپ اپنے بنگلے میں اس وقت تک ہماری قید میں رہیں گی۔ جب تک ہر بات کھل کر سامنے نہ آجائے۔“ چیف نے فیصلہ کن انداز میں کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے ان تینوں کے کارڈ بھی اٹھ لئے۔

”بالکل چیف!۔ ہم ہر وقت ہر امتحان کے لئے تیار ہیں۔“ ان تینوں نے بھی کرسیوں سے اٹھتے ہوئے کہا۔ ان کے دل زندگی پر جانے کی خوشی میں بڑی طرح لرز رہے تھے۔

بم بچھنے میں صرف پندرہ منٹ باقی رہ گئے تھے اور انہیں یقین تھا کہ پندرہ منٹ بعد وہ اس عمارت سے کافی دور جا چکی ہوں گی۔

”آئیے میرے ساتھ۔“ چیف نے کہا اور پھر وہ ان تینوں اور دوسرے سپروائزرز کے ہمراہ چلتا ہوا شیشے کے کیبن کی طرف بڑھتا چلا گیا جہاں سے چکنگ کارڈار شروع ہوتا تھا۔

مگر ابھی انہوں نے ایک راہداری ہی کر اس کی تھی کہ اچانک ایک آدمی بوکھلائے ہوئے انداز میں بھاگتا ہوا آیا۔ اس نے سفید سکی چٹ لباس

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
•
C
O
M

پہنا ہوا تھا۔

”باس!۔ غضب ہو گیا۔ اسلحہ خانے سے تین مائیکرو وٹائم بم غائب ہو گئے ہیں۔ یہ بم انتہائی طاقتور ہیں۔“ اس آدمی نے چیف سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کے چہرے پر شدید بوکھلاہٹ کے آثار نمایاں تھے۔

”تین مائیکرو وٹائم بم غائب ہیں۔ کیا مطلب ہے؟ کیا کہہ رہے ہو۔؟ بم کہاں جا سکتے ہیں؟“ چیف بھی یہ خبر سن کر بوکھلا گیا۔

”باس!۔ ابھی ابھی کمپیوٹر چکنگ سے معلوم ہوا ہے کہ یہ بم غائب ہیں۔ اور ظاہر ہے اسی شفٹ میں غائب ہوئے ہیں۔ کیونکہ ہر شفٹ کے اختتام پر اسلحے کی کمپیوٹر چکنگ کی جاتی ہے۔“ آنے والے آدمی نے جس کا تعلق یقیناً اسلحہ خانے سے تھا جواب دیا۔

”اس کا مطلب ہے کہ بم عمارت کے اندر ہی موجود ہیں۔ کیونکہ بم اگر باہر لے جاتے جاتے تو چکنگ کارڈار میں فوراً پکڑے جاتے۔ مگر انہیں کس نے چرایا ہے؟“ چیف نے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”باس!۔ میں کسی بہت بڑے خطرے کی بو سونگھ رہا ہوں۔ میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ کوئی خوفناک واردات ہونے والی ہے۔ یہ بم انتہائی طاقتور ہیں۔ ان میں سے اگر ایک بم بھی پھٹ جائے تو یہ عمارت روئی کے گالوں کی طرح ہوا میں بکھر جائے گی۔ اور پھر یہ تو تین بم غائب ہیں۔“ اس آدمی نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

”آؤ میرے ساتھ! — میں خود چیک کرتا ہوں“ — چیف نے تیزی سے اسلحہ خانے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ وہ شاید بوکھلاہٹ میں ان تینوں کو بھول چکا تھا۔

چنانچہ چیف کے اسلحہ خانے کی طرف دوڑتے ہی یہ تینوں تیزی سے شیشے کے کیبن کی طرف بڑھتی چلی گئیں۔ باقی سپروائزر بھی چیف کے پیچھے ہی چلے گئے۔ اس لئے وہ آزاد ہو گئی تھیں۔ اب ان کے لئے ایک ایک لمحہ قیمتی تھا۔ کیونکہ ہم بھٹنے میں صرف دس منٹ باقی رہ گئے تھے۔ پھر جیسے ہی وہ تینوں اندھے شیشے سے بنے ہوئے کیبن کے قریب پہنچیں۔ اچانک مس بوچر مٹھٹھک کر رک گئی۔ اس کا چہرہ خوف سے ہلکی کی طرح زرد پڑ گیا۔

”کارڈ — ہمارے کارڈ تو چیف کے ہاتھ میں ہی رہ گئے“ —

مس بوچر نے خوف زدہ اور بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”اوہ! — باقی صرف آٹھ منٹ رہ گئے ہیں — اب کیا ہوگا؟“ مارگریٹ کے لہجے میں موت کا خوف نمایاں ہو گیا تھا۔

”ہمیں فوراً یہاں سے نکلنا چاہیے“ — کاشاکی نے کہا اور پھر اس نے تیزی سے شیشے کے کیبن پر اس جگہ ہاتھ پھیرنا شروع کر دیا جہاں آتے وقت دروازہ نمودار ہوا تھا۔ مگر شیشہ بالکل سچاٹ تھا۔ وہاں معمولی سا رخ نہ تھا۔

”کچھ کرو — خدا کے لئے کچھ کرو — اب تو صرف پانچ منٹ

باقی رہ گئے ہیں“ — مس بوچر نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ اس کی بات کا کوئی جواب دیتا، ایک ہلکی سی سر

کی آواز سنائی دی اور کیبن کا دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا اور دوسرے لمحے دروازے پر سون نظر آئی مگر اس سے پہلے کہ وہ قدم باہر نکالتی، سامنے کھڑی ہوئی کاشاکی اسے دیکھتی ہوئی اندر گھستی چلی گئی۔ اور کاشاکی کے پیچھے مس بوچر اور مارگریٹ بھی اندر گھستی چلی گئیں۔ اب کیبن میں وہ دو دو کی مقدار میں موجود تھیں۔

آنے والیوں کی نظروں میں بے پناہ حیرت تھی مگر ان تینوں کو اپنی پڑی ہوئی تھی۔ چونکہ راہداری کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ اس لئے وہ ایک لمحہ توقف کے بغیر راہداری میں داخل ہوئیں اور پھر دوڑتی چلی گئیں۔ وہ جلد از جلد راہداری کر اس کر کے عمارت سے باہر نکل جانا چاہتی تھیں۔

اس وقت ان تینوں کے ذہنوں سے موت کے علاوہ اور ہر چیز نکل گئی تھی۔ نہ ہی انہیں شعور کا احساس تھا اور نہ ہی لاشعور کا — بس ایک ہی بات ان کے ذہنوں میں تھی کہ جلد از جلد وہاں سے نکل جائیں۔ ابھی انہوں نے آدھی راہداری بھی پار نہ کی تھی کہ راہداری میں سائرن کی تیز آوازیں گونج اٹھیں۔ یہ تینوں سائرن کی پرواہ کئے بغیر تیزی سے دوڑتی چلی گئیں۔

مگر ابھی وہ سیرونی دروازے سے تھوڑی ہی دور پہنچی تھیں کہ اچانک سرر کی تیز آواز گونجی اور پھر شیشے کی دو دیواریں چھت سے نیچے اتر کر ان تینوں کے آگے اور پیچھے فرش میں غائب ہو گئیں اور وہ تینوں چونک پوری زفمار سے دوڑ رہی تھیں۔ اس لئے اچانک سلسلے آنے والی شیشے کی دیوار سے بری طرح ٹکرا کر ایک دوسرے کے اوپر فرش پر گر پڑیں۔ سیرونی دروازہ جو دراصل زندگی کا دروازہ تھا، صرف دو گز کے فاصلے پر تھا۔ مگر یہ شیشے کی دیوار ان کے اور ان کی زندگیوں کے درمیان حد بن گئی تھی۔

نیچے گرتے ہی وہ تینوں تیزی سے اٹھیں اور اسی لمحے مارگریٹ کی نظر کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی پر پڑی۔ بارہ بجنے میں صرف چند سیکنڈ ہی باقی رہ گئے تھے۔ اور سیکنڈ کی سوئی تیزی سے بارہ کے ہندسے کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔

اور پھر مارگریٹ کے منہ سے بے اختیار چیخ نکل گئی۔ مگر پھر اس کی چیخ تین خوفناک دھماکوں کی گونج میں دب گئی۔ تینوں مائیکرو وائٹ بم پھٹ گئے تھے۔ اور ان تینوں کو ایک لمحے کے لئے یہ محسوس ہوا کہ جیسے ان کے جسموں کے اندر ہی وہ ہولناک بم پھٹ پڑے ہوں اور پوری راہداری ان تینوں کے جسموں سمیت ریزہ ریزہ ہو کر فضا میں بکھرتی چلی گئی۔

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
•
C
O
M

یہ ایک بہت بڑا مال تھا جس میں موجود کرسیوں پر دنیا بھر کے چیدہ چیدہ اخباروں کے رپورٹر بھرے ہوئے تھے۔ بے شمار کیمروں میں جدید ترین قسموں کے کیمرے گلے میں لٹکائے ہال میں ادھر ادھر گھومتے پھر رہے تھے ورلڈ چینل ٹیلیوژن کے کارندوں نے پورے ہال میں لائٹوں اور بڑے بڑے کیمروں کا جال بچھا رکھا تھا۔ سامنے سٹیج پر تین اونچی نشست کی کرسیاں رکھی ہوئی تھیں۔ جو خالی تھیں اور ان سب کو ان کرسیوں پر بیٹھنے والوں کا بے چینی سے انتظار تھا۔ دراصل چند لمحوں بعد صدر ایگزیکٹو عالمی پریس کانفرنس سے خطاب کرنے والے تھے۔ ایگزیکٹو جس خوفناک معاشی بحران سے گزر رہا تھا اور گزر رہا تھا اس نے پوری دنیا کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔ اس بحران کے دوران صدر ایگزیکٹو کی عالمی پریس کانفرنس کی طلبی نے پوری دنیا کو بے چین کر دیا تھا۔ پوری دنیا میں اس کانفرنس کے بارے میں چہ میگوئیاں جاری تھیں۔ عجیب و غریب قسم کے تبصرے ہو رہے تھے اور جیسے جیسے صدر کے آنے کا وقت قریب آتا جا رہا تھا، تبصروں اور

چہ میگوئیوں میں گرمی آتی جا رہی تھی۔

اور پھر ہال میں یکدم سکوت چھا گیا۔ کیونکہ سیٹج کے بچے موجود دروازہ کھلا اور صدر ایگزیمیا ہاتھ میں ایک فائل اٹھائے اندر داخل ہوئے۔ ان کے بچے دو مرکزی وزیر تھے۔ صدر ایگزیمیا کے چہرے پر ٹکی سی مسکراہٹ تیر رہی تھی مگر اس مسکراہٹ نے ان کی سنجیدگی میں مزید اضافہ کر دیا تھا۔

صدر ایگزیمیا درمیانی کرسی پر بیٹھ گئے اور ان کے ساتھ آنے والے دو مرکزی وزیروں نے اطراف کی کرسیاں سنبھال لیں اور اس کے ساتھ ہی ہال میں فلش لائٹوں کی چمک نے طوفان برپا کر دیا۔ ورلڈ چینل ٹیلی ویژن والوں نے بھی اپنی روشنیاں جلا دیں۔

”دوستو! مجھے معلوم ہے کہ اس پریس کانفرنس کے بارے میں پوری دنیا میں تبصرے ہو رہے ہیں۔ اس سے قبل کی پریس کانفرنس میں ہم نے آنے والے خطرے سے پوری دنیا کو آگاہ کیا تھا۔ تاکہ پوری دنیا مل کر اس خطرے کا سدباب کر سکے۔ لیکن اب اسے قسمت کی ستم ظریفی ہی کہنا چاہیے کہ وہ خطرہ پوری دنیا کو چھوڑ کر اپنے پورے زور سے صرف ایگزیمیا پر ہی ٹوٹ پڑا۔ ایگزیمیا جس خوفناک معاشی بحران سے گزر رہے ہیں۔ اور کسی حد تک اب بھی گزر رہے ہیں۔ اس سے آپ سب اچھی طرح واقف ہیں۔ آج کی پریس کانفرنس بلانے کا مقصد بھی یہی ہے کہ ہم دنیا کو بتا سکیں کہ اس بحران سے ہم کیسے گزر رہے ہیں۔ سب سے پہلے تو میں ایگزیمیا کے عوام کو یہ خوشخبری سنانا چاہتا ہوں کہ ہم نے اس قیامت پر قابو پا لیا ہے۔ اور اس بحران کا اصل زور ٹوٹ گیا ہے اب صرف اس کے باقیماندہ نتائج باقی ہیں جو آہستہ آہستہ دور ہو جائیں گے۔

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
•
C
O
M

یہ درست ہے کہ اس بحران کی زد میں آکر معاشی طور پر ایگزیمیا کو اتنا زبردست دھچکا لگا ہے کہ وہ سو سال بچھے چلا گیا ہے۔ مگر مجھے اپنے عوام پر مکمل اعتماد ہے کہ ہم سب مل کر اور محنت کر کے دوبارہ اس منزل پر پہنچ جائیں گے۔ جہاں سے ہمیں بچھے دھکیلا گیا ہے۔ ایگزیمیا میں جعلی کرنسی کا سیلاب پھیلا دیا گیا تھا۔ اور ساتھ ہی یہ کہ ایگزیمیا کے سونے کے محفوظ ذخائر بھی چوری کر لئے گئے۔ اور پھر ستم پر ستم یہ کہ سونا صاف کرنے والے کارخانے بھی تباہ و برباد کر دیئے گئے۔ دراصل مجرموں نے ہمیں چاروں طرف سے گھیر کر مارنا چاہا۔ مگر یہ ان کی بد قسمتی اور ہماری خوش قسمتی تھی کہ ایگزیمیا کے پاس ہنگامی حالات سے نپٹنے کے لئے اتنے ہی سونے کے محفوظ ذخائر مزید موجود تھے۔ جن کے متعلق چند اعلیٰ ترین حکام کے علاوہ اور کسی کو علم نہ تھا۔ اس سونے کے سکے ڈھال کر اور عوام سے سونا اکٹھا کر کے ہم نے سکوں کی صورت میں نئی کرنسی چلائی۔ اور اس طرح ہم نے سکوں کی مدد سے کاغذی قیامت کا زور توڑ دیا۔ بے شمار مجرم مادے جاچکے ہیں۔ بیشتر گرفتار ہو گئے ہیں۔ اور باقی چاندہ مجرموں کی پوری سرگرمی سے تلاش جاری ہے۔ ایگزیمیا سمیت دنیا کی تین سپر پاوروں نے مجرموں کے قلع قمع کے لئے اپنے ٹاپ کے سیکرٹ ایجنٹوں پر مشتمل ایک ٹیم تیار کی تھی۔ لیکن اس ٹیم کی کارکردگی کے متعلق ابھی تک کوئی اطلاعات نہیں مل سکیں۔ اور نہ ہی ان کی ناکامی کی خبر آئی ہے۔ منجانبہ وہ ٹیم کن مراحل سے گزر چکی ہے۔ یا گزر رہی ہے۔ بس اتنا معلوم ہو سکا ہے کہ مجرموں کا ہیڈ کوارٹر نارمٹھ پول میں ہے جس سے وہاں کی حکومت بھی لاعلم ہے۔ بہر حال کوششیں جاری ہیں اور امید ہے کہ

مجرموں کے سرغنون کو جلد ہی گرفتار کر لیا جائے گا۔۔۔ اس قیامت خیز معاشی بحران کے بعد پوری دنیا کے ماہرین معاشیات دن رات اسی سوچ بچار میں ہیں کہ کوئی ایسا نیا معاشی سسٹم اپنایا جائے جسے آئندہ کوئی مجرم نہ ٹوڑ سکے۔ مگر فی الحال کوئی ٹھوس لائحہ عمل سامنے نہ آسکا ہے۔۔۔ دراصل یہ معاشی سسٹم صدیوں سے درجہ بدرجہ تجربات کی بھٹی میں پک کر اب کندن بن چکا ہے۔۔۔ اس کے مقابلے میں کوئی ایسا سسٹم ابھی تک کسی کے ذہن میں نہیں آ رہا۔ جو اس سے محفوظ ہونے کے ساتھ ساتھ پوری دنیا کے معاش کو بخوبی کنٹرول بھی کر سکے۔۔۔ اور ایسا جلد ہونا ممکن بھی نہیں ہے۔۔۔ اس کے لئے طویل عرصے کی سوچ بچار اور تجربات چاہئیں۔۔۔ اور فی الحال یہی فیصلہ کیا گیا ہے کہ مجرموں کی گرفتاری کے بعد پرانا معاشی سسٹم ہی یعنی سونے کے اعتماد پر کرنسی نوٹوں کا استعمال ہی بحال کر دیا جائے اور نئے سسٹم کے متعلق سوچ بچار جاری رکھی جائے۔

جہاں تک مجرموں کی گرفتاری اور ان کے قلع قمع کا تعلق ہے۔۔۔ میں یہاں اپنی ایک کوتاہی کا برملا اعتراف کرنا چاہتا ہوں کہ ہم نے اپنے زعم میں چھوٹے ملکوں کی سیکرٹ سروسز کو ناکارہ سمجھ لیا تھا۔۔۔ اگر ہم شروع میں انہیں ساتھ ملا لیتے تو شاید ایجریمیا اس بحران کی زد میں آنے سے بچ جاتا اور مجرم جلد ہی گرفتار کر لئے جاتے۔۔۔ بہر حال بروقت ہمیں اپنی اس کوتاہی کا احساس ہو گیا ہے۔۔۔ اور اب ہم نے دنیا بھر کی سیکرٹ سروسز سے اپیل کی ہے کہ وہ اپنے اپنے ہر ممکن ذرائع مجرموں کی گرفتاری کے لئے استعمال کریں۔۔۔ اور مجھے یہ بتانے میں مسرت کا احساس ہو رہا ہے کہ ایٹیکا کے ایک ملک کی سیکرٹ سروس اس سلسلے میں بہت آگے جا چکی ہے۔ اور

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
•
C
O
M

ان کے سابقہ کارناموں کو سامنے رکھتے ہوئے ہمیں یقین ہے کہ مجرم ان کی گرفت سے بچ نہیں سکیں گے۔۔۔ میں یہاں اس وقت اس ملک کا نام نہیں لینا چاہتا۔۔۔ کیونکہ اس طرح ہو سکتا ہے کہ مجرم ہوشیار ہو جائیں اور اس ٹیم کو مزید پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑے۔۔۔ البتہ یہ میرا وعدہ ہے کہ مجرموں کی گرفتاری کے بعد پوری دنیا کے عوام برملا انہیں خراج تحسین پیش کریں گے۔۔۔ اب آپ کوئی سوال پوچھنا چاہیں تو پوچھ لیں۔۔۔ صدر نے تقریر کا اختتام کرتے ہوئے کہا۔

”جناب صدر!۔۔۔ ایجریمیا نے تو ہنگامی محفوظ ذخیروں کی وجہ سے اس خوفناک بحران پر قابو پا لیا ہے۔۔۔ مگر چھوٹے ممالک جن کے پاس ایسے ذخائر نہ ہوں گے۔۔۔ وہ اس صورت حال سے کیسے پیٹھیں گے۔“ ایک صحافی نے کھڑے ہو کر سوال کرتے ہوئے کہا۔

”ایجریمیا کی حالت دیکھ کر دنیا کے ہر ملک نے یقیناً اپنے بچاؤ کے انتظامات کر لئے ہوں گے۔۔۔ اور میرے خیال میں یہی وجہ ہے کہ مجرموں نے کسی اور ملک میں واردات نہیں کی۔“ صدر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”جناب صدر!۔۔۔ کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ نقلی سونے کے ایجریمیا میں پھیلا دیتے جاتیں۔ یا۔۔۔ اس بات کا اعلان کر دیا جائے کہ حکومت نے جن سکوں کو سونے کا بنا کر پیش کیا ہے وہ درحقیقت سونے کے نہیں ہیں اگر ایسا ہو جائے تو پھر آپ اس سلسلے میں کیا اقدامات کریں گے۔“ ایک بوڑھے صحافی نے اٹھ کر سوال کیا۔ اور اس کا سوال اتنا اہم اور خطرناک تھا کہ پورا ہال یہ سوال سن کر چمک پڑا۔ اور صدر مملکت سمیت مرکزی وزراء نے بے عینی سے پہلو بدلتے شروع کر دیئے۔ صدر مملکت کے چہرے پر پسینہ آگیا۔ کیونکہ

کسی نے اس پہلو کی طرف تو سوچا ہی نہ تھا۔

صدر مملکت چند لمحے خاموش رہے پھر انہوں نے جواب دیتے ہوئے کہا ————— ”محترم! ————— آپ نے خواجواہ افسانوی بات کر دی ہے۔ ————— حکومت ایگری میا کی موجودہ کرنسی خالص ترین سونے پر مشتمل ہے۔ ————— اور قیمت کے لحاظ سے ان کا وزن رکھا گیا ہے۔ ————— عوام اسے اپنے طور پر بھی چیک کر سکتے ہیں۔ ————— اس لئے آپ کا یہ خیال غلط ہے۔ ————— مجرم اس پہلو سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ —————“ صدر مملکت نے جواب دیا۔

”مگر جناب صدر! ————— آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ خالص ترین سونا بے حد نرم ہوتا ہے۔ ————— جب کہ یہ سکتے سخت ہیں۔ ————— اس لئے ان کا خالص ترین ہونا مشکوک ہو جاتا ہے۔“ ————— ایک اور نے سوال کرتے ہوئے پوچھا۔

”آپ کی بات درست ہے۔ ————— دراصل نرم سکتے چونکہ مارکیٹ میں چل نہیں سکتے۔ ————— اس لئے ایک خاص حد تک ان میں ملاوٹ کی جاتی ہے تاکہ ان کی شکل قائم رہے۔ ————— جہاں تک میرا مطلب خالص ترین سونا ہے وہ اپنی جگہ درست ہے۔ ————— سکتے کا وزن خالص ترین سونا اور ملاوٹ کی شرح کو ملا کر رکھا گیا ہے۔ ————— دوسرے نغظوں میں جتنی قیمت اس سکتے کی رکھی گئی ہے وہ اس سکتے میں موجود خالص ترین سونے کی ہے۔ ————— ملاوٹ کی رقم اس میں شامل نہیں کی گئی۔“ ————— صدر نے اس بار قدے غصیلے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”جناب صدر! ————— کیا ایسا ممکن ہے کہ تھری سپر پاورز کی ٹاپ سیکرٹ ایجنٹوں پر مشتمل ٹیم مجرموں کے خلاف کوئی کامیابی حاصل کرنے میں ناکام رہے اور

ایک چھوٹے سے غیر ترقی یافتہ ملک کی ٹیم اتنی بڑی اور خوفناک تنظیم کے خلاف کامیابی حاصل کر سکے۔“ ————— ایک سفید فام صحافی نے بڑے طنزیہ انداز میں سوال کرتے ہوئے پوچھا۔

”غیر ترقی یافتہ ممالک دراصل سائنسی ٹیکنالوجی میں ترقی یافتہ ممالک سے پیچھے ہوتے ہیں۔ ————— اس لئے ہم انہیں غیر ترقی یافتہ۔ ————— یا۔ ————— بہتر نغظوں میں ترقی پذیر ممالک کہتے ہیں۔ ————— جہاں تک ذہنی یا جسمانی صلاحیتوں کا تعلق ہے۔ ————— وہ صرف ترقی یافتہ ممالک کی میراث نہیں ہے۔ ————— کسی ترقی پذیر ملک کا باشندہ اتنی ذہنی صلاحیتوں کا مالک ہو سکتا ہے کہ پورے ترقی یافتہ ممالک کے عوام مل کر بھی اس صلاحیتوں کا مقابلہ نہ کر سکیں۔ ————— اس لئے آپ کا یہ سوال بنیادی طور پر غلط ہے۔ ————— جس ملک کا ذکر میں نے کیا ہے۔ ————— اور جس کا نام میں ابھی بتانا نہیں چاہتا۔ ————— اس ملک کی سیکرٹ سروس نے ایسے ایسے کارنامے انجام دیئے ہیں جن کی رپورٹیں دیکھنے کے بعد اس بات کا یقین ہو جاتا ہے کہ ذہانت اور صلاحیت میں وہ ہم سب سے بہت آگے ہیں۔“ ————— صدر نے انتہائی کھلے الفاظ میں خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا۔

”جناب صدر! ————— ہم مجرموں کی گرفتاری کی کب تک توقع رکھیں۔“ ————— ایک اور سوال کیا گیا۔

”آثار تو یہ بتاتے ہیں کہ ایسا جلد ہی ہوگا۔ ————— بہر حال جب بھی ایسا ہوا آپ کو علم ہو جائے گا۔“ ————— صدر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”جناب صدر! ————— پوری دنیا میں سے صرف ایگری میا میں ہی یہ معاشی بحران کا پیدا ہونا کیا اس شبہ کو تقویت نہیں دیتا کہ مجرموں کی پشت پناہی کوئی

ایسا ملک کر رہا ہے۔۔۔ جو ایکریمیا کو ہر لحاظ سے ڈاؤن کرنا چاہتا ہو۔۔۔ ایک صحافی نے پوچھا۔

”آپ کا خیال غلط ہے۔۔۔ ہم نے اس سلسلے میں مکمل تحقیقات کی ہے۔۔۔ مجرموں کے بے شمار ارکان گرفتار ہوئے ہیں۔ جن سے تفصیلی کوالٹ حاصل کئے گئے ہیں۔۔۔ اور ان میں اس قسم کا کوئی شائبہ تک نہیں ہے کہ مجرموں کی پشت پناہی کوئی ملک کر رہا ہو۔“ صدر مملکت نے جواب دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ کرسی سے اٹھ کھڑے ہوئے اور پھر ہاتھ ہلا کر سلام کرتے ہوئے وہ واپس مڑے اور اسی دروازے سے باہر نکلے چلے گئے جس سے وہ اندر داخل ہوتے تھے۔ اور اس طرح یہ عالمی پریس کانفرنس اختتام پذیر ہو گئی۔

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
•
C
O
M

انتہائی جدید ترین انداز میں سب ہوئے کمرے میں مادام بڑی بے چینی کے عالم میں ٹہل رہی تھی۔ کونے کی میز پر رکھے ہوئے رنگین ٹیلی ویژن سیٹ پر اس وقت صدر ایکریمیا کی پریس کانفرنس جاری تھی جو ورلڈ ٹیلی ویژن چینل پر دنیا کے کونے کونے میں ٹیلی کاسٹ کی جا رہی تھی۔

مادام کا چہرہ غصے کی شدت سے بگڑا ہوا تھا اور آنکھوں میں غصے کے چراغ جل اٹھے تھے۔ ایسے عالم میں وہ اور بھی زیادہ خوبصورت لگ رہی تھی۔ اس کے جسم پر انتہائی باریک ساگون تھا جس میں سے اس کا بجا یوں بھرا شباب چمک رہا تھا۔

”آخر یہ کیا ہو رہا ہے۔۔۔ ہر محاذ پر ہماری پاپائی نمود ہی ہے۔“ مادام نے دانت بھینچ کر اپنے ایک ہاتھ پر دوسرے ہاتھ کی مٹھی ٹمکے کی صورت میں مار تے ہوئے کہا۔

اور پھر پریس کانفرنس ختم ہو گئی اور مادام نے آگے بڑھ کر ٹیلی ویژن آف

کر دیا۔

اسی لمحے میسر پڑے ہوئے ٹیلی فون کی مترنم گھنٹی بج اٹھی اور مادام نے آگے بڑھ کر رسیور اٹھا لیا۔

”مادام سپیکنگ“ — مادام نے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

”مادام! — جس شرابی کو گیٹ انچارج نے بھیجا تھا۔ وہ آدمی مشکوک ثابت ہوا ہے اور اب بلیوروم میں بیہوش پڑا ہے۔“ — دوسری طرف سے ایک نسوانی مگر سہمی ہوئی آواز سنائی دی۔

”اوہ — یوشٹ آپ! — اسے گولی مار دو — اس کی بوٹیاں اڑا دو۔“ — ریشہ ریشہ علیحدہ کر دو۔“ — مادام نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور پھر ایک زوردار جھٹکے سے رسیور کمریڈل پر دے مارا اور ایک بار پھر بے چینی کے عالم میں کمرے میں ٹھہنا شروع کر دیا۔

وہ دراصل بار بار اس ملک کی سیکرٹ سروس کے بارے میں سوچ رہی تھی جس کا حوالہ ایگریمیا کے صدر نے اپنی پریس کانفرنس میں دیا تھا وہ سوچ رہی تھی کہ آخر پوسٹ سیکرٹ سروس کیسے لوگوں پر مشتمل ہے جو ایک غیر ترقی یافتہ ملک سے تعلق رکھتے ہیں۔ مگر ایگریمیا کا صدر بر ملا ان کی بیحد تعریف کر رہا تھا۔

ابھی وہ اسی سوچ بچار میں غرق تھی کہ اچانک ایک بار پھر ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی اور مادام نے آگے بڑھ کر رسیور اٹھا لیا۔

”یس“ — مادام کا لہجہ چپاڑ کھانے والا تھا۔

”مادام! — ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ ہیڈ کوارٹر کی پشت کے دریا میں سے دو افراد گٹر کے ذریعے ہیڈ کوارٹر میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے

تھے۔ مگر جیسے ہی وہ گٹر سے باہر آئے۔ انہیں مادام نمبر لٹونے چیک کر لیا اور اب وہ اسی بلیوروم میں قید ہیں جہاں وہ شرابی موجود ہے۔“ — اسی نسوانی آواز نے اطلاع دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ! — کہیں ان کا تعلق اسی سیکرٹ سروس سے تو نہیں جس کا حوالہ ایگریمین صدر نے دیا ہے۔“ فوراً معلوم کرو کہ ان کا تعلق کون سی قومیت سے ہے۔ کیا یہ ایشیائی باشندے ہیں۔“ — مجھے اطلاع دو۔“ — مادام نے حکم دیتے ہوئے کہا۔

”بہتر مادام! — میں ابھی معلوم کرتی ہوں۔“ — دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ مادام نے رسیور رکھ دیا۔

اسی لمحے کمرے میں ہلکی سی سیٹی بج اٹھی اور مادام انتہائی تیزی سے کمرے کے کنارے پر لگی ہوئی الماری کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ اس نے الماری کے ہینڈل کو پکڑ کر مخصوص انداز میں دوبارہ اوپر اور تین بار نیچے کیا۔ اس کے ساتھ ہی الماری کے سپاٹ پٹ سکرین کی طرح روشن ہوتے چلے گئے۔ سکرین پر سیاہ رنگ کی بڑی سی بلی کی تصویر موجود تھی جس کی آنکھیں سرخ تھیں اور پھر کمرے میں میاؤں میاؤں کی آوازیں ابھریں۔ اس آواز کے ابھرتے ہی مادام اس الماری کے سامنے رکوع کے بل جھکتی چلی گئی۔

”پرنسز مادام حاضر ہے میڈم۔“ — مادام کا لہجہ اس بار بے حد مودبانہ تھا۔

”مادام! — کیا تم نے ایگریمین صدر کی پریس کانفرنس سنی ہے۔“ — دوسری طرف سے ایک کرخت نسوانی آواز سنائی دی۔

”یس میڈم۔“ — مادام نے مختصر سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
•
C
O
M

”میں تمہاری بات سمجھ گئی ہوں۔۔۔ ہمارا تمام منصوبہ ختم ہو گیا ہے۔۔۔ حالات یکدم پلٹ گئے ہیں۔۔۔ اب دنیا کے تمام ممالک ہوشیار ہو گئے ہیں۔۔۔ لیکن اس کے باوجود میں مایوس نہیں ہوں۔۔۔ مجھے یقین ہے کہ ہمارے اس اقدام کے دنیا بھر پر انتہائی دور رس اثرات مرتب ہوں گے اور ہو سکتا ہے ہمیں پھر کہیں واؤ لگانے کا موقع مل جائے۔۔۔“ میڈم نے مادام کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

”پرنس آف ڈومپ“ ————— امام نے بُری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

”کیوں۔۔۔ تم یہ نام سُنکر چونکی کیوں ہو؟“ — میڈم نے بھی جواب میں چونکتے ہوئے پوچھا۔

”اوہ میڈم! — پھر تو خوشخبری سُن لیجئے — اُسے نہ صرف ٹرین کر لیا گیا ہے۔ بلکہ اس کی پوری ٹیم کو بھی گرفتار کر لیا گیا ہے۔ وہ اس وقت نمبر نائن کے ہیڈ کوارٹر میں قید ہیں“ — مادام نے بڑے فخریہ انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا کبہر رہی ہو — ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟ وہ شخص اتنی آسانی سے قابو میں آنے والا نہیں ہے“ — میڈم کے لہجے میں حیرت کے ساتھ ساتھ بے یقینی کا عنصر نمایاں تھا۔

”میڈم! — میں صحیح کہہ رہی ہوں — یہ شخص ایک شہزادے کے رُوپ میں اپنے حبشی باڈی گارڈ کے ساتھ ہوٹل سیون سٹار میں پہنچا — وہاں اس نے اپنا نام علی عمران پرنس آف ڈھمپ بتایا — ڈکسن وہاں موجود تھا — آپ کو تو علم ہے کہ ڈکسن کتنا ذہین اور تیز طرار ہے۔ وہ فوراً ہی مشکوک ہو گیا — چنانچہ اس نے انہیں سپیشل روم میں ٹھہرایا — اور پھر مجھے فون پر اطلاع دی کہ یہ شخص مشکوک ہے — جس پر میں نے نمبر نائن کو ہدایات دے دیں کہ انہیں نہ صرف چبا کیا جلتے — بلکہ رات کو انہیں اغوا کر کے اپنے ہیڈ کوارٹر میں لا کر پوچھ گچھ کی جائے۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے نمبر نائن نے اطلاع دی ہے کہ ہوٹل ایڈن گیٹ سے پرنس کو ٹرانسمیٹر پر کال کیا گیا — اور پھر اس کال کے ذریعے علم ہوا کہ ان کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے — چنانچہ نمبر نائن ان سب کو چکر دے کر ہیڈ کوارٹر لے آیا ہے“ — مادام نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
•
C
O
M

”اوہ! — ویرمی گڈ شو — ان سب کو ایک لمحہ توقف کئے بغیر قتل کرادو — یہ لوگ انتہائی خطرناک ہیں — انہیں قتل کر کر ان کی لاشیں بازاروں میں ڈال دو — ان کے نگلے میں کارڈ ڈال دو کہ یہ اس سیکرٹ سروس کے ممبر ہیں جس کی تعریف صدر ایجریمیا نے اپنی عالمی پریس کانفرنس میں کی تھی“ — میڈم نے مسرت بھرے لہجے میں ہدایات دیتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ انسانوں کے قتل کا حکم دینے کی بجائے پاگل کتوں کو گولی مار دینے کا حکم دے رہی ہو۔

”ٹھیک ہے میڈم — یہ بہتر رہے گا“ — مادام نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اور وہ پھری پاورز کی ٹیم کا پتہ چلا — مجھے اطلاعات ملی ہیں کہ وہ کئی بار تمہارے ہاتھ آکر نکل گئی ہے“ — میڈم نے پوچھا۔

”ہاں میڈم! — یہ ٹیم تین عورتوں اور تین مردوں پر مشتمل ہے — انتہائی تیز طرار ٹیم ہے — خاص طور پر وہ عورتیں تو بیحد تیز ہیں — سیکشن نمبر نائن ان کے پیچھے لگا ہوا ہے — جلد ہی انہیں ٹرین کر لیا جائے گا۔“ — مادام نے جواب دیا۔

”اور کے! — علی عمران اور اس کے ساتھیوں کے خاتمے کے بعد مجھے مکمل رپورٹ دینا — اور پھر پاورز ٹیم کو بھی سرگرمی سے تلاش کرو تاکہ جب میں واپس آؤں تو میدان صاف ہو — اور میں اطمینان سے مستقبل کے لئے کوئی نیا پلان سوچ سکوں — گڈ بائی“ — میڈم نے کہا اور اس کے ساتھ ہی الماری کے پٹ صاف ہو گئے اور مادام نے ہینڈل کو ایڈجسٹ کر کے رابطہ ختم کر دیا۔ اس کا چہرہ خوشی سے سُرخ ہو رہا تھا کیونکہ

میڈم کی طرف سے اس اطلاع پر کہ جس ٹیم کی تعریفیں عالمی پریس کانفرنس میں صدر ایگرمیہ نے کی ہے وہ اتنی آسانی سے ہتھے چڑھ گئی ہے۔ وہ تیزی سے میز پر پڑے ہوئے رسیور سیٹ کی طرف بڑھی تاکہ نمبر نائن سے رابطہ قائم کر کے اسے ان لوگوں کے فوری قتل کی ہدایات دے سکے۔

مگر اس سے پہلے کہ وہ رسیور اٹھاتی، ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی اور مادام نے جھٹکے سے رسیور اٹھا لیا۔

”یس۔۔۔۔۔ مادام سپیکنگ“۔۔۔۔۔ مادام کا لہجہ ہیچ کرخت تھا۔
 مادام!۔۔۔۔۔ غضب ہو گیا ہے۔۔۔۔۔ میں پرنٹنگ ہیڈ کو اڑھارے
 نمبر ٹو بل رہا ہوں۔۔۔۔۔ تمام ہیڈ کو اڑھارے مکمل طور پر تباہ ہو گیا ہے۔۔۔۔۔ میں
 خود شدید زخمی ہوں۔۔۔۔۔ بڑی مشکل سے ایک ٹیلیفون بوجھ تک پہنچا ہوں۔
 دوسری طرف سے ایک گھبرائی اور بھرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

”کیا کہہ رہے ہو تم۔۔۔۔۔؟ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔۔۔۔۔؟“ مادام نے
 غصے سے چیختے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ غصے کی وجہ سے اس بڑی طرح بگڑ گیا
 جیسے وہ خوبصورت عورت کی بجائے کوئی خونخوار چڑیل ہو۔

میں صحیح کہہ رہا ہوں مادام!۔۔۔۔۔ ہمارے اسلحہ خانے سے تین مائیکرو
 ٹائم بم چلا کر پرنٹنگ سیکشن میں رکھ دیئے گئے۔۔۔۔۔ اور وہ بم ٹھیک بارہ
 بجے پکھلت پھٹ گئے۔۔۔۔۔ پورے ہیڈ کو اڑھارے کی اینٹ سے اینٹ بچ گئی۔
 وہاں موجود تمام ورکرز جو اپنے اپنے کوارٹروں میں تھے نکل بھاگنے
 میں کامیاب ہو گئے ہیں۔۔۔۔۔ میں اس وقت اپنے دفتر میں تھا۔ چونکہ دفتر
 ہیڈ کو اڑھارے سے کچھ دور ہے اس لئے میں بڑی طرح زخمی ہونے کے باوجود بچ
 گیا ہوں۔۔۔۔۔ اب وہاں پولیس اور فوج نے پہرہ لگا دیا ہے اور وہ آگ بجھا

رہے ہیں۔۔۔۔۔ شفٹ کے تمام ورکرز بھی ختم ہو گئے ہیں۔۔۔۔۔ نمبر ٹو
 نے سسکتے ہوئے لہجے میں تفصیلات بتاتے کہا۔

”مگر ایسا کیسے ہوا۔۔۔۔۔؟ ایسا ناممکن ہے۔۔۔۔۔ کوئی مشکوک آدمی
 تو ہیڈ کو اڑھارے کے اندر داخل ہی نہیں ہو سکتا۔۔۔۔۔“ مادام نے یقین نہ آنی والے
 لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”دراصل مادام!۔۔۔۔۔ ساڑھے گیارہ بجے ہمیں اطلاع ملی کہ پرنٹنگ سیکشن
 میں کام کرنے والی تین عورتیں جو سگی بہنیں ہیں، اپنے ہنگلے کے غسل خانے
 میں بیہوش اور بندھی ہوئی پڑی ہیں۔۔۔۔۔ چنانچہ میں نے انہیں فوراً ہی
 ہیڈ کو اڑھارے ہسپتال میں بھیج دیا اور چیف سپروائزر سے پوچھا کہ یہ عورتیں جب
 ہیڈ کو اڑھارے شفٹ میں نہ پہنچی تھیں تو مجھے رپورٹ کیوں نہیں دی گئی۔؟
 چیف سپروائزر نے بتایا کہ وہ تینوں عورتیں تو باقاعدہ شفٹ میں کام کر رہی ہیں
 اور چونکہ وہ ایم۔ ایم تھراپی سے گذر کر پہنچی تھیں۔۔۔۔۔ اس لئے ظاہر ہے کہ
 وہ مشکوک نہ ہو سکتی تھیں۔۔۔۔۔ جس پر میں نے اسے ہدایات کیں کہ
 انہیں وہاں روکا جائے۔۔۔۔۔ معاملہ چونکہ بے حد سیریس ہو گیا تھا اس لئے
 میں نے سوچا کہ بیہوش عورتوں کو ہوش میں لا کر ایم۔ ایم تھراپی سے گزارا
 جائے تاکہ معلوم ہو سکے کہ کیا واقعی یہ عورتیں مشکوک ہیں۔۔۔۔۔ چنانچہ شفٹ میں
 کام کرنے والی تینوں عورتوں کو وہاں روک لیا گیا اور بارہ بجنے میں سے چند منٹ
 پہلے بیہوش ہونے والی تینوں عورتوں کو ایم۔ ایم تھراپی سے گزارا کیا۔۔۔۔۔ میں
 دفتر میں بیٹھا انہیں چیک کر رہا تھا۔۔۔۔۔ یہ تینوں عورتیں بھی غیر مشکوک ثابت
 ہوئیں اور ایم۔ ایم تھراپی نے انہیں صحیح قرار دے دیا۔۔۔۔۔ جب یہ شیشے
 والے کمپن میں پہنچیں تو مجھے اطلاع ملی کہ تین انتہائی طاقتور اور خوفناک ٹائم بم

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

اسلحہ خانے سے غائب پائے گئے ہیں۔ ابھی میں اس سلسلے میں بات کر رہی تھا کہ میں نے سکرین پر دیکھا کہ شیشے کے کیبن میں تین عورتیں زبردستی داخل ہو گئی ہیں۔ یہ تینوں وہ عورتیں تھیں جو شفٹ میں کام کر رہی تھیں۔ اس طرح کیبن میں چھ عورتیں اکٹھی ہو گئیں جو انتہائی حد تک ایک دوسری سے مشابہ تھیں۔ ان تین عورتوں نے چکنگ کارڈز میں بے تحاشا بھاگنا شروع کر دیا۔ ایم۔ ایم تھرائی چونکہ ان تھی اس لئے اس بار اس نے ریڈ سگنل دے دیا اور پھر آٹومیٹک کیچ کے ذریعے بیرونی دروازے کے قریب ہی وہ محصور کر لی گئیں۔ مگر اسی لمحے تینوں بم جو کہیں پرنٹنگ سیکشن میں ان عورتوں نے چھپاتے تھے یکدم پھٹ گئے۔ اور پھر ہر چیز تباہ ہو گئی۔ نمبر ٹو نے تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔

”ہوں!۔۔۔ اس کا مطلب ہے کہ ان تینوں عورتوں نے اندر داخل ہوتے وقت ایم۔ ایم تھرائی کو بھی ڈاج دے دیا۔ اور نہ صرف یہ بلکہ اسلحہ خانے سے بم حاصل کر کے انہوں نے مشینوں میں چھپا دیتے۔ اگر وہ تین بیہوش عورتیں شفٹ ختم ہونے سے پہلے ٹریس نہ ہو جاتیں تو یہ عورتیں اطمینان سے شفٹ ختم کر کے نکل جاتیں اور ہیڈ کوارٹر تباہ ہو جاتا۔ بہر حال یہ تینوں بھی اپنے انجام کو پہنچ گئیں۔ یہ یقیناً تھری پاورز کی لیڈی سیکرٹ ایجنٹس ہوں گی۔ ان کے علاوہ اتنا بڑا نقصان تنظیم کو اور کوئی نہیں پہنچا سکتا۔“ مادام نے یہ باتیں بڑبڑانے کے سے انداز میں کہیں۔

آپ کی بات درست ہے مادام!۔۔۔ مگر یہ نقصان تنظیم کے لئے ناقابل تلافی ہیں۔ نمبر ٹو نے روانے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ ”اس ملبے میں کوئی ایسی چیز تو نہیں جو میں ہیڈ کوارٹر کا کلیو دے سکے۔“

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
•
C
O
M

مادام نے کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

”نہیں مادام!۔۔۔ ایسی کوئی چیز نہیں۔ پولیس ساری عمر سرچھنتی رہے تو کچھ نہیں کر سکتی۔“ نمبر ٹو نے جواب دیا۔

”پولیس کی مجھے پرواہ نہیں ہے۔ یہاں کی پولیس اور سیکرٹ سروس کا ہر آدمی ہمارا خریدنا ہوا ہے۔ اور کے“ مادام نے کہا اور پھر اس نے ایک جھٹکے سے رسیور کرڈل پر رکھ دیا۔ اس کے ذہن میں آنڈھیاں سی چل رہی تھیں۔ ان لیڈی سیکرٹ ایجنٹوں نے واقعی تنظیم کو بے پناہ نقصان پہنچایا تھا۔

پرنٹنگ ہیڈ کوارٹر کی مشینیں اور وہاں موجود کاغذ کے علاوہ وہاں تنظیم کے لمحے کا بہت بڑا ذخیرہ تھا۔ وہ سب تباہ ہو گیا۔

مادام اب سوچ رہی تھی کہ میڈم کیٹ کو اس نقصان کی کیسے اطلاع دے وہ تو تمام کی کھال کھنچوالے گی مگر اتنی بڑی بات چسپائی بھی نہیں جاسکتی۔ اور پھر اسی لمحے اُسے تھری پاورز کے تین سروس سیکرٹ ایجنٹوں کا خیال آ گیا۔ وہ بھی نکل جانے کے بعد ٹریس ہو رہے تھے۔

ابھی وہ یہ باتیں سوچ رہی تھی کہ سیلفون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی اور مادام کا دل بڑی طرح دھڑک اٹھا۔ مگر رسیور تو اس نے اٹھانا ہی تھا۔

”یس۔۔۔ مادام سپیکنگ“ مادام کے لہجے میں ہلکے سے خوف کا تاثر تھا جیسے وہ کوئی اور بڑی خبر سننے کے لئے اپنے ذہن کو تیار کر رہی ہو۔

”مادام!۔۔۔ ہیڈ کوارٹر میں سامنے سے داخل ہونے والا شرابی اور گٹر سے داخل ہونے والے دونوں افراد غیر ملکی ثابت ہوئے ہیں۔ بیہوشی کے عالم میں ان کا مائنڈ چیک کیا گیا تو معلوم ہوا ہے کہ شرابی کا نام شاکل ہے

اس کا تعلق روسیہ سے ہے۔۔۔ یہ روسیہ سیکرٹ سروس کا ٹاپ سیکرٹ ایجنٹ ہے۔۔۔ دوسرے آدمی کا تعلق شوگر ان سے ہے یہ وہاں کا ٹاپ سیکرٹ ایجنٹ چوٹان ہے۔۔۔ اور تیسرے آدمی کا نام بلیک ہے۔۔۔ اس کا تعلق ایگر میا سے ہے یہ بھی وہاں کا ٹاپ سیکرٹ ایجنٹ ہے۔۔۔ یہ تھری پاورز تنظیم جس میں تین عورتیں بھی تھیں۔ جن کا نام مس بوچر۔۔۔ کاشاکی۔۔۔ اور مارگریٹ تھا۔ ہمارے خلاف کام کرنے کے لئے یہاں آئے تھے۔۔۔ یہ دو گروپوں کی صورت میں کام کر رہے تھے۔ انہوں نے ہیڈ کوارٹر کا پتہ چلا لیا۔۔۔ اور پھر اپنے اپنے طور پر ہیڈ کوارٹر میں داخلے کے لئے آئے۔۔۔ شاکل مصنوعی طور پر شرابی بن کر براہ راست مین گیٹ سے داخل ہوا۔ مگر ذہنی چکینگ میں ٹرین ہو گیا۔۔۔ جبکہ وہ دونوں دریا کی طرف سے گٹر کے ذریعے اندر داخل ہوئے۔۔۔ شاکل کا منصوبہ یہ تھا کہ وہ آپ کی خلوت میں پہنچ کر آپ کو قابو کر کے ہیڈ کوارٹر کا نظام سنبھال لیتا۔۔۔ اور باقی دونوں کا منصوبہ یہ تھا کہ اندر داخل ہو کر جس طرح بھی ممکن ہو سکتا، ہیڈ کوارٹر کو تباہ کر دیتے۔۔۔ دوسری طرف سے تجزیے کی مکمل تفصیلات بتاتے ہوئے کہا گیا۔

"ہوں!۔۔۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ تینوں تھری پاورز سیکرٹ ایجنٹس ہیں۔۔۔ اس وقت ان کی کیا پوزیشن ہے؟" مادام نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔

"انہیں مزید بیہوش کرنے کے لئے انجکشن لگا دیئے گئے ہیں۔۔۔ اور اب وہ بلیو روم میں موجود ہیں۔" دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"ٹھیک ہے۔۔۔ تم مرڈر سیکشن کے دس افراد کو بلیو روم میں بھیجا دو۔

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

میں خود وہاں آ رہی ہوں۔۔۔ میں ان تینوں سے ایسا انتقام لوں گی کہ ان کے جسموں کا ریشہ ریشہ قیامت تک ترپتا رہے گا۔" مادام نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور کریڈل پر ایک جھٹکے سے پھینک دیا۔ اسے تسلی ہو گئی تھی کہ تھری پاورز تو اب اس کے ہاتھوں انجام تک پہنچ ہی گئی، پھر اس کا ذہن علی عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف گیا تو اس نے ایک بار پھر رسیور اٹھا لیا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"مادام سپیکنگ" رابطہ قائم ہوتے ہی مادام نے کمرخت لہجے میں کہا۔

"نمبر نان سپیکنگ مادام" دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ انتہائی مودبانہ تھا۔

"پرنس آف ڈھمپ اور اس کے ساتھیوں کی کیا صورت حال ہے؟" مادام نے پوچھا۔

"مادام!۔۔۔ اس کے ساتھیوں کو تو میں چکر دیکر لے آیا ہوں۔۔۔ وہ سب بیہوش پڑے ہیں۔۔۔ جبکہ پرنس آف ڈھمپ اور اس کا حبشی باڈی گارڈ بھی جلد ہی میرے پاس پہنچ جائیں گے۔۔۔ میں اس سلسلے میں ہدایات لینے کے لئے آپ سے رابطہ قائم کرنے ہی والا تھا۔" نمبر نان نے جواب دیا۔

"یہ انتہائی خطرناک لوگ ہیں۔۔۔ ان کی مکمل نگرانی کرو۔۔۔ میں کسی بھی وقت تمہارے پاس پہنچ جاؤں گی اور پھر میں اپنے سامنے ان کی بوٹیاں بوٹیاں علیحدہ کر دوں گی۔" مادام نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے بیرونی دروازے کی طرف تدم بڑھائے۔ وہ تھری پاورز کے خاتمہ کے لئے بلیو روم کی طرف جا رہی تھی۔

”باس! — میرے لئے کیا حکم ہے۔۔۔ کیا میں بولوں یا چپ رہوں“ — جوزف نے جواب تک خاموش کھڑا تھا۔ عمران کو بولتے دیکھ کر نہ رہ سکا۔

”تمہارے پاس ریوالور کا لائسنس ہے“ — عمران نے بڑے سنجیدگی سے پوچھا۔

”لیس باس“ — جوزف نے اڑتے ہوئے جواب دیا۔

”پاسپورٹ ہے“ — عمران نے دوسرا سوال کیا۔

”لیس باس“ — جوزف نے اسی لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ویزا ہے“ — عمران نے پوچھا۔ عمران ان سوالات کے ساتھ ساتھ گائیڈ کے دستورچیکنگ میں بھی مصروف رہا۔

”لیس باس“ — جوزف نے آنکھیں میٹکاتے ہوئے جواب دیا۔ اُسے شاید ان سوالات کی کوئی ٹمک سمجھ میں نہ آرہی تھی۔

”باتیں کرنے کا لائسنس ہے“ — عمران نے اچانک پوچھا۔

”نہن — نو باس“ — جوزف نے چونکتے ہوئے جواب دیا۔

”پھر بغیر لائسنس کے تم کیسے بول سکتے ہو“ — شٹ آپ — عمران نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

”لیس باس“ — جوزف نے منہ نہاتے ہوئے جواب دیا۔

اتنی دیر میں عمران چیکنگ سے فارغ ہو چکا تھا۔ گائیڈ نے کہیں بھی ٹرانسمیٹر کی موجودگی کی ٹون نہ دی تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ یہ کمرہ بالکل محفوظ ہے۔

اس گائیڈ نے تمہیں بولنے کا لائسنس دے دیا ہے — اس لئے اب

RA
AF
FRE
XO
@H
OT
M
A
I
L
•
C
O
M

کمرہ بہترین انداز میں سجا ہوا تھا۔ یہ ایک مکمل سوٹ تھا۔ جوزف کے لئے سائیڈ میں ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جس کا دروازہ کمرے کی طرف سے تو بند ہو سکتا تھا مگر دوسری طرف سے نہیں۔

جیسے ہی عمران اور جوزف کمرے میں داخل ہوئے۔ عمران نے جوزف کی طرف منہ کر کے منہ پرائنگلی رکھ کر خاموش رہنے کا اشارہ کیا اور پھر جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک جدید قسم کا گائیڈ نکال لیا۔

”واہ واہ! — کیا خوبصورت کمرہ ہے۔۔۔ یہ لوگ شہزادوں کی صحیح قدر کرتے ہیں۔۔۔ جی چاہتا ہے کہ پورا ہوٹل خرید کر اس کے مالکوں کو دوبارہ انعام میں دے دوں۔۔۔ یہ بھی کیا یاد کریں گے کہ کسی پرنس سے واسطہ پڑا ہے۔“ — عمران گائیڈ کے ساتھ کمرے کی دیواروں کو چمک کرتے کے ساتھ ساتھ مسلسل باتیں بھی کئے چلا جا رہا تھا تاکہ اگر وہاں ٹرانسمیٹر فٹ ہو تو دوسری طرف سے سننے والے ان کی مکمل خاموشی سے چوکانا نہ ہو جائیں۔

اور نمبر سیکسٹی ون میں جو لیا۔۔۔ اب سے تھوڑی دیر بعد ہم سب شہر کی سیر کو جانے والے ہیں۔۔۔ تاکہ یہاں کی سڑکوں اور عمارتوں سے واقف ہو سکیں۔ اور۔۔۔ صفدر نے مکمل معلومات سے آگاہ کرتے ہوئے کہا۔ مگر اس کی بات سن کر عمران کے چہرے پر ناگواری کے تاثرات چھلکے۔

”ٹھیک ہے!۔۔۔ سیر کے ساتھ ساتھ ذرا اس بات کا خیال رکھنا کہ اگر تمہارا تعاقب کیا جائے تو اُسے کسی ایسی جگہ لے جا کر ہیڈ کوارٹر کے باغ میں معلومات حاصل کر لینا۔ اور۔۔۔ عمران کے لہجے میں بے پناہ طنز تھی۔

”ایسی امید تو نہیں کہ وہ لوگ ہمیں یوں مشکوک سمجھ لیں گے۔۔۔ کیونکہ ہم سیاحوں کے روپ میں آئے ہیں۔۔۔ اور یہاں سیاح تو بے شمار اور روزانہ ہی آتے رہتے ہیں۔۔۔ چہرہ بھی آپ کی ہدایات کا خیال رکھوں گا۔ اور۔۔۔ صفدر نے عام سے لہجے میں کہا۔ وہ شاید جان بوجھ کر عمران کے طنز کو نظر انداز کر گیا تھا۔۔۔ یا پھر دوسری صورت میں اس نے اسے محسوس نہ کیا تھا۔

”دشمن کو کمزور نہیں سمجھنا چاہیے صفدر!۔۔۔ ہر چیز ہر وقت ممکن ہو سکتی ہے۔۔۔ بہر حال ہوشیار رہنا۔۔۔ میں جلد از جلد کھیل شروع کر دینا چاہتا ہوں کیونکہ دنیا کے معاشی حالات روز بروز بگڑتے چلے جا رہے ہیں۔ اور۔۔۔ عمران کا لہجہ بے حد سنجیدہ تھا۔

”ٹھیک ہے۔ اور۔۔۔ صفدر نے جواب دیا۔

”اور اینڈ آل“۔۔۔ عمران نے کہا اور فڈ بٹن کو واپس دبا دیا۔ اس کے چہرے پر اب گہری سنجیدگی کے تاثرات نمایاں تھے۔

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

عمران کچھ دیر بیٹھا سوچتا رہا۔ پھر اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور کاؤنٹر میں گوشہ کا تفصیلی نقشہ بھیجنے کے لئے کہا۔ اُسے دراصل میڈم کیٹ کی ذیلی تنظیم کے ہیڈ کوارٹر سے ایسا کلیو ملا تھا جس سے ثابت ہوتا تھا کہ گولڈن برج نامی کوئی عمارت ہی میڈم کیٹ کا اصل ہیڈ کوارٹر ہے اور وہ اس عمارت کا پورا محل وقوع دیکھنا چاہتا تھا۔

تھوڑی دیر بعد ایک ویڈیو نے بڑا سا ایک نقشہ لا کر عمران کے سامنے رکھ دیا۔ اور عمران نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک بڑا سا نوٹ اس کے ہاتھ میں دے دیا۔ ویڈیو اب سے سلام کر کے واپس مڑا اور باہر نکل گیا۔

عمران نے نقشہ کھولا اور پھر سب سے پہلے اپنے ہوٹل کا محل وقوع چیک کیا اور پھر اس نے گولڈن برج نامی عمارت نقشے میں تلاش کرنا شروع کر دی تھوڑی دیر بعد وہ اسے ڈھونڈنے میں کامیاب ہو گیا۔

یہ عمارت دریائے کے ساتھ واقع تھی۔ اسی کی پشت دریا کی طرف تھی اور دونوں سائیڈوں میں خالی پلاٹ تھے۔ پھر عمران ہوٹل سے گولڈن برج تک کے راستوں کو چیک کرنے میں مصروف ہو گیا۔ اور پھر جب اس نے تمام راستے اچھی طرح ذہن نشین کر لئے تو مطمئن ہو کر اس نے نقشہ لپیٹ لیا۔

”اب سوتے ہیں جو زف!۔۔۔ صبح کام شروع کرنا ہے۔۔۔ اور پھر شاید سونا بھی نصیب ہو یا نہیں۔۔۔ اس لئے بہتر ہے کہ کام سے پہلے مکمل آرام کر لیا جائے“۔۔۔ عمران نے بستر پر دراز ہوتے ہوئے کہا۔

”آپ سو جائیں باس!۔۔۔ مجھے ابھی نیند نہیں آرہی“۔۔۔ جو زف نے جواب دیا اور عمران نے بغیر کوئی جواب دیئے آنکھیں بند کر لیں۔

تھوڑی دیر بعد عمران نے جان بوجھ کر ہلکے ہلکے خراٹے لینے شروع کر

دیتے۔ وہ جانتا تھا کہ جوزف کی ایک بوتل میں تسلی نہیں ہو سکی اس لئے وہ اس کے سونے کے انتظار میں ہے تاکہ دوسری بوتل منگوا سکے۔

اور پھر وہی ہوا۔ جوزف نے آہستگی سے اٹھ کر کام کر سیکر اٹھایا اور دھسکی کی بوتل کا آرڈر دے کر سیکر رکھ دیا۔

عمران دھیرے سے مسکرایا مگر اس نے آنکھیں نہیں کھولیں کیونکہ وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ جب تک جوزف کی طلب پوری نہ ہوگی وہ اسی طرح بے چین رہے گا۔

اور پھر چند لمحوں بعد عمران واقعی نرسنگ کی گہری وادیوں میں ڈوبنا چلا گیا مگر اسے اچانک نیند میں ہی ایسا محسوس ہوا جیسے وہ کسی گہری کھائی میں گرتا چلا جا رہا ہو۔ ایک لمحے کے لئے اس کے ذہن میں یہی آیا کہ وہ خواب دیکھ رہا ہے۔ مگر اس کی چھٹی حس نے اسے جھنجھوڑ کر بیدار کر دیا۔ اور اس کی آنکھیں خود بخود کھلتی چلی گئیں۔ اور دوسرے لمحے اس نے سانس روک لی۔ کیونکہ پورے کمرے میں دو دھیا رنگ کی گیس تیرتی پھر رہی تھی۔ ابھی اس کی مقدار خاصی کم تھی اور آہستہ آہستہ وہ بڑھتی چلی جا رہی تھی اور عمران سمجھ گیا کہ انہیں بیہوش کیا جا رہا ہے۔ ایک لمحے سے بھی کم عرصے میں اس نتیجے پر پہنچ گیا کہ اس کی آمد کارنا میڈیم کیٹ پر کھل چکا ہے اور میڈیم کیٹ اسے اغوا کرنا چاہتی ہے اس نے فیصلہ کر لیا کہ وہ اطمینان سے اغوا ہو جائے گا۔ کیونکہ اس طرح وہ آسانی سے میڈیم کیٹ کے ہیڈ کوارٹر میں پہنچ جائے گا اور وہاں پہنچ کر جو ہوگا دیکھا جائے گا۔

اس لئے وہ سانس روک کے اطمینان سے پڑا رہا۔ گیس سے اب کمرہ بھر چکا تھا اور پھر آہستہ آہستہ گیس کم ہوتی چلی جا رہی تھی۔ شاید اس کے نکلنے کے لئے

کوئی راستہ کھول دیا گیا تھا۔

چند لمحوں بعد دھسکی سی کھٹک کی آواز سنائی دی اور پھر کمرے کی شمالی دیوار درمیان سے دونوں اطراف میں سٹتی چلی گئی اور اس خلا میں سے چار افراد اندر داخل ہوئے۔ ان کے چہروں پر سرخ رنگ کے نقاب اور جسموں پر بھی سرخ رنگ کی چٹ لباس موجود تھا۔ وہ چاروں خاصے قوی ہیکل اور جھیم تھے۔ ان کے کاندھوں سے مشین گنیں لٹکی ہوئی تھیں۔ ان میں سے ایک نے تیزی سے آگے بڑھ کر عمران کی نبض دیکھی مگر سانس روک لینے کی وجہ سے وہ عمران کی مصنوعی بیہوشی کو چاب نہ کر سکا۔ دوسرا ساتھ والے کمرے میں موجود جوزف کی طرف بڑھ گیا۔

”دونوں بیہوش ہیں۔“ چند لمحوں بعد دونوں نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔“ انہیں اٹھا کر نیچے لے چلو۔“ ایک طرف کھڑے ہوتے نقاب پوش نے حکمانہ لہجے میں کہا۔ وہ شاید اس دستے کا انچارج تھا۔ اور اس کی ہدایت پر ایک آدمی نے آگے بڑھ کر عمران کو اٹھا کر کاندھے پر لا دیا۔ جب کہ دوسرے نے جوزف کو اٹھانا چاہا۔ مگر جوزف خاصا جھیم تھا اس لئے وہ اکیلا اسے نہ اٹھا سکا تو دوسرے نے آگے بڑھ کر اس کی مدد کی اور پھر ان دونوں نے مل کر جوزف کو اٹھایا اور دوسرے لمحے وہ اس خلا میں داخل ہو گئے۔ یہاں سڑھیاں نیچے جا رہی تھیں۔

سڑھیاں اتر کر وہ ایک کمرے میں پہنچے۔ عمران نے ادھ کھلی آنکھوں سے دیکھا۔ اس کمرے میں چاروں طرف ٹی۔وی سکرینوں کی طرح مشینیں نصب تھیں اور ان پر مختلف کمروں کے سین نظر آ رہے تھے اور اس کے ساتھ ساتھ ہر مشین کے ساتھ فلمیں بن بنکر باہر نکل رہی تھیں۔ کمرے میں دس بارہ آدمی سرخ لباس پہنے ان مشینوں کو آپریٹ کرنے میں مصروف تھے۔ عمران سمجھ گیا کہ یہاں سے

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
•
C
O
M

نہ صرف ہر کمرے کی نگرانی کی جا رہی ہے بلکہ ان کی فلمیں بھی بنائی جا رہی ہیں تاکہ بعد میں انہیں بلیک میل کیا جاسکے۔

سرخ نقاب پوش انہیں اٹھاتے ہوئے اس کمرے سے باہر نکل آتے اور پھر ایک طویل راہداری سے گزر کر وہ جیسے ہی ایک دروازے سے باہر آتے وہاں ایک بند سٹیشن ویگن موجود تھی۔ ایک نقاب پوش نے آگے بڑھ کر سٹیشن ویگن کا پچھلا دروازہ کھولا اور مہران دونوں کو اندر فرش پر ایک دوسرے کے ساتھ لٹا دیا گیا۔ دو نقاب پوش ان کے ساتھ سیٹوں پر بیٹھ گئے اور پھر ویگن ایک جھٹکے سے آگے بڑھ گئی۔

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

خاصے بڑے کمرے کے فرش پر شاکل۔ بلیک اور چویشان بیہوش پڑے ہوئے تھے اور دس برہنہ گنوں سے مسلح افراد کمرے کی دیواروں کے ساتھ لگے کھڑے تھے۔ یہ بیورو روم تھا جہاں دشمنوں کو ایذا میں دی جاتی تھیں اس کمرے کا فرش ایک بٹن دبانے سے درمیان سے کھل جاتا تھا اور نیچے ایک نہر تھی جو سیدھی دریا میں جا گرتی تھی۔ اس کمرے میں جو ہلاک ہوتا اس کی لاش اس نہر کے ذریعے دریا تک پہنچا دی جاتی اور پھر وہ بہتی ہوئی آگے نکل جاتی تھی۔

تھوڑی دیر بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور مادام اندر داخل ہوئی۔ وہ اس وقت ایک انتہائی باریک لباس پہنے ہوئے تھی جس سے اس کا انگ انگ نمایاں ہو رہا تھا مگر کمرے میں موجود تمام مسلح افراد اس کی طرف ایک نظر بھی اٹھا کر نہ دیکھ رہے تھے کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ مادام کی تیوری پر آنے والا بللہ انسانی جان کی قیمت وصول کرتا تھا۔ اور اس بل کے آنے کا کوئی وقت مقرر نہ تھا۔

”ہوں! — تو یہ ہیں تھری ٹیپراؤرنز کے سپر سیکرٹ ایجنٹس“ — مادام

نے بڑے حقارت آمیز لہجے میں ان تینوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔
 "لیس مادام" — دروازے کے قریب کھڑے ہوئے ایک مسلح شخص نے
 جو شاید اس دستے کا انچارج تھا بڑے موہبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
 "انہیں ہوش میں لے آؤ" — میں انہیں بتانا چاہتی ہوں کہ وہ کتنے پانی
 میں ہیں۔" — مادام نے سکمانہ لہجے میں کہا۔

"لیس مادام" — اس نے کہا اور پھر وہ تیزی سے ایک الماری کی طرف
 بڑھ گیا۔ الماری سے اس نے ایک چھوٹی سی شیشی نکالی اور پھر اس کا ڈھکن
 کھول کر اس نے سب سے پہلے شاکل کی ناک سے شیشی لگائی اور چند لمحوں بعد
 اس کی ناک سے ہٹا کر اس نے شیشی چوٹان کی ناک سے لگا دی۔ یہی کام اس
 نے بلیک کے ساتھ کیا اور پھر ڈھکن بند کر کے اس نے شیشی واپس الماری
 میں رکھ کر مادام سے مخاطب ہو کر کہا۔

یہ ابھی ہوش میں آجائیں گے مادام" — مسلح شخص نے کہا۔

مادام خاموش کھڑی رہی اور پھر چند لمحوں بعد ہی ان تینوں کے جسموں میں
 حرکت ہونی شروع ہو گئی اور دیکھتے ہی دیکھتے ان تینوں نے آنکھیں کھول دیں۔
 پہلے تو چند لمحے وہ بے خیالی کے عالم میں پڑے رہے مگر جیسے ہی ان کے
 شعور نے کام کرنا شروع کر دیا وہ اچھل کر اٹھ بیٹھے۔ ان کی تیز نظریں بڑی حیرت
 سے کمرے کا جائزہ لے رہی تھیں اور پھر جب ان کی نظریں ایک دوسرے سے
 ٹکرائیں تو وہ حیرت سے اچھل پڑے کیونکہ ان کے تصور میں بھی نہ تھا کہ وہ اس
 طرح اکٹھے ہو جائیں گے۔

"تم تینوں سپر پاورز کے سپر سیکرٹ ایجنٹ ہو" — اور تم یہ سمجھ کر یہاں
 آئے تھے کہ ہمیں تباہ کر سکو گے — مگر اب دیکھو کہ تم کس حال میں ہمارے

سا منے پڑے ہوئے ہو" — مادام نے بڑے طنزیہ لہجے میں ان تینوں
 سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میری زندگی" — میری روح" — شاکل نے دوبارہ اپنا رول ادا کرنا
 شروع کر دیا۔

"شٹ اپ!" — تمہاری یہ ہوتو فائدہ اداکاری مزید نہیں چل سکتی — مجھے
 تمہارا شجرہ نصب معلوم ہے — اسے بتاؤ کہ یہ کون ہے" — مادام نے
 غصے سے ہیر پٹختے ہوئے ساتھ کھڑے مسلح شخص سے مخاطب ہو کر کہا۔
 "یہ حکومت روسیہ کا ٹاپ سیکرٹ ایجنٹ شاکل ہے" — ساتھ کھڑے
 ہوئے شخص نے فوراً جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اور ان دونوں کو بھی بتا دو کہ یہ کون ہیں" — مادام نے طنزیہ لہجے
 میں کہا۔

"یہ حکومت شوگران کا ٹاپ سیکرٹ ایجنٹ چوٹان ہے" — اور یہ ایکریمیا
 کا مسٹر بلیک ہے" — ساتھ والے شخص نے باقی دونوں کا بھی تعارف
 کراتے ہوئے کہا۔

"انہیں تفصیل سے بتاؤ کہ یہ یہاں کیا کرنے آئے تھے — تاکہ انہیں
 معلوم ہو کہ وہ ایسے لوگوں سے ٹکرانے آئے تھے جو ناقابل تسخیر ہیں" — مادام
 نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔

"روسیہ — شوگران اور ایکریمیا کی حکومتوں نے ہماری تنظیم کے خاتمے کے
 لئے اپنے ٹاپ سیکرٹ ایجنٹوں پر مشتمل ٹیم منتخب کی تھی — جس میں روسیہ
 کی طرف سے شاکل اور ایک لیڈی سیکرٹ ایجنٹ مس بوہرہ — شوگران
 کی طرف سے یہ چوٹان اور ایک لیڈی سیکرٹ ایجنٹ کاشاکی — اور ایکریمیا

کی طرف سے یہ مسٹر بلیک اور لیڈی سیکرٹ ایجنٹ مارگریٹ شامل تھی۔ عورتوں اور مردوں نے علیحدہ علیحدہ ٹیمیں بنالیں اور ہمارے خلاف کام شروع کر دیا۔ اس نے تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔

”مختصر بات کرو۔ زیادہ تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔“

مادام نے اسے ٹوکتے ہوئے کہا۔

”یس مادام!۔۔۔ مختصر ایہ کہ وہ تینوں عورتیں پرنٹنگ سیل کو تباہ کرتی ہوئی خود بھی ہلاک ہو گئیں۔۔۔ اور یہ تینوں ہمارے ہتھے چڑھ گئے۔ ان میں سے شاکل شرابی بن کر اندر داخل ہوا۔ اور چکنگ کارڈ میں سے گزرتے ہوئے پکڑا گیا۔۔۔ باقی دو دریا کی طرف سے گٹر میں سے داخل ہوئے اور پکڑے گئے۔“

اس نے بات مکمل کرتے ہوئے کہا۔

”سُن لیا تم نے۔۔۔ بڑے۔۔۔ سیکرٹ ایجنٹ بنے پھرتے تھے۔۔۔ جب تک اونٹ پہاڑ کے نیچے نہ آئے۔۔۔ وہ اپنے آپ کو سب سے بلند سمجھتا ہے۔“

مادام نے طنز یہ انداز میں ان تینوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

”تم ہی مادام کیٹ ہو۔“

شاکل نے اس بار بڑے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

”ہاں!۔۔۔ اور یہ تمہاری آخری خوش قسمتی ہے کہ تم زندہ آنکھوں سے میرا دیدار کر رہے ہو۔۔۔ اب مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔“

مادام نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور اس کی بات سنتے ہی چاروں طرف موجود مسلح افراد نے ہاتھوں میں پکڑی ہوئی برین گنیں سیدھی کر لیں۔ وہ تینوں بھی مسلح افراد کا یہ انداز دیکھ کر اچھل کر کھڑے ہو گئے۔

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

”سُو مادام!۔۔۔ اب بھی وقت ہے کہ تم ہماری پناہ میں آ جاؤ۔ تاکہ تمہاری اس شیطانی تنظیم کے خاتمے کے ساتھ تمہاری بڑیاں بھی ہمارے ہاتھوں علیحدہ نہ ہوں۔“

شاکل نے بڑے گھمبیر لہجے میں کہا۔ اور مادام اسے حیرت سے دیکھنے لگی اور اس کے ذہن میں فہم یہ خیال آیا کہ شاید موت کو سامنے دیکھ کر اس کا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ اس کے لبوں پر علی سی مسکراہٹ تیرنے لگی اور پھر اس نے ایک قدم پیچھے کی طرف ہٹایا۔

”میں جھک کر تمہیں درخواست کرتا ہوں کہ ہماری بات مان جاؤ۔“

اچانک چو شان نے اپنے قدموں پر ہی جھکتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ مادام اس کے اس اچانک رکوع کے بل جھکنے پر حیرت کا اظہار کرتی، چو شان ایک جھٹکے سے سیدھا ہوا اور اس کے ہاتھ میں پکڑا ہوا اپنا بوٹ پوری قوت سے جھت کے درمیان میں لٹکنے والے اکلوتے بلب پر جا پڑا اور ایک ہلکے سے دھماکے سے کمرے میں یکدم گہرا اندھیرا چھا گیا۔

”خبردار!۔۔۔ گولیاں نہ چلانا۔۔۔ تمہاری مادام ہمارے قبضے میں ہے۔“

اچانک شاکل کی دھڑکمرے میں گونجی اور اس کے ساتھ ہی مادام کی چیخ بلند ہوئی۔

”ایمر جنسی لاسٹ آن کرو۔“

ایک آدمی نے چیخ کر کہا۔

مگر اسی لمحے برین گن کے قہقہے اور مختلف انسانی چیخوں سے کمرہ گونج اٹھا۔ کسی نے فائرنگ شروع کر دی تھی۔

”روکو!۔۔۔ اس فائرنگ کو روکو۔“

اچانک مادام کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

مگر فائرنگ کہاں رکتی تھی۔ اب تو کمرہ مختلف اطراف سے بلند ہونے والے برین گنوں کے قہقہوں سے گونج اٹھا اور ایک بار پھر کمرے میں انسانی چیخیں گونج

اٹھیں۔ اسی لمحے ایک سیل سی چٹ کی آواز ابھری اور کمرہ تیز روشنی میں نہا گیا۔
 سارے کمرے میں انسانی جسموں کے ٹکڑے بکھرے پڑے تھے اور ہر طرف
 خون ہی خون پھیلا ہوا تھا۔ کمرے کے درمیان میں چوٹان پشت کے بل فرش پر
 پڑا ہوا تھا۔ اس کے جسم میں گولیوں کے سینکڑوں سوراخ ہو چکے تھے۔ اس کی کھلی آنکھیں
 بے نور ہو چکی تھیں۔

دوسرے کونے میں بلیک دیوار کے ساتھ گھٹڑی بنا پڑا تھا۔ اس کے ایک
 ہاتھ میں ابھی تک برین گن پکڑی ہوئی تھی مگر اس کے سر کا صرف ایک
 چوٹائی حصہ جسم کے ساتھ باقی رہ گیا تھا باقی تین چوٹائی ادھر ادھر فرش پر بکھرا
 ہوا تھا۔ مادام کے آٹھ آدمی بھی گولیوں کا شکار ہو کر ادھر ادھر بکھرے پڑے تھے۔
 دروازے کے ساتھ والے کونے میں شاکل دیوار سے پشت لگائے کھڑا تھا
 جب کہ مادام اس کے بازوؤں میں لپٹی ہوئی اس کے سامنے تھی۔ اور مادام کے
 سامنے ایک مسلح شخص یوں کھڑا تھا جیسے اُسے ڈھانپنے کی ناکام کوشش کر رہا
 ہو۔ البتہ مادام کا ایک آدمی ہاتھ میں برین گن پکڑے بالکل صحیح سلامت دروازے
 کے دوسرے کونے میں سٹا کھڑا تھا۔

جیسے ہی کمرہ روشن ہوا۔ وہ سب بیک وقت حرکت میں آئے شاکل نے
 پوری قوت سے مادام اور اس کے سامنے کھڑے ہوئے آدمی کو دوسرے آدمی
 پر دھکیلا اور پھر اس نے قریب ہی ایک لاش کے قریب پڑی ہوئی برین گن
 کی طرف چھلانگ لگا دی۔ برین گن جھپٹ کر وہ جیسے ہی سیدھا ہوا۔ اچانک
 برین گن کا تمبھہ ایک بار پھر کمرے میں گونج اٹھا اور شاکل کے منہ سے بے اختیار
 چیخ نکل گئی۔ گولیوں کی بوچھاڑ اس کے ہاتھوں پر پڑی تھی جن سے اس
 نے برین گن سنبھال رکھی تھی اور پھر برین گن نہ صرف اس کے ہاتھوں سے نکل گئی

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
•
C
O
M

بلکہ شاکل کے ہاتھ کئی انگلیوں سے بھی محروم ہو گئے۔ ہاتھوں پر پڑنے والی
 گولیوں نے انگلیوں اور اڑادی تھیں جیسے وہ سرے سے موجود ہی نہ ہوں
 مگر دوسرے لمحے شاکل کسی گیرندہ کی طرح اپنی جگہ سے اچھلا اور سامنے موجود
 برین گن بواہ آدمی سے پوری قوت سے جا بھکرایا۔ اس کی دونوں ٹانگیں تینچی کی
 طرح اس آدمی کی گردن میں پڑیں اور اس کے ساتھ ہی شاکل ہوا میں قلابازی
 کھا گیا اور اس آدمی کی دردناک چیخ سے کمرہ گونج اٹھا جس کی گردن شاکل
 کی ٹانگوں میں پھنسی ہوئی تھی شاکل نے اتنی تیزی سے قلابازی کھائی تھی کہ
 وہ آدمی اتنی تیزی سے اس کے ساتھ نہ گھوم سکا تھا اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس
 کی گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی اور وہ ایک ہی چیخ مار سکا۔ اس کے بعد اس کی
 روح اس کے جسم سے پروانہ کرنے پر مجبور ہو گئی تھی۔

شاکل نے نیچے گرتے گرتے دروازے کی طرف بھاگتی ہوئی مادام کی
 ٹانگوں کی طرف ہاتھ بڑھا دیا اور پھر اس کی ایک ٹانگ اس کے ہاتھوں
 میں آگئی اور اس نے جیسے ہی قلابازی کھائی مادام بھی اس کے ساتھ ہی
 قلابازی کھا کر اس کے قریب ہی فرش پر آگری۔ شاکل نے دونوں ٹانگیں
 سمیٹیں اور پھرتی سے مادام کو کچل کر اٹھنے کی کوشش کی۔

مگر اسی لمحے مادام کا ایک دوسرا آدمی ایک برین گن جھپٹنے میں کامیاب
 ہو گیا۔ پھر جیسے ہی شاکل نے اٹھنے کی کوشش کی تو اس آدمی نے پوری
 قوت سے برین گن کا دستہ شاکل کے سر پر مار دیا۔ مگر شاکل آخری لمحے میں
 تیزی سے ایک طرف ہٹ گیا اور برین گن کا دستہ اس کے سر پر پڑنے کی
 بجائے اس کے دائیں کندھے پر پڑا اور شاکل کے حلق سے چیخ نکل گئی۔
 کیونکہ اس کے کندھے کی ہڈی ٹوٹ گئی تھی اور دایاں بازو بیکار ہو گیا تھا۔

چونکہ اسی ہاتھ سے اس نے مادام کی ٹانگ پکڑ رکھی تھی اس لئے کندھے پر ضرب پڑتے ہی اس کی ہاتھ کی گرفت مادام کی پسٹلی پر سے ختم ہو گئی اور مادام اچھل کر کھڑی ہو گئی۔

مادام کے آدمی نے تیزی سے برین گن کو واپس اٹھایا۔ وہ شاید شاکل کے سر پر دوسرا وار کرنا چاہتا تھا کہ شاکل نے بجلی کی سی تیزی سے اپنے جسم کو سیٹا اور پھر اس کا پورا جسم سمٹ کر توپ کے گولے کی طرح اس آدمی کے سینے سے ٹکرایا اور وہ دونوں ایک دوسرے سے ٹکرا کر پھیل دیوار سے ایک دھماکے سے ٹکرا کر نیچے گر پڑے۔

شاکل کی خوفناک ٹکر نے اس آدمی کے سینے کی ہڈیاں توڑ ڈالی تھیں۔ ادھر شاکل کا دایاں ہاتھ بیکار ہو چکا تھا اور اس کے دونوں ہاتھ نہ خمی تھے اس لئے نیچے گرنے کے بعد ان دونوں نے بیک وقت اٹھنے کی کوشش کی مگر اسی کوشش میں ایک بار پھر وہ دونوں ایک دوسرے سے ٹکرا کر نیچے گر پڑے۔

ادھر مادام جیسے ہی شاکل کی گرفت سے آزاد ہو کر سیدھی ہوئی اس نے انتہائی تیزی سے ایک طرف پڑی ہوئی ایک برین گن اٹھالی اور اس نے اس کا رخ ان دونوں کی طرف کیا۔

وہ دونوں اس وقت دوبارہ ٹکرا کر نیچے گرنے کے بعد ایک بار پھر اٹھنے کی کوشش میں مصروف تھے کہ مادام نے برین گن کا ٹریگر دبا دیا اور گولیوں کی بوچھاڑ نے ان دونوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔

ان دونوں کے جسم ایک لمحے کے لئے تڑپے پھر فرش پر پھیلتے چلے گئے۔ مادام نے اس وقت تک برین گن کے ٹریگر سے

ہاتھ نہ ہٹایا جب تک برین گن کا پورا میگزین نہ ختم ہو گیا اور بلا مبالغہ سیکڑوں گولیاں ان دونوں کے جسموں میں ترار ہو چکی تھیں اور ان دونوں کے جسم یوں چھینے ہو گئے تھے جیسے انسانی جسم نہ ہوں بلکہ شہد کے مکھیوں کے چھتے ہوں۔

• ہوں! — بڑے آئے تھے پُرسیکرٹ ایجنٹ بن کر —
مادام نے بڑے عقارت آمیز انداز میں ایک طرف تھوکتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتی دروازے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ شاکل، بلیک اور چوٹان کے ساتھ ساتھ مادام کے دس افراد کی لاشیں وہیں کمرے میں ہی پڑی رہ گئیں۔

” ہاں! — میں نے سوچا کہ تم اکیلے ہی سیر کیوں کرو — مجھے بھی حق ہے سیر کرنے کا“ — عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”ہمارے ساتھ بہت بڑا دھوکہ ہوا ہے“ — صفدر نے جواب دیا اور پھر اس نے تفصیل سے ہوٹل سے نکل کر یہاں تک پہنچنے کی سب کھانی سنا دی۔

”سنو صفدر! — ان فرش پر پڑی ہوئی چھپکلیوں کو ہوش میں لے آؤ۔ تاکہ آگے بڑھنے کے لئے کوئی اقدام کیا جاسکے۔ دراصل ہم سب ہی سے بنیادی غلطی ہوئی ہے۔ ہم اتنی خوفناک اور بین الاقوامی تنظیم کا خاتمہ کرنے کے لئے اس ملک میں ایسے وارد ہوئے ہیں۔ جیسے کوئی شخص مجھلیوں کا شکار کھیلنے کے لئے دریا پر جاتا ہے۔ اور اب ہمیں اس غلطی کا ازالہ کرنا ہے“ — عمران کا لہجہ اتنا سنجیدہ تھا کہ صفدر کے جسم میں بے اختیار سردی کی لہریں دوڑنے لگیں۔ وہ عمران کے اس مخصوص موڈ کو اچھی طرح پہچانتا تھا۔ عمران پر یہ موڈ کبھی کبھی ہی طاری ہوتا تھا۔ اور صفدر جانتا تھا کہ جب عمران پر ایسا موڈ طاری ہو تو پھر ہر طرف خون ہی خون بکھر جاتے گا۔ نجانے کتنے لوگ اس کے اس خونی موڈ کی بھینٹ چڑھیں گے۔

صفدر نے انتہائی پھرتی سے فرش پر بکھرے ہوئے سیکرٹ سرورس کے افراد کو ہوش میں لانا شروع کر دیا۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد جو زت سمیت سب لوگ ہوش میں آچکے تھے۔

”باس! — میں کہاں ہوں“ — بہ جو زت نے ہوش میں آتے ہی پوچھا۔

”جہاں لوگ دہسکی کی ڈبل بوتلیں پینے کے بعد پہنچ جاتے ہیں“ — عمران

RA
AF
RE
XO
@
HO
TM
A
IL
•
CO
M

صفدر کی جیسے ہی آنکھ کھلی وہ اچھل کر بیٹھا گیا اور پھر وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہ اسی کمرے کے فرش پر بیٹھا ہوا ہے جہاں انہیں بیہوش کیا گیا تھا۔

”ہوش میں آگئے صفدر صاحب! — سیر ہو گئی شہر کی“ — بہ اچانک عمران کی آواز صفدر کے کانوں سے ٹکرائی اور وہ سچ مچ حیرت کے مارے گرتے گرتے بچا۔

صفدر نے مڑ کر دیکھا تو عمران بڑے اطمینان سے کمرے کے ایک کونے میں دیوار سے پشت لگائے آلتی پالتی مارے یوں بیٹھا تھا جیسے بد مذہب کا کوئی پیرو رہنما مخصوص عبادت میں مصروف ہو۔ اس کے چہرے پر گہرا اطمینان تھا۔

”عمران صاحب! — آپ“ — بہ صفدر نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

ایک چھوٹے سے سوراخ میں انگلی ڈالنے لگا۔ یہ سوراخ دروازے کے ذریعہ کے
ساتھ ہی دیوار میں موجود تھا۔ سوراخ اتنا چھوٹا تھا کہ عمران کی چھوٹی انگلی کی
صرف پہلی پور ہی اس کے اندر جاسکی۔

عمران نے تیزی سے اپنا بوٹ اتارا اور پھر اس کی ایڑی کو مخصوص انداز میں فرش پر مارا۔ دوسرے لمحے جوتے کی ایڑی خود بخود علیحدہ ہوتی چلی گئی اور عمران نے ایڑی والی جگہ پر جوتے سے چمٹی ہوئیں تانبے کی کئی چھوٹی چھوٹی پتیوں میں سے ایک پتی کو ناخن سے اکھیڑا اور پھر پتی کو احتیاط سے ایک طرف فرش پر رکھ کر اس نے ایڑی کو اٹھا کر دوبارہ مخصوص انداز میں جوتے میں فٹ کر دیا اور جوتا دوبارہ پہن لیا۔ اب اس نے اس چھوٹی سی پتی کو اٹھا لیا۔ یہ پتی آدھا انچ چوڑی ایک انچ لمبی تھی اور بالکل چمٹی تھی عمران نے پتی کا ایک سر اس سوراخ میں ڈالا اور جب آدھی پتی سوراخ میں داخل ہو گئی تو اس نے باقی آدھی پتی کو جھٹکا دیکر اوپر کی طرف موڑ دیا۔ اور پھر بجلی کی سی تیزی سے پیچھے ہٹتا چلا گیا۔

”سب لوگ دیواروں سے سمٹ جاؤ۔۔۔ ابھی یہ دروازہ اکھڑ جائے گا۔۔۔ پھر جس حد تک ممکن ہو سکے کمرے سے نکل کر ہتھیاروں پر قبضہ کرنے کی کوشش کرنا۔۔۔“ عمران نے ہدایات دیتے ہوئے کہا مگر ابھی اس کا فقرہ پوری طرح مکمل نہ ہوا تھا کہ ایک زوردار دھماکے میں اس کی آواز دھڑکتی چلی گئی۔

یہ دھماکہ دروازے پر ہوتا تھا اور پھر دھماکے کے ساتھ، سی کمرہ گمہ دو غبار
میں ڈوبتا چلا گیا۔

چند لمحوں بعد جب گرد و غبار ہٹا تو پورا دروازہ ہی غائب ہو چکا تھا اور

RAFREXO@HOTMAIL.COM

دروازے کے قریب ہی اینٹوں کے ڈھیر اور لوہے کے ٹکڑے بکھرے پڑے تھے اور دروازے کی دوسری طرف موجود گیلری صاف نظر آرہی تھی۔ اور پھر سب سے پہلے عمران اٹھ کر دروازہ کی طرف بھاگا اور پھر اس کے پیچھے باقی لوگ بھی بھاگتے چلے گئے۔

راہداری میں دوڑتے ہوئے وہ اس چھوٹے سے کمرے میں پہنچ گئے جس کا دروازہ راہداری میں کھلتا تھا۔ اور پھر جیسے ہی وہ کمرے میں داخل ہوئے کمرہ خود بخود کسی لفٹ کی طرح اوپر اٹھتا چلا گیا۔ اور عمران نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر سب کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ اور وہ سب کمرے کی دیواروں سے چھٹ کر کھڑے ہو گئے۔ کیونکہ وہ عمران کا اشارہ سمجھ گئے تھے کہ یہ لفٹ اوپر سے کسی نے منگوائی ہے۔ ظاہر ہے کوئی اس دھماکے کی وجہ جاننے کے لئے نیچے آنا چاہتا ہوگا۔

ایک لمحے بعد لفٹ خود بخود رک گئی اور پھر اس کا دروازہ کھل گیا اور دو نقاب پوش بڑے مطمئن انداز میں اندر داخل ہوئے۔ وہ دونوں برین گنوں سے مسلح تھے۔

مگر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتے، عمران اور صفدر ایک وقت ان دونوں پر ٹوٹ پڑے اور ایک لمحے میں وہ دونوں ان کے بازوؤں کے نیچے میں کسے گئے۔ عمران نے نقاب پوش کی گردن کے گرد جمائل بازو کو ایک زبردست جھٹکا دیا اور جھٹک کی آواز کے ساتھ ہی اس آدمی کا چہرہ ایک لمحے کے لئے بگڑتا چلا گیا۔ دوسرے لمحے اس کی گردن ایک طرف ڈھلک گئی اور عمران نے دھکا دے کر اسے نیچے پھینک دیا۔

صفدر البتہ دوسرے کو بازوؤں میں کسے کھڑا تھا۔ اس کا بازو اتنی مضبوطی

سے اس آدمی کی گردن میں کسا ہوا تھا کہ اس آدمی کی آواز نکلتی تو ایک طرف وہ سانس بھی بڑی مشکل سے لے رہا تھا۔

"مارکر چینک دو اسے" — عمران نے انتہائی سفاک لہجے میں صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور پھر پہلے آدمی کے کندھے سے لٹکی ہوئی برین گن سنبھال کر وہ کھلے دروازے سے باہر نکل گیا۔

یہ گیلری باہر برآمدے تک چلی گئی تھی۔ گیلری میں تو کوئی شخص موجود نہ تھا البتہ برآمدے میں مسلح افراد کے چلنے پھرنے کی آوازیں آرہی تھیں عمران اور سیکرٹ سروس کے دوسرے ممبران دیوار کے ساتھ لگے لگے برآمدے کی طرف بڑھنے لگے۔ صفدر بھی ان کے ساتھ آ رہا تھا۔ اس کے ہاتھ میں بھی برین گن تھی۔

وہ سب بڑی آہستگی سے قدم بڑھا رہے تھے کہ اچانک صفدر نیڑی سے مڑا۔ اسے اپنے پیچھے آہٹ کا احساس ہوا تھا اور پھر دوسرے لمحے عمران سمیت تمام ممبران بڑی طرح اچھل پڑے جب صفدر کی برین گن سے نکلنے والی گولیوں کی آواز سے گیلری گونج اٹھی۔ صفدر نے ایک دروازے کی آڑ سے نکلنے والے دو افراد کو گولی مار دی تھی جو برین گنیں اٹھاتے ان پر فائر کھولنے ہی والے تھے۔ اور دوسرے لمحے عمران نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی برین گن کا ٹریگر دبا دیا اور دو افراد گیلری کے سامنے کے درجے میں اس کی گولیوں کا شکار ہو گئے۔ وہ شاید اس اچانک فائرنگ کا پتہ کرنے کیلئے دروازے پر نمودار ہوئے تھے۔

اب صورت حال انتہائی خطرناک ہو چکی تھی۔ صفدر اور عمران کے علاوہ باقی سب نہتے تھے اور کھلی جگہ پر تھے۔ جبکہ بلڈنگ میں سجانے کتنے مسلح افراد

موجود تھے گیلری میں مختلف کمروں کے دروازے تھے۔

”ان کمروں میں گھس جاؤ۔۔۔ جلدی کرو۔۔۔“ عمران نے چیخ کر اپنے ساتھیوں سے کہا اور پھر جو لیا سمیت سب افراد تیزی سے کمروں کے دروازوں پر زور آزمائی میں مصروف ہو گئے۔

توزن کی ایک ہی ٹکر نے ایک دروازے کے پٹیوں کھول دیئے جیسے اس نے بند ہونے کا صرف تکلف ہی کر رکھا ہو۔ دوسرا دروازہ کیپٹن نے کھول لیا اور پھر عمران اور صفدر کے علاوہ باقی سب افراد ان کمروں میں غائب ہو گئے عمران گیلری کی دیوار کے ساتھ چٹا ہوا مسلسل فائرنگ کر رہا تھا لیکن اس کی ریڈی میڈ کھوپڑی مسلسل اس صورت حال سے بچ نکلنے کی تدابیر کرنے میں مصروف تھی۔ کیونکہ میگزین کسی وقت بھی ختم ہو سکتا تھا اور اس کے بعد وہ بھیگے ہوئے چوہوں کی طرح مار ڈالے جاتے۔

فائرنگ کے ساتھ ساتھ وہ دونوں تیزی سے گیلری کے کناروں کی طرف کھسکتے جا رہے تھے۔ صفدر اب مقابل کی دیوار کے ساتھ چٹا ہوا چل رہا تھا وہ بیک وقت دونوں اطراف میں نگاہ رکھے ہوئے تھے۔ گیلری کے کنارے پر پہنچ کر عمران نے صفدر کی طرف دیکھتے ہوئے مخصوص انداز میں آنکھیں جھپکا کر آئی کوڈ میں اُسے وہیں رک کر فائرنگ کرنے کا پیغام دیا اور جیسے ہی صفدر نے سر ہلا کر اس کی تجویز سے اتفاق کیا عمران نے فائرنگ روکی اور پھر توپ سے نکلے ہوئے گولے کی طرح وہ بھاگتا ہوا برآمدے کے ستون کی آڑ میں جا کھڑا ہوا۔ جب کہ اس دوران صفدر نے مسلسل فائرنگ جاری رکھی۔ عمران جیسے ہی ستون کی آڑ میں پہنچا ستون پر گولیوں کی بارش ہو گئی مگر عمران صرف ایک لمحے پہلے ستون کی آڑ میں پہنچ چکا تھا اب عمران نے

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

برآمدے میں موجود مسلح افراد کا جائزہ لے لیا تھا۔

برآمدے میں اس وقت پانچ مسلح افراد موجود تھے اور پھر عمران کی برین گن نے مسلسل قہقہے برسانے شروع کر دیئے۔

عمران پر بھی گولیوں کی بارش ہوئی۔ مگر عمران ایسے اینگل پر تھا کہ دونوں اطراف میں سے کسی طرف کی گولی بھی اس کے جسم کو نہ چھو سکتی تھی اور پھر زیادہ سے زیادہ پانچ منٹ کے اندر عمران نے برآمدے میں موجود پانچوں افراد کو لاشوں میں تبدیل کر دیا۔

”صفدر!۔۔۔ باہر آ جاؤ۔۔۔ اور دوسرے لوگوں کو بھی بلاؤ“ عمران نے چہیتے ہوئے کہا۔

اور پھر صفدر برآمدے میں آنے سے پہلے کمروں میں گھسا اور پھر صفدر کے ساتھ باقی سب افراد بھی برآمدے میں آ گئے۔

کیپٹن شکیل اور صدیقی نے ان دو افراد کی برین گنیں اٹھالی تھیں جنہیں گیلری کے لپشتی حصے پر گولی ماری تھی اور باقی برین گنیں باقی افراد نے سنبھال لیں۔ اب وہ سب مسلح ہو چکے تھے۔

”میرے خیال میں ان لوگوں کے علاوہ عمارت میں اور کوئی آدمی نہیں ہے۔“ کیپٹن شکیل نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”سوائے صفدر اور تنویر کے باقی سب لوگ باہر نکل کر عمارت کی نگرانی کرو صفدر اور تنویر عمارت کے کمروں کی اچھی طرح تلاشی لیں گے۔“ کوئی بھی

کام کی چیز مل جائے تو اُسے اٹھا لینا۔۔۔ میں یہاں اندر آنے والوں کی خبر لوں گا۔۔۔ اور باہر سے نگرانی کرنے والے جیسے ہی کسی کو آتے محسوس کریں۔۔۔ وہ کار کے ٹائروں کے چہیتے کا مخصوص کوڈ دیں گے۔ تاکہ

ہم لوگ ہوشیار ہو جائیں۔“ — عمران نے سب کو باقاعدہ ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

اور سب ممبروں نے اس کی تائید میں سر ہلا دیتے اور پھر صفدہ اور تنویر کے علاوہ باقی تمام ممبران جن میں جوزف بھی شامل تھا تیزی سے عمارت سے باہر کی طرف دوڑتے چلے گئے۔

عمران نے ایک دیوار کے ماتھے موجود قد آدم باڑ کو چھپنے کے لئے منتخب کیا اور پھر وہ برین گن لئے اس باڑ کے پیچھے بیٹھ گیا۔ — جبکہ صفدہ اور تنویر عمارت کے اندر واپس گھستے چلے گئے۔

RA
AF
FRE
XO
@H
OT
M
A
I
L
•
C
O
M

مادام بیوروم سے نکل کر جیسے ہی اپنے مخصوص کمرے میں پہنچی۔ اُسے کمرے میں بلی کی مخصوص میاؤں میاؤں کی آواز سنائی دی اور مادام انتہائی تیزی سے دوڑتی ہوئی اس الماری کی طرف بڑھتی چلی گئی جس میں سے بلی کی آواز ابھر رہی تھی اس نے الماری کے ہینڈل کو مخصوص انداز میں اوپر نیچے کیا تو الماری کے پٹ سکریں کی طرح روشن ہو گئے اور گہرے سیاہ رنگ کی بلی کا ہیولہ اس پر ابھر آیا جس کی تیز سرخ آنکھیں مادام کو گھور رہی تھیں۔

”مادام سپیکنگ میڈم۔“ مادام نے موؤبانہ لہجے میں کہا۔
”میڈم کیٹ فرام دس اینڈ۔“ مجھے اطلاع ملی ہے کہ پرنٹنگ ہیڈ کو آرڈر تباہ کر دیا گیا ہے۔“ میڈم کیٹ کی غراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

”ایس میڈم۔“ آپ کو ملنے والی اطلاع درست ہے۔ پورا پرنٹنگ ہیڈ کو آرڈر تباہ کر دیا گیا ہے۔“ مادام نے خوفزدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس اطلاع کی تصدیق کرتے وقت اس کا رواں رواں

کانپ رہا تھا۔ مگر ظاہر ہے اطلاع کی تصدیق تو اسے کرنی ہی تھی۔

"کیا کہہ رہی ہو مادام۔۔۔ کیا میں نے ہیڈ کوارٹر تمہارے حوالے اسی لئے کیا تھا کہ تم ہر چیز تباہ کروا کر رکھ دو؟" میڈم کیٹ اس بُری طرح چیخی کہ مادام جھٹکا کھا کر پیچھے ہٹ گئی۔ اسے یوں محسوس ہوا جیسے اسے کسی نے کوڑا مار دیا ہو۔

"م۔۔۔ میڈم!۔۔۔ وہ سپراپوزر کی لیڈی سیکرٹ ایجنٹس نے کہا تھا کہ وہ یہ ہے۔ ہم سوچ بھی نہ سکتے تھے کہ وہ ایم۔ ایم تھراپی کو بھی ڈاج ڈینے میں کامیاب ہو جائیں گی۔ وہ تینوں خود تو مر گئی ہیں۔ لیکن انہوں نے ہمیں بھی ناقابل تلافی نقصان پہنچایا ہے۔" مادام نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ایم۔ ایم تھراپی کو کون ڈاج دے سکتا ہے؟ ایسا ناممکن ہے۔" تفصیل بتاؤ۔" میڈم نے چیختے ہوئے پوچھا۔ اور مادام نے نمبر نوٹسے علی ہوئی رپورٹ حرف بحرف دہرا دی۔

"ہوں!۔۔۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ سیکرٹ ایجنٹس واقعی انتہائی خوفناک اور حیرت انگیز صلاحیتوں کی مالک تھیں۔۔۔ ورنہ ایسا ہونے کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔۔۔ چلو وہ تینوں تو ختم ہو گئیں۔ مگر ان کی جینیٹس ٹیم کا کیا ہوا۔۔۔ کہیں وہ مین ہیڈ کوارٹر ہی نہ تباہ کر دیں؟" اس بار میڈم کے لہجے میں جھلاہٹ اور غصے کے اثرات قدرے کم تھے۔

"میڈم!۔۔۔ میں چند لمحے پہلے ان تینوں کا خاتمہ کر کے آ رہی ہوں۔" مادام نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اس نے بلیوروم میں ہونے والی تمام کارروائی تفصیل سے سنا دی۔

"ویری گڈ!۔۔۔ یہ ایک اچھا کام ہوا ہے۔۔۔ اب ہمارے مقابلے میں پرنس آف ڈھمپ کی ٹیم باقی رہ گئی ہے۔۔۔ تم نے بتایا تھا کہ وہ بھی گرفتار ہو چکے ہیں۔" میڈم نے اس بار کافی نرم لہجے میں کہا۔

"لیس میڈم!۔۔۔ میری نمبر نان سے بلیوروم جانے سے پہلے بات ہوئی تھی۔۔۔ وہ سب سیکشن نان ہیڈ کوارٹر میں قید ہیں۔۔۔ اور میرا خیال ہے کہ اب انہیں بھی بلیوروم میں منگوا کر ان کا خاتمہ کر دوں۔" مادام نے جواب دیا۔

"نہیں!۔۔۔ وہ لوگ ان سے بھی زیادہ خطرناک ہیں۔ انہیں یہاں مت بلواؤ۔۔۔ بلکہ تم خود سیکشن نان ہیڈ کوارٹر چلی جاؤ اور اپنے سامنے ان لوگوں کی بوٹیاں اڑا دو۔۔۔ اور سنو!۔۔۔ میں کل ہیڈ کوارٹر پہنچ رہی ہوں۔۔۔ میرے آنے تک ان کی لاشیں محفوظ رکھنا۔۔۔ میں خود ان کی موت کی تسلی کرنا چاہتی ہوں۔۔۔ اور ان سپراپوزر سیکرٹ ایجنٹس کی لاشیں بھی ابھی ست پھینکوانا۔۔۔ میں خود چیک کروں گی۔" میڈم نے بیات دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے میڈم!۔۔۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہوگی۔" مادام نے مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اور اینڈ آل۔" میڈم نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی الماری کی سکرین تاریک ہو گئی۔

مادام نے ہینڈل کو دوبارہ ایڈجسٹ کیا اور مچھر مڑ کر وہ تیزی سے مینز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی طرف بڑھ گئی۔ اس نے ریسور اٹھا کر ایک نمبر ڈائل کیا۔

"لیس مادام!۔۔۔ دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
•
C
O
M

”بلوروم سے غیر ملکی ایجنٹوں کی تین لاشیں اٹھا کر کوئلہ روم میں ڈلوادو۔
اور باقی اپنے آدمیوں کی دس لاشیں دریا میں پھینکوادو“ — مادام نے ہدایات جاری کرتے ہوئے کہا۔

”بہت بہتر مادام“ — دوسری طرف سے بولنے والی نے مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور مادام نے کمریڈل پر انگلی سے دباؤ ڈال کر دوبارہ نمبر ڈال کرنے شروع کر دیتے۔

”نمبر نائن سپیکنگ“ — رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک سروانہ آواز ابھری۔

”مادام سپیکنگ — کیا پوزیشن ہے“ — ؟ مادام نے پوچھا۔
”مادام! — پرنس آف ڈھمپ اور اس کا حبشی باڈی گارڈ اغوا ہو کر یہاں پہنچ گئے ہیں“ — نمبر نائن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”انہیں کہاں رکھا ہے تم نے“ — ؟ مادام نے پوچھا۔
”مادام! — وہ تہہ خانوں میں بنے ہوئے سٹرائنگ روم میں بیہوش

پڑے ہوئے ہیں۔۔۔ میں نے بیہوش کرنے والی گیس وہاں چھوڑ کر انہیں بیہوش کر دیا تھا۔۔۔ وہ کم از کم دو گھنٹے مزید ہوش میں نہ آسکیں گے۔

پرنس آف ڈھمپ اور حبشی باڈی گارڈ کو سیکشن کے آدمیوں نے ہوٹل کے سٹیل روم میں ہی بیہوش کر دیا تھا۔۔۔ وہ بیہوشی کے عالم میں ہی یہاں لاتے

گئے ہیں“ — نمبر نائن نے تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔
”اس وقت تمہارے ہیڈ کوارٹر میں کتنے آدمی ہیں“ — ؟ مادام نے

کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔
”میرے علاوہ آٹھ مسلح افراد موجود ہیں۔۔۔ بیہوش آدمیوں کو تو ہیڈ کوارٹر

پہنچانے کے لئے دو آدمی ہی کافی ہیں“ — نمبر نائن نے جواب دیا وہ سمجھا تھا کہ شاید مادام اس لئے آدمیوں کی تعداد پوچھ رہی ہے کہ آسانی سے ان بیہوش افراد کو ہیڈ کوارٹر پہنچایا جاسکتا ہے یا نہیں؟

”نہیں! — انہیں ہیڈ کوارٹر لے آنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ میں خود وہیں آ رہی ہوں“ — مادام نے جواب دیا۔

”اوہ! — ٹھیک ہے۔۔۔ میں گیٹ پر آپ کی آمد کے متعلق ہدایات دے دیتا ہوں۔۔۔ گیٹ آپ کو کھولے گا“ — نمبر نائن نے قد سے حیرت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا کیونکہ یہ پہلا موقع تھا کہ مادام خود سیکنڈ ہیڈ کوارٹر میں آ رہی تھی۔

”ٹھیک ہے! — میں تھوڑی دیر میں پہنچ جاؤں گی“ — مادام نے فیصلہ کن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”بہتر مادام! — ارے یہ دھماکہ“ — دوسری طرف سے نمبر نائن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ شاید نمبر نائن نے رسیور رکھ دیا تھا۔

”یہ کیسا دھماکہ تھا۔۔۔؟ جس سے نمبر نائن بوکھلا گیا ہے۔۔۔ بہر حال میں خود جا کر معلوم کرتی ہوں۔۔۔ شاید کسی نے نکلنے کی کوشش کی ہوگی اور نمبر نائن

کے آدمیوں نے اسے اڑا دیا ہوگا“ — مادام نے دل ہی دل میں سوچتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتی غسل خانے کی طرف بڑھتی چلی گئی تاکہ لباس

تبدیل کر کے سیکشن نائن ہیڈ کوارٹر جاسکے۔

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
•
C
O
M

عمران کو جھاڑیوں میں چھپے ہوئے ابھی چند ہی لمحے گزرے ہوں کہ اچانک عمارت کے باہر سے یوں آواز سنائی دی جیسے کسی تیز رفتار کار کے ٹائر کیم بریک لگ جانے کی وجہ سے جین اٹھتے ہوں اور اس کے ساتھ ہی ایک کار کی ہیڈ لائٹس تیزی سے مڑیں اور پھر وہ کھلے ہوئے پھاٹک سے اندر داخل ہو گئیں۔ پھاٹک اتفاق سے سبکدوش سروس کے ممبران نے جانے ہوئے بند نہ کیا تھا۔ کار خاصی تیز رفتاری سے چلتی ہوئی سیدھی پورچ میں آئی اور پھر ایک جھٹکے سے اس کا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان لڑکی تیزی سے باہر نکل آئی۔ اس نے بدن پر انتہائی چست لباس پہنا ہوا تھا۔ لڑکی بے حد خوبصورت اور تیز نظر معلوم ہو رہی تھی۔ پورچ میں لگے ہوئے بلبوں کی روشنی میں اس کے چہرے پر انتہائی سختی کے آثار نمایاں نظر آ رہے تھے۔ وہ حیرت پھری نظروں سے ادھر ادھر دیکھ رہی تھی کہ اچانک اس کی نظریں برآمدے میں پڑی ہوئی پانچ لاشوں پر پڑیں اور وہ یوں اچھلی جیسے اس کے پیروں میں جم پھٹ پڑا ہوا۔ اور اسی لمحے عمران کو بھی احساس ہوا کہ برآمدے میں لاشیں چھوڑ کر اس سے

بہت بڑی حماقت ہوئی ہے۔ وہ انتہائی تیزی سے باڑے کے پیچھے سے نکلا اور پھر اس نے ادھر ادھر دیکھنے کی بجائے اندھا دھند انداز میں پھاٹک کی طرف دوڑ لگا دی کیونکہ اسے معلوم تھا کہ لڑکی لاشوں کو دیکھ کر انتہائی تیزی سے کار میں بیٹھ کر عمارت سے باہر نکلنے کی کوشش کرے گی۔ اور اس کا اندازہ بالکل درست ثابت ہوا جیسے ہی وہ پھاٹک کے قریب پہنچا اسے اپنے پیچھے کار کی تیز لائٹس آتی محسوس ہوئیں عمران نے بڑی پھرتی سے پھاٹک کا ایک دروازہ بند کیا اور پھر وہ دوسرے دروازے کی طرف بھاگا۔ اسی لمحے کار اس کے انتہائی قریب پہنچ گئی۔ کار کی رفتار خاصی تیز تھی۔ عمران نے پوری قوت سے پھاٹک کے در کو دھکیل دیا اور پھر کار کے اگلے حصے کے پھاٹک تک پہنچنے سے ایک لمحہ پہلے پھاٹک کا دوسرا در بند ہو گیا۔ کار کے ٹائروں کے چنچنے کی آواز سنائی دی مگر کار ایک تو خاصی رفتار سے آ رہی تھی دوسرا وہ پھاٹک کے بالکل قریب پہنچ چکی تھی اس لئے بریک لگنے کے باوجود کار ایک زبردست دھماکے سے پھاٹک سے ٹکرا گئی اور پھاٹک سے ٹکرا کر جیسے ہی وہ پیچھے ہٹی، کار کا دروازہ کھلا اور اس لڑکی نے باہر چھلانگ لگا دی۔

”خبردار! — اگر کوئی حرکت کی تو گولی مار دوں گا۔“ عمران نے جو اسی انتظار میں کھڑا تھا انتہائی گزشتہ لمحے میں کہا اور لڑکی یوں رک گئی جیسے چابی بھرے کھلونے کی چابی ختم ہو گئی ہو۔ اس نے اپنے دونوں ہاتھ اوپر اٹھائے۔ اس کے ساتھ ہی وہ گھومتی چلی گئی۔

”کون ہو تم — اور یہاں کیا کر رہے ہو؟“ لڑکی نے انتہائی گزشتہ لمحے میں عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”یہ تو تم بتاؤ گی جان من کہ تم کون ہو؟“ عمران نے ڈھیٹ عاشقوں کے سے انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”مم — میرا نام گارشیا ہے — اور میں بحیری سے ملنے آئی تھی — مگر
برآمدے میں لاشیں پڑی ہیں“ — لڑکی نے اس بار قدم سے سمجھے ہوئے بلجے
میں جواب دیا۔ اس کے چہرے کی درشت تنگی یکدم نرمی میں بدل گئی تھی۔
اسی لمحے عمران نے صفدر اور تنویر کو بھی برآمدے سے نکلتے ہوئے دیکھا۔ وہ
شام کا کار کے پھاٹک سے ٹکرا جانے کی آواز سن کر باہر آئے تھے۔ لڑکی کی چونک
ان دونوں کی طرف پشت تھی اس لئے وہ انہیں آتے نہ دیکھ سکی تھی۔
”واہ — واہ — گارشیا — کتنا خوبصورت نام ہے۔ — اور جتنا تمہارا
نام خوبصورت ہے۔ — اتنی ہی بھیدی اداکاری بھی کر رہی ہو“ — عمران
نے دو قدم آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

”مم — مم — مجھ پر یقین کرو“ — لڑکی نے پہلے سے زیادہ سہمے
ہوئے بلجے میں کہا اور عمران کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ دوڑتی چلی گئی۔
مگر دوسرے لمحے عمران کے دونوں ہاتھوں کو ایک زوردار چھٹکا لگا اور
نہ صرف برین گن اس کے ہاتھ سے نکلتی چلی گئی بلکہ وہ اپنی ہی جھونک میں
تین چار قدم آگے دوڑا چلا گیا۔

لڑکی نے دراصل بجلی کی سی تیزی سے عمران کے ہاتھوں سے برین گن
بھپٹ لی تھی۔ اور پھر جیسے ہی عمران رک کر سیدھا ہوا۔ لڑکی نے برین گن سیدھی
کہ کے اس کا ٹریگر دبا دیا۔ عمران کے لئے بچاؤ کا کوئی راستہ نہ تھا۔

ادھر صفدر اور تنویر کے ہاتھوں میں برین گنیں تھیں مگر وہ بھی لڑکی کی
بے پناہ پھرتی کے سامنے ششدر رہ گئے تھے۔ اس کے علاوہ وہ اس پوزیشن
میں فائر بھی نہ کر سکتے تھے کیونکہ عمران درمیان میں تھا اور لڑکی تک گولیاں پہنچنے
سے پہلے عمران کے جسم میں سوراخ ہو جانے یقینی تھے۔

لڑکی نے جیسے ہی ٹریگر دبا دیا۔ عمران نے انتہائی پھرتی سے فضا میں چھلانگ
لگا کر گریوں سے بچنے کی کوشش کی مگر گریوں سے بچنے کی نوبت ہی نہ آئی
کیونکہ ٹریگر دبانے کے بعد گولیاں چلنے کی آواز آنے کی بجائے ٹریچ کی آواز ہی
سنائی دی تھی۔ عمران کی برین گن میں میگزین پہلے ہی ختم ہو چکا تھا اور اس کے
متعلق عمران کو بھی علم نہ تھا کہ وہ جو برین گن اٹھاتے ہوئے ہے وہ سوائے لاکھی
کے اور کسی کام نہ آسکتی تھی۔

جیسے ہی لڑکی کو احساس ہوا کہ برین گن بیکار ہے اس نے برین گن پوری
قوت سے عمران کی طرف اچھالی اور دوسرے لمحے کسی چھلاوے کی طرح اچھل
کر قریب کھڑی کار پر جا گری اور پلک جھپکنے میں وہ کار کی چھت سے پھسل کر
دوسری طرف جا پڑی۔

صفدر اور تنویر تیزی سے لڑکی کی طرف بھاگے۔ کار کی دوسری طرف ہونے
کی وجہ سے وہ اس پر فائرنگ نہ کر سکتے تھے۔

ادھر عمران تیزی سے پھاٹک کی طرف دوڑا۔ کیونکہ اسے خطرہ تھا کہ لڑکی کار
کی آٹھ میں سے باہر نکل جانے میں کامیاب نہ ہو جائے۔ مگر لان میں موجود گہرے
اندھیرے کی وجہ سے لڑکی ان کی نظروں سے اوجھل ہو گئی۔ اور صفدر اور تنویر
دونوں کار کی دوسری طرف سے ہو کر عمران کے قریب پہنچ گئے۔ مگر لڑکی تو
گدھم کے سر سے ہسٹک کی طرح وہاں سے غائب ہو چکی تھی۔

”وہ لان میں کہیں چھپ گئی ہے۔ — اسے ڈھونڈو“ — عمران
نے چیخ کر کہا اور صفدر اور تنویر دونوں تیزی سے لان کے اس طرف دوڑے
جدھر قد آدم باڑ تھی۔

عمارت کی دیواریں اتنی اونچی تھیں کہ عمران کو یقین تھا کہ لڑکی انہیں چھلانگ

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
•
C
O
M

کمر بابر نہیں جاسکتی اس لئے وہ اطمینان سے ہاتھ میں خالی برین گن پکڑے پھاٹک کے پاس کھڑا رہ گیا۔ اسے سب سے زیادہ خطرہ لڑکی کے پھاٹک کی طرف سے نکل جانے کا تھا۔ اس لئے وہ خود اس جگہ سے نہ ہٹا۔

چند لمحوں بعد اچانک عمران کو تنویر کی کراہ سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی تنویر کے گرنے کی آواز سنائی دی اور پھر فضا برین گن کے تمبھوں سے گونج اٹھی مگر ان تمبھوں میں کوئی انسانی چیخ شامل نہ تھی۔

چند لمحوں تک فضا پر بھیاٹک سکوت طاری رہا اور پھر اچانک فضا میں ایک دردناک نسوانی چیخ سنائی دی۔ یوں لگتا تھا جیسے کوئی عورت انتہائی تکلیف دہ انداز میں چیخی تھی۔ اور یہ آواز سن کر عمران انتہائی پھرتی سے اس طرف بھاگتا چلا گیا جدھر سے اسے یہ آواز سنائی دی تھی کیونکہ آواز بتا رہی تھی کہ اس لڑکی کو چھاپ لیا گیا ہے۔

آواز چونکہ لان کے شمالی کونے کی طرف سے آئی تھی اس لئے عمران تیزی سے اوپر بھاگتا چلا گیا۔ مگر ابھی وہ شمالی کونے تک پہنچا بھی نہ تھا کہ اسے پھاٹک کے کھلنے کی آواز سنائی دی اور وہ ایک جھٹکے سے مڑا اور دوسرے لمحوں اس کی آنکھیں خفقت اور زبردستی سے پھٹتی چلی گئیں۔ اس نے لڑکی کو پھاٹک کھول کر باہر جاتے اچھی طرح دیکھ لیا تھا۔

اسی لمحے صفدر اور تنویر بھی بھاگتے ہوئے عمران کے قریب پہنچ گئے۔ وہ نکل گئی۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور پھر پھاٹک کی طرف بھاگنے لگا۔

پھر جیسے ہی وہ پھاٹک کے قریب پہنچا، کھلے ہوئے پھاٹک سے لڑکی جیسے اڑتی ہوئی واپس آئی اور عمران کے قدموں میں آگری۔ پھاٹک پر جوزف کی

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
•
C
O
M

شکل دکھائی دی تھی۔

”مسی چوروں کی طرح نکلی جا رہی تھی باس۔۔۔۔۔ جوزف نے دانت نکالتے ہوئے کہا۔

”کھڑی ہو جاؤ لڑکی!۔۔۔ اس وقت تم دو برین گنوں کے نشانے پر ہو۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا اور لڑکی خاموشی سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔

”بہت خوب!۔۔۔ لطف آگیا۔۔۔ عمران نے اس کی پھرتی کی داد دیتے ہوئے کہا۔

لڑکی خاموش کھڑی بڑی معصومیت سے پلکیں جھپک رہی تھی۔

”تم کراہ کر گرے کیسے تھے؟۔۔۔ عمران نے تنویر سے پوچھا۔

”میرا پر ایک جھاڑی میں اچانک اٹک گیا اور میں گر گیا۔۔۔ مجھے گرتا دیکھ کر صفدر نے فائرنگ کر دی۔۔۔ تنویر نے تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔

”اور تمہاری چیخ تو میں نے شمالی کونے میں سنی تھی۔۔۔ پھر تم اتنی جلدی پھاٹک تک کیسے پہنچ گئیں؟۔۔۔ عمران نے اس بار لڑکی سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”میں کار کے نیچے چھپ گئی تھی۔۔۔ اور مجھے اس طرح چھیننے کی پوری ٹریننگ ہے کہ آواز دوسرے آتی سہ نائی دے۔۔۔ لڑکی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ وہ اتنے مطمئن انداز میں بات کر رہی تھی جیسے دشمنوں کی بجائے بہ دوستوں کی محفل میں کھڑی ہو۔

”تنویر!۔۔۔ اسے اندر لے چلو۔۔۔ میں اس فن میں اس کا شاردو بننا چاہتا ہوں۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”عمران صاحب!۔۔۔ آج میری ایک بات مان لیں۔۔۔ تنویر نے

”اسے ہوش میں لے آؤ“۔ عمران نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا
اور صفدر نے لڑکی کو ہوش میں لے آنے کی کوششیں شروع کر دیں۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

مرڈر سیکشن کا ہر ممبر بہترین نشانہ باز۔۔۔ اعلیٰ درجے کا لڑاکا۔۔۔
سفاک فطرت۔۔۔ اور انتہائی چست و چالاک تھا۔ جب بھی مادام کو کسی آدمی کو
قتل کرنے کی ضرورت پیش آتی۔ وہ مرڈر سیکشن کے انچارج عہد ایم۔ ون کھلاتا تھا

اس کا نام دپتہ بھیج دیتی اور پھر وہ آدمی چلبے کتنی بڑی شخصیت کا مالک کیوں نہ ہوتا۔ چلبے وہ سات حفاظتی حصاروں کے اندر ہی کیوں نہ رہتا ہو۔ مرڈر سیکشن کے آدمی اسے ہر قیمت پر قتل کر دیتے تھے۔ پورے شہر میں ان لوگوں کی اتنی دہشت تھی کہ کسی کے گلے میں بلی کی تصویروں والا سرخ رومال نظر آجاتا تو لوگ اس سے اس طرح خوف کھاتے جیسے انہوں نے مجسم موت کو اپنے سامنے دیکھ لیا ہو۔

ان کے کمرے کے ساتھ ہی مرڈر سیکشن کے انچارج ایم ون کا دفتر تھا۔ یہ ادھیڑ عمر کا شخص تھا مگر قاتلانہ جملوں کے منصوبے بنانے میں اس کا دماغ اتنا زرخیز تھا کہ آج تک اس کا بنایا ہوا منصوبہ کبھی ناکام نہ ہوا تھا۔

اس وقت بھی ایم ون اپنے سامنے ایک فائل رکھے اس کے مطالعے میں غرق تھا۔ یہ فائل ایک شکار کے متعلق تھی جسے ابھی حال میں ہی اس سیکشن نے موت کے گھاٹ اتارا تھا اور سیکشن کے قاتل نے قواعد کے مطابق اس قتل کی تمام تفصیلات کو ڈور ڈوز میں لکھ کر فائل سیکشن کو بھجوا دی تھی تاکہ وہ ریکارڈ کے طور پر سیکشن کی لائبریری میں محفوظ ہو سکے۔

ایم ون فائل کے صفحے پلٹنے میں مصروف تھا کہ قریب پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ ایم ون نے چونک کر ٹیلیفون کی طرف دیکھا اور پھر سیورہ اٹھا لیا۔

”ایم ون سپیکنگ“ ایم ون نے کرخت آواز میں کہا۔
”سیکرٹری ٹو ما دام سپیکنگ“ دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز ابھری۔

”لیس مس“ اس بار ایم ون کے لہجے میں نرمی کی آمیزش تھی۔

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

”ایم ون! — ما دام سیکشن ناٹن کے ہیڈ کوارٹر گئی ہیں تاکہ وہاں موجود خطرناک ترین غیر ملکی جاسوسوں کو اپنے سامنے ٹھکانے لگا سکیں۔ انہیں گئے ہوئے دس منٹ ہو چکے ہیں۔ میں نے انہیں وہاں ایک ضروری پیغام پہنچانے کے لئے کال کی ہے۔ مگر وہاں سے کوئی جواب نہیں مل رہا۔ پھر میں نے ٹیلیفون کرنے کی کوشش کی۔ مگر کسی نے رسیور نہیں اٹھایا۔ مجھے بے حد فکر ہو رہی ہے۔ پہلے تو الیا کبھی نہیں ہوا“ سیکرٹری نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اوہ! کیا ما دام وہاں اکیلی گئی ہیں؟“ ایم ون نے پریشان لہجے میں سوال کرتے ہوئے کہا۔

”ہاں! — بالکل اکیلی گئی ہیں۔ اسی لئے تو مجھے فکر لگ رہی ہے۔ کیونکہ میڈم کیٹ نے ما دام کو آگاہ کیا تھا کہ وہ لوگ انتہائی خطرناک ہیں۔ ان کا تعلق پاکیشیا سے ہے۔ کوئی پرنس آف ڈھپ علی عمران اور اس کے ساتھی ہیں“ سیکرٹری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”علی عمران! — پاکیشیا سے! — کیا کہہ رہی ہیں آپ؟“ ایم ون نے بڑی طرح چونکتے ہوئے کہا۔

”ہاں! — میڈم کیٹ نے یہی نام لیا تھا۔ کیوں کیا ہوا؟“ سیکرٹری نے تشویش بھرے لہجے میں پوچھا۔

”اوہ! — اگر واقعی یہ وہی آدمی ہے تو پھر ہر چیز ہو سکتی ہے۔ میں اسے اچھی طرح جانتا ہوں۔ یہ دنیا کا چالاک ترین شخص ہے۔ مگر یہ لوگ سیکشن ناٹن کے سمجھے کیسے چڑھ گئے؟“ ایم ون نے پوچھا۔
”اس کی تفصیلات کا مجھے علم نہیں ہے۔ بہر حال میرا آپ کو فون

کرنے کا مقصد یہ تھا کہ آپ مادام کا پتہ کریں۔ کہیں وہ کسی مصیبت میں نہ پھنس گئی ہوں۔ سیکرٹری نے جواب دیا۔

”اور کسے!۔۔۔ میں ابھی پتہ کرتا ہوں۔ آپ نے اچھا کیا کہ مجھے اطلاع کر دی۔“ ایم۔ون نے کہا اور پھر اس نے رسیور رکھ کر میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا۔

بٹن دبتے ہی ساتھ ولے چھوٹے کمرے میں گھنٹی کی تیز آواز گونج اٹھی۔ اور مرد سیکشن کے چاروں ممبرز جو تاش کھیلنے میں منہمک تھے، بری طرح چونک پڑے۔ پھر انہوں نے بجلی کی سی تیزی سے تاش کے پتے پھینکے اور جھک کر پیروں میں پڑی ہوئی ٹامی گینس اٹھائیں اور بھاگتے ہوئے ایم۔ون کے کمرے میں پہنچ گئے۔

”فورا سیکشن نمائنہ ہیڈ کوارٹر پہنچو۔۔۔ مادام وہاں گئی ہے۔ اور وہاں سے کوئی رابطہ قائم نہیں ہو رہا۔ ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ وہاں پاکیشیا کا خطرناک ترین جاسوس علی عمران اس کے ساتھی قید ہیں۔ جن کے خاتمے کے لئے مادام وہاں گئی ہے۔ رابطہ نہ ہونے سے مجھے شک پڑا ہے کہ وہاں حالات بدل گئے ہوں گے۔ علی عمران اور اس کے ساتھی دنیا کے خطرناک ترین لوگ ہیں۔ اس لئے تم وہاں جاؤ اور حالات دیکھو۔ جیسی بھی پولیسیشن ہو۔ ویسے ہی اقدام کرنا۔“ ایم۔ون نے انہیں تفصیلی ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

”اگر غیب کی جاسوس وہاں موجود ہوں تو انہیں قتل کرنے کی اجازت ہے۔“ ایک نوجوان نے سپاٹ لہجے میں پوچھا۔

”بالکل اجازت ہے۔۔۔ مادام بھی تو وہاں اسی مقصد کے لئے گئی

ہے۔۔۔ ایم۔ون نے جواب دیا۔

”اور کسے باس!۔۔۔ ہم دیکھتے ہیں کہ وہ کتنے خطرناک جاسوس ہیں۔“

اسی نوجوان نے بڑے مخز یہ لہجے میں کہا۔

”سنو!۔۔۔ ٹرانسپیر ساتھ لے جانا اور مجھے وہاں کی صورت حال کی اطلاع

دینا۔۔۔ ہو سکتا ہے کہ مجھے سیکشن کے اور ممبر بھی کال کرنے پڑیں۔“ ایم۔ون

نے کہا۔

”آپ فکر نہ کریں باس!۔۔۔ پیچاس ساٹھ آدمیوں کے لئے تو ہم چارہ ہی

کافی ہیں۔۔۔ اس سے زیادہ ہوتے تو پھر دیکھا جائے گا۔“ ایک نوجوان

نے کہا اور پھر وہ تیزی سے مڑے اور کمرے سے باہر نکلتے چلے گئے۔ ان کے

تیز تیز قدم پورچ کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ جہاں ان کی مخصوص سپورٹس

کاریں موجود تھیں۔

”میرے خیال میں ایک ہی کار میں چلا جائے۔۔۔ خواجواہ کی بھڑی بھاڑ اچھی

نہیں ہوتی۔“ ان میں سے ایک نے پارکنگ میں پہنچتے ہوئے کہا۔ اور

باقیوں نے اس کی تائید میں سر ہلا دیئے۔ اور پھر وہ سب ایک ہی کار میں سوار ہو گئے

اور کار ایک جھٹکا کھا کر آگے بڑھی اور پھر تیزی سے عمارت میں بنی ہوئی طویل

سرک پر دوڑتی ہوئی ہیڈ کوارٹر میں بنے ہوئے مرد سیکشن کے لئے مخصوص گیٹ

کراس کرتی ہوئی مین روڈ پر آ گئی۔

سیکشن نمائنہ کا ہیڈ کوارٹر الگن روڈ پر تھا اس لئے وہ خاصی تیز رفتاری

سے کار دوڑاتے ہوئے مختلف سڑکوں سے ہوتے ہوئے الگن روڈ کی طرف

بڑھے چلے جا رہے تھے۔ رات کے وقت چونکہ ان سڑکوں پر اتنا زیادہ رش نہ

تھا اس لئے ان کی کار بغیر کسی روک ٹوک کے انتہائی تیز رفتاری سے اپنی

انچارج اور نمبر السون بڑے محتاط انداز میں پھاٹک کی طرف بڑھے چلے

<http://www.esnips.com/web/ImranSeries-MazharKaleem>

”یہاں زبردست جنگ ہوتی ہے۔۔۔ ہر طرف گولیوں کے غول بھرے پڑے ہیں۔۔۔“ غبرالیون نے سرگوشیانہ لہجے میں کہا۔

”ہاں!۔۔۔ معلوم تو ایسے ہی ہوتا ہے۔۔۔ تم یہاں رکو۔۔۔ میں اندر دیکھتا ہوں۔۔۔ ویسے مجھے امید تو نہیں کہ وہ جاسوس اتنی جنگ کے باوجود اس عمارت میں ہوں گے لیکن پھر بھی۔۔۔“ انچار بجنے کہا اور پھر وہ آہستگی سے برآمدے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ وہ ہر ممکن احتیاط سے کام لے رہا تھا۔ برآمدے سے ہوتا ہوا وہ گیدری میں داخل ہوا تو اسے قریبی کمرے میں کسی کی موجودگی کا احساس ہوا۔ جیسے اندر کچھ لوگ موجود ہوں۔ وہ آہستگی سے دروازے کی طرف کھسکا چلا گیا۔

کمرے کا دروازہ بند تھا مگر اس نے جھک کر کی ہول سے آنکھ لگا دی ابھی وہ پوری طرح اندر کا جائزہ بھی نہ لے سکا تھا کہ اچانک اس کی کمر پر زوردار ضرب لگی اور وہ پوری قوت سے دروازے سے ٹکرایا۔ دروازہ شامہ اندر سے کھلا ہوا تھا اس لئے دروازے سے ٹکراتے ہی وہ توپ کے گولے کی طرح اڑتا ہوا کمرے کے اندر جا گرا۔ اور ٹھیک اسی لمحے ٹامی گن کی خونناک آواز سنائی دی اور دوسرے لمحے جوزف کی بھیا تک جینچ سے گیدری گونج اٹھی۔

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

صفدر مادام کو ہوش میں لے آنے کی کوششوں میں مصروف تھا کہ عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

”جوزف!۔۔۔ تم باہر جا کر پہرہ دو۔۔۔ اور سنو!۔۔۔ اگر کسی فہر کی طرف سے کار کے بریکوں کا مخصوص کوڈ سنائی دے تو مجھے ضرور اطلاع دینا۔ کیونکہ مجھے خطرہ ہے کہ کوئی نہ کوئی اس لڑکی کا پتہ کرنے ضرور آئے گا۔“ عمران نے کہا۔

”تم بے فکر ہو جاؤ!۔۔۔ میں جنگلی مکرے کی طرح پوری طرح چوکنا ہو کر پہرہ دوں گا۔۔۔ اور آدمی تو آدمی۔۔۔ مکھی بھی تم تک نہ پہنچ سکے گی۔“ جوزف نے جواب دیا اور پھر وہ مسکراتا ہوا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ اس نے دروازہ باہر سے ہی بند کر لیا تھا۔

اب کمرے میں عمران، صفدر اور تنویر باقی رہ گئے تھے۔ صفدر کی کوششیں جلد ہی رنگ لے آئیں اور وہ لڑکی ہوش میں آگئی۔ ہوش میں آتے ہی اس نے

اپنے جسم کو حرکت دینے کی کوشش کی۔ مگر ظاہر ہے صغیر نے اسے اس طرح باندھا تھا کہ اس کے لئے سولے سر ہلانے کے اور حرکت ناممکن ہو کر رہ گئی تھی۔
 ”ہاں تو محترمہ!۔۔۔ اب جلدی سے اپنا حدود و اربعہ تفصیل سے بتا دو؟“
 عمران نے آگے بڑھتے ہوئے لڑکی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے پوچھا۔
 عمران کے چہرے پر اس قدر سنجیدگی تھی کہ صغیر اور تنویر دونوں اس کا یہ روپ دیکھ کر حیران ہو رہے تھے۔

”بتایا تو ہے کہ میرا نام کارشیا ہے۔۔۔ اور میں جیری سے ملنے آئی تھی۔
 لڑکی نے بڑے جھلائے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

اور عمران جو اس لڑکی کی آنکھوں میں مسلسل دیکھ رہا تھا ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ وہ لڑکی کی ٹاپ کو سمجھ گیا تھا کہ یہ لڑکی تشدد کے سامنے نہیں جھکے گی اور اتنی چالاک و عیار ہے کہ کسی قسم کا بہلاوا بھی کام نہیں دے سکتا۔ اس لئے وہ کوئی ایسی ترکیب سوچ رہا تھا جس سے لڑکی جلد از جلد اصل راز اگل دے کیونکہ عمران کی چھٹی حس بار بار اُسے خبردار کر رہی تھی کہ اس عمارت میں زیادہ دیر تک ٹھہرنا خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔ مگر وہ مجبور تھا کیونکہ شہر میں اس کی نظر میں ایسی کوئی عمارت نہ تھی جہاں وہ اس لڑکی کو لے جاتا۔

اور پھر اسی لمحے عمران کے ذہن میں ایک دلچسپ سی ترکیب آگئی۔ اُسے یقین تھا کہ یہ لڑکی اس ترکیب سے سب کچھ بتا دے گی۔ گو ترکیب انتہائی مضحکہ خیز تھی لیکن عمران عورتوں کی نفسیات سے اچھی طرح واقف تھا اس لئے اس نے اس ترکیب پر عمل کرنے کا فیصلہ کر لیا۔

”میرا خیال ہے کہ یہ لڑکی ضرورت سے زیادہ خوبصورت ہے۔۔۔ اتنی خوبصورت لڑکی ہر آدمی کے لئے خطرہ بن سکتی ہے۔۔۔ اس لئے میرا خیال

ہے کہ پہلے اسے بوڑھا کر دیا جائے۔۔۔ پھر اس سے بات کی جائے۔“
 عمران نے صغیر سے مخاطب ہو کر بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔
 ”وہ کس طرح۔۔۔؟ میں سمجھا نہیں۔۔۔ صغیر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”دیکھو!۔۔۔ اگر ہم نے اس کے دانت توڑ دیئے تو یہ نئے لگوالے گی۔ ناک کاٹ دی تو پلاسٹک سرعری سے دوسری ناک لگ جائے گی۔ آنکھیں نکالنا بہت بڑا ظلم ہے۔۔۔ اور میں اتنا بڑا ظلم نہیں کر سکتا۔۔۔ البتہ اسے بوڑھا کرنے کی ایک ترکیب ایسی ہے کہ جس کا کوئی مداوا نہیں۔۔۔ یہ اس عمر میں بھی ساٹھ سال کی بوڑھی لگے گی۔ اور کوئی آدمی اس کی طرف ایک نظر بھی اٹھا کر دیکھنا بھی گوارہ نہ کرے گا۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”مگر کس طرح۔۔۔؟ اس بار تنویر سے نہ رہا گیا تو وہ بول پڑا۔ اس کی سمجھ میں یہ بات نہ آرہی تھی کہ بیس سال کی لڑکی کو ساٹھ سال کی بڑھیا آخر کیسے بنایا جاسکتا ہے اور وہ بھی اس طرح کہ وہ پھر ٹھیک نہ ہو سکے۔

”سیدھی سی بات ہے کہ اس پر چالیس سال مزید گزار دیتے جائیں۔ اس کی زیادہ سے زیادہ عمر بیس سال ہوگی۔۔۔ چالیس سال گزر جائیں گے تو یہ ساٹھ سال کی ہو جائے گی۔ اور پھر چاہے یہ کچھ بھی کرے، دوبارہ بیس سال کی نہیں ہو سکتی۔“ عمران نے یوں جواب دیا جیسے کوئی شعبہ گرو شعبہ دکھانے سے پہلے حاضرین کو انتہائی تجسس تک لے جاتا ہے۔

”کیا بیوقوفوں جیسی باتیں کر رہے ہو۔۔۔؟ کیا ہم چالیس سال تک اس کے سر پر کھڑے وقت گزرنے کا انتظار کرتے رہیں گے۔؟ تویر نے

RA
AF
FRE
XO
@
HOT
MAIL
•
COM

جھلاتے ہوئے کہا۔

”نہیں دوستو! — یہ چالیس سال دس منٹوں میں گزر جائیں گے۔
دیکھو میں تمہیں سمجھاتا ہوں — انسانی جسم میں بڑھاپا اس طرح آتا ہے کہ
وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ انسانی جسم میں موجود ریگس سست ہوتی چلی جاتی
ہیں۔ اور غلیوں کی حرکت آہستہ آہستہ کم ہوتی چلی جاتی ہے۔ یہ عمل
چونکہ انتہائی آہستگی سے ہوتا ہے اس لئے محسوس نہیں ہوتا اور وقت گزرنے
کے ساتھ ساتھ آدمی بوڑھا ہوتا چلا جاتا ہے۔ میرے پاس ایک ایسی دوا
ہے جو اس عمل کو انتہائی تیز کر دیتی ہے اور جو کام ایک سال میں ہوتا ہے وہ
ایک سیکنڈ میں ہو جاتا ہے۔ اس طرح اس دوائی کی ایک خوراک دس
منٹ میں اس لڑکی کو چالیس چالیس سال آگے دھکیل دے گی۔ اور پھر یہ لاکھ پلاٹک
سرجریاں کرانے لیکن جوانی واپس حاصل ہو سکے گی۔“ عمران نے بڑے
سنجیدہ لہجے میں کہا اور کوٹ کی ایک خفیہ جیب سے اس نے ایک چھوٹی سی شیشی
نکالی جس میں دو چھوٹی چھوٹی گولیاں پڑی ہوئی تھیں۔

”مگر اس سے ہمیں کیا فائدہ ہوگا۔“ صفدر نے پوچھا۔

”فائدہ نہ ہو تو نقصان بھی کیا ہوگا۔ ہم زیادہ دیر تو اس عمارت میں
مٹھ رہے ہیں۔ اور میرا خیال ہے کہ یہ لڑکی غیر اہم اور عام سی لڑکی ہے
جیسی بد معاشوں کی مجرب باتیں ہوتی ہیں۔ بس اسے ذرا سزا دینا چاہتا
ہوں۔“ عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا اور پھر اس نے شیشی
کا ڈھکن کھول کر اس میں سے ایک گولی نکال کر ہتھیلی پر رکھ لی۔

مادام جو گہری نظروں سے عمران کو دیکھ رہی تھی اس کی سنجیدگی دیکھ کر
دل ہی دل میں لرزہ مٹنے لگی۔ اسے یقین نہ آ رہا تھا کہ ایسی کوئی دوا ہو سکتی ہے

مگر وہ جانتی تھی کہ ایسی دوا کا ہونا ناممکنات میں سے بھی نہیں۔ اگر واقعی اس
گولی میں ایسی تاثیر ہوتی تو وہ یکدم ستر سال کی بڑھیا ہو جاتے گی۔ کیونکہ اسے
معلوم تھا کہ اس کی عمر بیس نہیں تیس سال ہے۔ وہ اسی تذبذب میں تھی کہ
اس بات کو سچ سمجھے یا نہیں۔

”اس کا منہ کھولو صفدر! — میں یہ گولی اس کے حلق میں اتار دوں۔
پھر دیکھنا کیا تماشہ ہوتا ہے۔“ عمران نے گولی انگلیوں میں پکڑتے ہوئے
بڑے سنجیدہ لہجے میں صفدر سے مخاطب ہو کر کہا اور صفدر نے مادام کا منہ
کھولنے کے لئے ہاتھ آگے بڑھا دیا۔

”مٹھو! — رک جاؤ۔“ تم ایسا نہیں کر سکتے۔ مجھے معلوم ہے
کہ تم مجھے نفیاتی ڈانچ دے رہے ہو۔“ مادام نے بیک وقت متضاد
باتیں کرتے ہوئے کہا۔

اور عمران سمجھ گیا کہ اس کی ترکیب کار گمراہی ہے۔ لڑکی کے دل میں
اندیشے جاگ اٹھے ہیں اور یہی وہ چاہتا تھا۔

”ابھی پتہ چل جاتے گا محترمہ! — صرف دس منٹ رک جاؤ۔ چلو
صفدر جلدی کرو۔“ خواجہ وقت ضائع ہو رہا ہے۔“ عمران نے
بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

اور صفدر نے ایک بار پھر ہاتھ آگے بڑھا دیا۔

”مٹھو! — خدا کے لئے رک جاؤ۔“ تم جو پوچھنا چاہتے ہو۔ میں
بتا دیتی ہوں۔ مگر ایسا نہ کرو۔“ میری جوانی مجھ سے نہ چھینو۔“ آخر کار
مادام نے ہتھیار ڈالتے ہوئے کہا اور کیوں نہ ڈالتی۔ کچھ بھی ہو، تھی تو عورت۔
اور عورت جتنا بڑھاپے سے ڈرتی ہے اتنا موت سے بھی نہیں ڈرتی۔

”کیا بتانا چاہتی ہو۔۔۔ جلدی بتاؤ۔۔۔ ہمارا وقت ضائع نہ کرو۔“
 عمران نے یوں کہا جیسے اب اُسے مادام کے بیان سے کوئی دلچسپی باقی نہ رہ گئی ہو۔
 ”میں مادام کیٹ ہوں۔۔۔ یہ سیکشن نائن کا ہیڈ کوارٹر ہے۔۔۔ مجھے
 میڈم کیٹ نے بتایا تھا کہ تم انتہائی خطرناک آدمی ہو۔۔۔ اس لئے میں اپنی
 آنکھوں کے سامنے تمہیں قتل کرانا چاہتی تھی۔ اسی لئے تمہیں ہیڈ کوارٹر بلانے
 کی بجائے میں خود یہاں چلی آئی۔“ مادام نے تیزی سے سب کچھ بتانا
 شروع کر دیا۔

”مادام کیٹ اور میڈم کیٹ! کیا مطلب۔۔۔؟ کیا تم ہمیں
 بلیوں کے چکر میں الجھا کر ہمارا وقت ضائع کرنا چاہتی ہو؟“ عمران
 نے براہِ سامنے نہلاتے ہوئے کہا۔

”تم میڈم کیٹ کو نہیں جانتے۔۔۔ یہ وہ منظم ہے جس نے پوری دنیا
 کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔۔۔ ایکریمیا کی پوری معیشت تباہ کر دی ہے۔ اگر
 ایکریمیا کے پاس سونے کے ہنگامی ذخیرے نہ ہوتے تو اس وقت ایکریمیا
 پر ہماری حکومت ہوتی۔“ مادام نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔ عورت
 جب اپنی بڑائی دکھانے پر آتی ہے تو پھر وہ یہ نہیں دیکھتی کہ وہ کس کے سامنے
 اور کس موقع پر کیا کہہ رہی ہے۔

”سپر ہاوز کی ایک ٹیم تمہارے مقابلے کے لئے آئی تھی۔ جس میں ان
 کے ٹاپ سیکرٹ ایجنٹ شامل تھے۔ ان کا کیا ہوا؟“ عمران نے
 گولی کو انگلیوں میں نہچاتے ہوئے پوچھا۔

”اوہ!۔۔۔ وہ ٹاپ سیکرٹ ایجنٹ۔۔۔ ان میں تین مرد اور تین عورتیں
 تھیں۔۔۔ یہ عورتیں تو آفت کا پرکالہ تھیں۔۔۔ مرتے مرتے بھی ہماری

کوڑوں روپے کی جعلی کرنسی چھاپنے والی مشینیں اور اسلحہ کا بہت بڑا سٹور تباہ
 کر گئیں۔ البتہ وہ تینوں مرد تو بالکل بدھو تھے۔ یہاں آنے سے پہلے میں انہیں
 قتل کر کے آئی ہوں۔۔۔ ان کی لاشیں میں نے کولڈ روم میں رکھوا دی ہیں
 تاکہ میڈم کیٹ جب آئیں تو خود دیکھ لیں۔“ مادام نے جواب دیا۔

”میڈم کیٹ کہاں ہے؟“ عمران نے پوچھا۔
 ”وہ ایکریمیا میں ہیں۔۔۔ اور کل واپس ہیڈ کوارٹر پہنچ جائیں گی۔“
 مادام نے جواب دیا۔

اس کا حلیہ بتاؤ۔۔۔؟ عمران نے پوچھا۔
 ”علیہ!۔۔۔ اُسے آج تک کسی نے نہیں دیکھا۔۔۔ صرف اس کی
 آواز سنائی دیتی ہے۔۔۔ اور نشان کے طور پر سیاہ رنگ کی بلی سامنے
 آجاتی ہے۔“ مادام نے منہ نہلاتے ہوئے جواب دیا۔
 ”ہیڈ کوارٹر کا مکمل نقشہ اور تمام کوڈ بتاؤ۔“ عمران نے کچھ سوچتے
 ہوئے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ مادام کچھ بتاتی، اچانک دروازہ ایک دھماکے سے
 کھلا اور ایک نوجوان توپ سے نکلے ہوئے گولے کی طرح ٹھیک عمران کے
 قدموں میں آگرا۔ اور اسی لمحے کمرے سے باہر ٹامی گنیں چلنے کی آواز سنائی
 دی۔ اور پھر جوزف کے حلق سے نکلنے والی بھیانک چیخ سے گیلری تو ایک
 طرف، کمرہ بھی گورج اٹھا۔

یہ سب کچھ اتنا اچانک ہوا تھا کہ عمران سمیت سب چند لمحوں کے لئے
 ششدر کھڑے رہ گئے۔ ان کے ذہنوں کے شاید کسی کونے میں بھی یہ تصور
 نہ تھا کہ مادام کے ساتھی اس طرح اچانک ان پر چڑھ دوڑیں گے۔ اور پھر ان

کی حیرت کے یہی لمحے ان پر بہت بھاری پڑے۔ کیونکہ عمران کے قدموں میں آکر گرنے والا نوجوان زمین پر گرتے ہی بجلی کی طرح تڑپا اور دوسرے لمحے عمران اس کے ہاتھوں پر اٹھتا چلا گیا۔ اور پلک جھپکنے میں اس نے عمران کو اس کے پیچھے کھڑے ہوئے صفدر اور تنویر پر دے مارا۔ اور پھر وہ تینوں ایک دوسرے سے ٹکرا کر نیچے گر پڑے۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ تینوں اٹھتے اس نے انتہائی پھرتی سے کندھے سے لٹکی ہوئی ٹامی گن اتاری اور اس کا رخ ان تینوں کی طرف کر کے اس نے ٹریگر پر انگلی رکھ دی۔

"ٹھہرو! — انہیں قتل نہ کرنا" — اچانک مادام کی کزخت آواز کمرے میں گونجی اور انچارج کی ٹریگر پر تڑپتی ہوئی انگلی یکلخت ٹریگر سے ہٹ گئی۔ اسی لمحے نمبر الیون بھی ٹامی گن سنبھالے دروازے میں نمودار ہو گیا۔

"اپنے ہاتھ اوپر اٹھا لو! — مادام کے ایک فقرے نے تمہاری زندگی کے چند لمحے اور بڑھا دیتے ہیں" — انچارج نے انتہائی کزخت لہجے میں عمران صفدر اور تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور عمران نے بڑے مطمئن انداز میں اپنے ہاتھ اوپر اٹھائے۔ اس کی وجہ سے صفدر اور تنویر کو بھی مجبوراً ہاتھ اٹھانے پڑے ورنہ ان کی کھوپڑیاں گھوم چکی ہوتیں اور وہ شاید ٹامی گنوں کی پرواہ کئے بغیر ان دونوں سے ٹکرا جاتے۔

"دیوار سے لگ کر کھڑے ہو جاؤ — منہ دیوار کی طرف کرو — جلدی کرو۔" انچارج نے ایک اور حکم دیا۔

اور پھر سب سے پہلے عمران گھوما اور صفدر اور تنویر نے بھی اس کی پیروی کی۔

"الیون! — مادام کو رسیوں سے آزاد کرو" — اور ان تینوں کو انہی طرح باندھ دو" — انچارج نے دوسرے ٹامی گن بردار سے مخاطب ہو کر کہا۔

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
•
C
O
M

"عمران صاحب! — آپ کیا کر رہے ہیں — اس طرح تو یہ ہمیں چور ہوں کی طرح مار ڈالیں گے" — صفدر نے اردو میں قریب کھڑے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں چاہتا ہوں کہ اس طرح ان کے ہیڈ کوارٹر میں داخل ہو جاؤں۔ اور کوئی بات نہیں" — عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

"ارے یہ تم کس زبان میں باتیں کر رہے ہو — بند کرو یہ باتیں۔ ورنہ گولیوں سے بھون ڈالوں گا" — انچارج نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"یعنی ہمیں بھونو گے تم" — عمران نے اچانک مڑتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ انچارج کچھ سمجھتا، عمران کا بازو بجلی کی طرح حرکت میں آیا اور انچارج کے ہاتھوں سے ٹامی گن نکلی کراڑتی ہوئی دُور کمرے کے کونے میں جا گری۔ نمبر الیون ٹامی گن ایک طرف رکھے مادام کی رسیاں کھولنے میں مصروف تھا۔ اس لئے وہ انچارج کی کوئی مدد نہ کر سکا۔ اور صفدر اور تنویر دونوں اس پر پل پڑے۔

اور جیسے ہی عمران کی ضرب سے انچارج کے ہاتھوں سے ٹامی گن نکلی، اس کی ایک لات انتہائی تیزی سے حرکت میں آئی۔ اگر اس کے مقابلے میں عمران کی بجائے کوئی اور ہوتا تو اس کے اس اچانک اور خوفناک دعوے سے اس کا پنج نکلنا ناممکن ہو جاتا اور پسپوں پر پڑنے والی بھرپور لات مد مقابل کو ساتویں آسمان کی سیر بھی ضرور کرا دیتی۔ مگر مقابلے میں تو عمران تھا۔

جیسے ہی انچارج کی لات حرکت میں آئی، عمران اچھل کر ایک قدم پیچھے ہٹا اور پھر جیسے ہی اس کی لات قوس کی صورت میں نیم دائرہ بناتی ہوئی عمران کے پیٹ کے سامنے سے گزری، عمران ہوا میں اچھلا اور اس کی دونوں ٹانگیں انتہائی قوت سے انچارج کے سینے پر پڑیں اور انچارج چیخ مار کر فرش پر جا کر جبکہ عمران

ہو میں ہی قلابازی کھا کر سیدھا کھڑا ہو گیا۔

انچارج نے نیچے گرتے ہی اٹھنے کی کوشش کی مگر عمران کی دونوں لائیں کسی مشین کی طرح حرکت میں آگئیں اور پھر انچارج کے پہلو میں اس طرح عمران کے لوٹوں کی ضربیں پڑنی شروع ہو گئیں کہ دونوں پیروں کی ضربوں کے درمیان شاید پلک جھپکنے کا بھی وقفہ نہ آتا تھا۔

انچارج نے کروٹ بدل کر اس کی ضربوں سے دور ہونا چاہا۔ مگر دوسری طرف کمرے کی دیوار بھی اس لئے وہ ہل بھی نہ سکا۔ اور پھر اس کے حلق سے بے اختیار چیخیں نکلتے لگیں۔ چیخیں آہستہ آہستہ غرغراہٹ میں تبدیل ہوتی چلی گئیں اور اس کے ناک اور منہ سے خون کے فوارے مچھوٹ پڑے۔ اور اس کے ہاتھ پیر سیدھے ہوتے چلے گئے۔ عمران کی بے پناہ اور مسلسل ضربوں سے اس کا دل پھٹ گیا تھا۔

ادھر صفدر اور تنویر نے دوسرے آدمی کو مار مار کر بے حال کر دیا تھا اور انہوں نے بھی ہاتھ اس وقت روکے جب وہ یہ کوشش ہو کر نیچے گر گیا۔

مادام کر سی سے بندھی بیٹی آنکھیں پھاڑے یہ سب صورت حال دیکھ رہی تھی۔ اسے شاید یقین نہ آ رہا تھا کہ مرڈر سیکشن کے آدمی بھی اتنی آسانی سے مارے جاسکتے ہیں۔

عمران تیزی سے دروازے کی طرف دوڑا۔ جہاں سے اس نے جوزف کی چیخ سنی تھی۔ اور پھر اُسے جوزف دروازے کے قریب ہی فرش پر پڑا ہوا نظر آگیا۔ ایک گولی اس کی پسلیوں میں گھس گئی تھی اور وہاں سے خون تیزی سے ابل رہا تھا۔ جوزف کی حالت بے حد خراب تھی۔

”صفدر“ عمران نے چیخ کر کہا۔

”لیس“ صفدر نے قریب آتے ہوئے پوچھا۔

”اسے اٹھا کر فوراً کسی ہسپتال پہنچاؤ۔ اسے فوری طبی امداد نہ ملی تو یہ مرحلے گائے۔“ عمران نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ہو سکتا ہے ان دونوں کے اور ساتھی باہر موجود ہوں۔“ صفدر نے جھک کر جوزف کو اٹھا کر کندھے پر لاؤنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

”ایسا کرو کہ اسے مادام کی کار میں ڈال کر لے جاؤ۔“ وہ کار چل سکتی ہے۔ کاؤچیں ہسپتال میں چھوڑ کر تم سیدھے وائیڈ پارک آ جاؤ۔“ عمران نے تیز لہجے میں ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

اور صفدر سر ہلاتا ہوا انتہائی تیزی سے برآمدہ پارک کے پچانگ کے قریب موجود کار کی طرف بڑھتا چلا گیا اور پھر عمران اس وقت تک برآمدے میں ہی کھڑا رہا جب تک صفدر مادام کی کار لے کر پچانگ سے باہر نہ نکل گیا۔ اور ابھی وہ پلٹنے کی کوشش کر رہا تھا کہ اُسے باہر سے ٹامی گئیں چلنے کی آواز سنائی دی۔ مگر پہلے ہی راؤنڈ کے بعد فارنگ ختم ہو گئی اور عمران جھپٹ کر ایک ستون کی آڑ میں ہو گیا۔ وہ سمجھ گیا کہ اندر آنے والوں کے باقی ساتھی باہر موجود ہیں اور انہوں نے صفدر کی کار پر فائرنگ کی ہوگی۔

اور پھر اس کی لمحے دو نوجوان دوڑتے ہوئے پچانگ کے اندر آئے۔ ان کے ہاتھوں میں ٹامی گئیں موجود تھیں اور وہ بڑے چوکنا انداز میں ادھر ادھر دیکھ رہے تھے۔ عمران چونکہ ستون کی آڑ میں تھا اس لئے وہ دونوں اسے نہ دیکھ سکے۔ اور پھر شاید عمارت کو خالی سمجھ کر وہ سیدھے برآمدے کی طرف بڑھے چلے آ رہے تھے۔ عمران اس وقت خالی ہاتھ تھا اس لئے وہ خاموشی سے کھڑا رہا۔ اُسے صورت تنویر کی طرف سے خطرہ تھا کہ وہ آنے والوں کی آہٹ سن کر کہیں باہر نہ نکل آئے۔

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

ابھی ان دونوں ٹامی گن برادروں نے آدھا لان ہی پار کیا ہوگا کہ عمران کو گریٹ پر کیسٹن شکل نظر آیا اس کے ہاتھوں میں ابھی تک برین گن موجود تھی شاید وہ تجسس کے ہاتھوں مجبور ہو کر اندر آیا تھا اور پھر جب اس نے دو آدمیوں کو ٹامی گتیں اٹھاتے تیزی سے عمارت کی طرف بڑھتے دیکھا تو اس نے برین گن سیدھی کمری۔

خبردار! — رک جاؤ — کیسٹن شکل کی کرک وار آواز سنائی دی اور برآمدے کی طرف آنے والے کسی چیتے کی طرح پلٹے۔ ان کے ہاتھوں میں پکڑی ہوئی ٹامی گتیں پک جھپکنے میں سیدھی ہوئیں۔ مگر دوسری طرف کیسٹن شکل تھا ان کے پلٹتے ہی اس نے انتہائی پھرتی سے چھانک لگائی اور وہ اڑتا ہوا چھانک کے قریبی ستون کی آڑ میں ہو گیا اور ٹامی گنوں سے نکلنے والی گولیاں سیدھی چھانک کے ایک پٹے سے ٹکرائیں۔

اسی لمحے کیسٹن شکل کی برین گن سے شعلے لپکے اور لان دو انسانی چیتوں سے گونج اٹھا۔ برین گن سے نکلنے والی گولیوں نے ان دونوں کو سنبھلنے کا موقع دیتے بغیر چھلنی کر دیا تھا۔

ان دونوں کے نیچے گرتے ہی عمران ستون کی آڑ سے باہر آگیا۔ ادر کیسٹن شکل بھی باہر آگیا تھا اور شاید گولیوں کی آوازوں نے اسے اس موقع پر بھی باہر کھینچ لے کر مجبور کر دیا تھا۔ وہ بھی ہاتھ میں برین گن پکڑے برآمدے میں آگیا۔

”کیسٹن شکل! — فوراً آؤ۔ جلدی کرو“ — عمران نے چیخ کر کیسٹن شکل سے مخاطب ہو کر کہا اور خود بھی واپس کمرے کی طرف بھاگ پڑا۔ تنویر بھی سوچے سمجھے بغیر اس کے پیچھے دوڑ پڑا۔

کمرے میں مادام اسی طرح کرسی سے بندھی بیٹھی تھی جبکہ نمبر الیون بدستور

بیہوش پڑا ہوا تھا۔

”یہ باہر کیا ہو رہا ہے“ — مادام نے پوچھنا چاہا۔ مگر دوسرے لمحے عمران کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور مادام کا چہرہ کھپٹی پر مکہ کھا کر گھوم گیا۔ ضرب اتنی چمچی ملی تھی کہ ایک ہی ضرب سے مادام بیہوش ہو گئی۔

اسے کھول کر کاندھے پر اٹھا لو — جلدی کرو — عمران نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا اور تنویر کے ہاتھ تیزی سے مادام کی رسیاں کھولنے میں مصروف ہو گئے۔

”کیسٹن! — اس بیہوش آدمی کو اٹھا کر کاندھے پر لا دو — اور جس قدر جلد ممکن ہو سکے — عمارت سے باہر نکلو — مجھے یقین ہے کہ گولیوں کی آوازیں چند ہی لمحوں میں پولیس کو یہاں کھینچ کر لے آئے گی۔

اور پھر چند لمحوں بعد وہ تینوں دوڑتے ہوئے چھانک کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ کیسٹن شکل کے کاندھے پر نمبر الیون اور تنویر کے کاندھے پر مادام لدی ہوئی تھی۔ اب عمران ایک فیصلہ کن اقدام کرنے کا پروگرام بنا چکا تھا۔

عمار ت سے باہر نکل کر جیسے ہی وہ ایک قریبی گلی میں پہنچے، سیکرٹ سروس کے باقی ممبران بھی وہیں پہنچ گئے۔

”سب لوگ مختلف ٹیکسیوں سے ہائیڈ پارک پہنچو — تنویر اور کیسٹن شکل تم بھی ٹیکسی کر لینا اور ان کی بیماری کا بہانہ کر لینا — میں وہیں پہنچ جاؤں گا“ — عمران نے انہیں ہدایات دیتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا۔

باقی ممبر بھی اس کے آگے بڑھتے ہی تیزی سے گلیوں میں بکھرتے چلے گئے کیونکہ پولیس کاروں کے چنچتے ہوئے مارن اب تیزی سے نزدیک آتے سنائی

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
•
C
O
M

دینے لگے تھے۔

عمران مختلف گلیوں سے ہوتا ہوا عقبی سڑک پر جانکلا اور پھر چند لمحوں بعد اسے ایک ٹیکسی مل گئی۔

"کالابلانکا کالونی لے چلو۔۔۔ جلدی۔۔۔" عمران نے ٹیکسی ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا اور ٹیکسی ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلا کر گاڑی آگے بڑھا دی۔ تقریباً دس منٹ تک مختلف سڑکوں پر ٹیکسی دوڑانے کے بعد وہ متوسط درجے کے مکانات سے پُر ایک کالونی میں داخل ہو گئے۔

"کالونی آگئی ہے۔۔۔ آپ نے کس نمبر پر جانا ہے؟" ٹیکسی ڈرائیور نے پوچھا۔

"ایک سو چالیس" عمران نے کہا اور ٹیکسی ڈرائیور نے تیزی سے گاڑی ایک درمیانی سڑک پر ڈال دی۔

مقہوڑی دیر بعد ٹیکسی ایک دو منزلہ مکان کے سامنے جا کر رک گئی۔ دروازے پر ایک سو چالیس کے حروف چمک رہے تھے۔ عمران تیزی سے باہر آیا اور پھر اس نے میٹر دیکھ کر ٹیکسی ڈرائیور کو کرایہ ادا کیا۔ جب ٹیکسی آگے بڑھ کر اس کی نظروں سے اوجھل ہو گئی تو وہ تیز تیز قدم اٹھاتا مکان کے برآمدے میں آیا اور اس نے کال ہیل کے بٹن پر انگلی رکھ دی۔ اس نے اس وقت تک بٹن سے انگلی نہ ہٹائی جب تک سامنے کا دروازہ ایک دھمکے سے نہ کھل گیا۔ دروازے پر ایک موٹا سا آدمی سخت جھلاہٹ کے عالم میں نمودار ہوا۔

"کیا مصیبت آگئی ہے؟" موٹے نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"پرنس آف ڈھمپ اگر مصیبت ہے۔۔۔ تو مصیبت حاضر ہے مگر فرینک" عمران نے مسکراتے ہوئے بڑے مطمئن لہجے میں کہا اور موٹا فرینک پرنس آف ڈھمپ

کے الفاظ سن کر یوں اچھلا کہ گرتے گرتے بچا۔ وہ آنکھیں میچاڑے عمران کو دیکھ رہا تھا اس کی چھٹی چھٹی آنکھیں سے یوں محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے اس نے اچانک اپنے سامنے کسی بھوت کو دیکھ لیا ہو۔ مگر چند لمحوں بعد اس کی آنکھوں میں شناسائی کی چمک ابھر آئی۔

"ارے پرنس تم اور یہاں میرے مکان پر؟" موٹے نے خوشی سے چیختے ہوئے کہا اور پھر موٹا ہونے کے باوجود اس نے اتنی تیزی سے آگے بڑھ کر عمران کو دونوں بازوؤں میں جکڑ لیا کہ عمران خود بھی اس کی اس بے پناہ چھرتی پر ششدر رہ گیا۔

موٹا فرینک عمران کو دونوں بازوؤں میں جکڑے یوں خوشی سے ناپج رہا تھا جیسے اس وقت اسے زندگی کی سب سے بڑی دولت اچانک پیش آگئی ہو۔

"ارے اب چھوڑو بھی! میرا تو تم نے ایک ایک جوڑ ہلا کر رکھ دیا ہے۔" عمران نے بڑی مشکل سے اپنے آپ کو اس کی گرفت سے آزاد کرتے ہوئے کہا۔

"آؤ اندر آ جاؤ! یقین کر و پرنس! میں خواب میں بھی نہ سوچ سکتا تھا کہ کسی دن تم بھی میرے گھر آؤ گے" فرینک کے لہجے سے منرت کا چشمہ ابل رہا تھا۔

عمران اس کے ساتھ مکان کے اندر داخل ہو گیا۔ فرینک بال بچوں کے جھیلے سے اب تک آزاد تھا۔ اس لئے عمران بھی بلا جھجک اندر چلا گیا تھا۔

"بھیڑو پرنس بھینڈو! میں تمہارے لئے ایک دعوت کا انتظام کرنا چاہتا ہوں۔۔۔ تم اتنی دیر میں یہ سارے اخبار پڑھو۔۔۔ میں سامان اکٹھا کر لوں" فرینک نے ایک صوفے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"سنو فرینک! اس وقت میرا ایک لمحہ قیمتی ہے۔۔۔ میرے

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
•
C
O
M

ساتھی دشمنوں کی زد میں سڑکوں پر آوارہ گردوں کی طرح پھر رہے ہیں۔۔۔ مجھے
فوری طور پر ایک ایسی عمارت چاہیے جہاں میں اور میرے ساتھی بغیر کسی مداخلت کے
کچھ دن رہ سکیں۔۔۔ امید ہے تم میرا مطلب سمجھ گئے ہوں گے۔۔۔ عمران
نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

پرنس کی بات کو میں نہ سمجھ سکا تو اور کون سمجھے گا۔۔۔ تم بے فکر رہو
ابھی بند و بست کر دیتا ہوں۔۔۔ فرنیٹ نے یکدم سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔
اور پھر اس نے آگے بڑھ کر میز پر رکھے ہوئے ٹیلیفون کا ریور اٹھایا اور تیزی سے
نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیتے۔

فرنیٹ سپیکنگ جانی!۔۔۔ پوائنٹ نمبر الیون کی چابیاں فوراً میرے مکان
پر پہنچا دو۔۔۔ میں نے فوراً کہا ہے سمجھے۔۔۔ فرنیٹ نے انتہائی حکمانہ
لہجے میں کہا اور پھر ایک جھٹکے سے ریور رکھ دیا۔

”یہ عمارت ایف کالونی کے آخری حصے میں ہے۔ بالکل الگ تھلگ۔
پولیس سمیت ہر ایک کی نظروں سے بچی ہوئی ہے۔ وہاں تین کاریں بھی
موجود ہیں۔ اور کھلے پینے کا تمام سامان بھی موجود ہے۔ کیا خیال
ہے پرنس!۔۔۔ یہ تمہاری ضرورت کے لئے کافی رہے گی۔۔۔ فرنیٹ
نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔۔۔ تھینک یو!۔۔۔ اس کے علاوہ مجھے کچھ جدید ترین اسلحہ
اور بمبک آپ کا جدید ترین سامان بھی چاہیے۔“ عمران نے کہا۔

”تم جو کچھ کہو گے۔۔۔ حاضر ہو جائے گا۔۔۔ جانی تمہارے ساتھ جائے
گا۔۔۔ تم اسے جو کچھ لکھ دو گے۔۔۔ یہ چراغ کے جن کی طرح سب کچھ حاضر
کر دے گا۔۔۔ فرنیٹ نے ہر ہلاتے ہوئے کہا۔

”یہ جانی کیسا آدمی ہے۔۔۔ دراصل بات یہ ہے کہ اس وقت مقابلہ ایک
بہت بڑی ٹیم سے ہے۔۔۔ ایسا نہ ہو کہ جانی اس ٹیم کا کمانڈر ثابت ہو۔
عمران نے کہا۔

”جانی میرا سب سے قابل اعتماد آدمی ہے۔۔۔ میرے کہنے پر یہ اپنے
آپ کو بھی گولی مارنے سے دریغ نہ کریگا۔۔۔ ویسے اگر تم فرنیٹ پر اعتماد کرو
تو مجھے بتا دو کہ کون تمہارے مقابل ہے۔۔۔ ہو سکتا ہے میں تمہارے تصور سے
بھی زیادہ تمہارے کام آجاؤں۔“ فرنیٹ نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔
”اس وقت مقابلہ میڈم کیٹ سے ہے۔“ عمران نے جواب دیا اور
فرنیٹ میڈم کیٹ کا نام سن کر یوں اچھل پڑے اس نے عزرائیل کا نام سن
لیا ہو۔

”کیا کہہ رہے ہو۔۔۔؟ میڈم کیٹ پر ہاتھ ڈالنا چاہتے ہو۔۔۔ کیوں
موت کو آواز دے رہے ہو۔۔۔؟ مادام کے حکم کے بغیر تو اس ملک میں مکھی
بھی پر نہیں بلا سکتی۔“ فرنیٹ کے لہجے میں لڑکھڑاہٹ تھی۔

”اب تمہارا کیا ادا رہے۔“ عمران نے بڑے نہ ہر خند لہجے میں پوچھا۔
”مجھ پر طعنہ مت کرو پرنس۔۔۔ تم نے جو احسان اپنے ملک میں میری
ذات پر کیا تھا۔۔۔ میں احسان فراموش نہیں۔۔۔ تمہاری خاطر مادام کیٹ تو
کیا۔۔۔ میں پوری دنیا سے لڑ سکتا ہوں۔۔۔ لیکن حقائق بہر حال حقائق ہیں
یہ تنظیم اتنی خوفناک ہے اور انہوں نے مکرپی کے جلے کی طرح ملک کو اپنی
لپیٹ میں لے رکھا ہے کہ ان سے بچ نکلنا ناممکن ہو چکا ہے۔“ فرنیٹ
نے بڑے مخلصانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے کال بیل بجنے کی آواز سنائی دی اور فرنیٹ تیزی سے اٹھ کر دروازے

کی طرف بڑھ گیا۔

آنے والا شاید جانی تھا۔ کیونکہ چند لمحوں بعد جب فرنیٹک واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں چابیوں کا ایک گچھا موجود تھا۔

”میں نے جانی کو بھیج دیا ہے۔ کیونکہ مادام کیٹ سے مقابلے کا سن کر مجھے اپنے علاوہ کسی پر اعتماد نہیں رہا۔“ فرنیٹک نے چابیاں عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

”سنو فرنیٹک بے۔ تم اپنے پرنس کو ابھی اچھی طرح نہیں جانتے۔ بہر حال آنا بتا دوں کہ مادام کیٹ اس وقت میرے قبضے میں ہے۔ اور مادام کیٹ کا ایک اہم مہرہ بھی۔ مادام کے سیکشن مائن کا ہیڈ کوارٹر میں نے تباہ کر دیا ہے۔ وہاں اس وقت لاشیں ہی لاشیں بکھری پڑی ہیں۔“ عمران نے کہا۔

”کیا کہہ رہے ہو پرنس!۔ مادام کیٹ تمہارے قبضے میں ہے۔؟“
 ”یہ کیسے ہو سکتا ہے۔؟“ اگر ایسا ہوتا تو اس وقت تک پورے شہر کی اینٹ سے اینٹ بج چکی ہوتی۔“ فرنیٹک نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔
 ”دراصل سب لوگ اب تک یہی سمجھتے آئے ہیں کہ مادام کیٹ ہی اس تنظیم کی سربراہ ہے۔“ میری اطلاع بھی یہی تھی۔ مگر اب معلوم ہوا ہے کہ اصل سربراہ میڈم کیٹ ہے۔ اور مادام کیٹ تو ایک مہرہ ہے۔“ عمران نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

”اوہ!۔ تو یہ بات ہے۔ بہر حال پھر بھی مادام کی گرفتاری اتنی بڑی خبر ہے کہ اب تک سب کچھ تکیٹ کر دیا گیا ہوتا۔“ فرنیٹک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم ایسا کرو کہ میرے ساتھ چلو۔ میں نے اپنے ساتھیوں کو ہائیڈ

پارک میں اکٹھا ہونے کو کہا ہے۔ وہی ایسی جگہ ہے جہاں اس وقت بھانت بھانت کے لوگ اکٹھے ہوتے ہیں اور کسی کو ایک دوسرے کی پرواہ نہیں ہوتی۔ مادام بھی وہیں ہوگی۔ ہم ان سب کو لے کر تمہاری عمارت میں چلے جائیں گے۔ اور پھر میرے ذہن میں ایک پروگرام ہے کہ کس طرح میڈم کیٹ کے ہیڈ کوارٹر کو تباہ کیا جاسکتا ہے۔ ہو سکتا ہے۔ مجھے تمہارے مشورے کی ضرورت پڑ جائے۔“ عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔
 ”بالکل مناسب تجویز ہے۔ میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔“ میری کار سامنے ولے گیراج میں ہے۔“ فرنیٹک نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

اور پھر چند لمحوں بعد فرنیٹک کی کار میں سوار عمران تیزی سے ہائیڈ پارک کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
•
C
O
M

گردن توڑ دی گئی تھی۔ اس کے علاوہ ہمارے مرڈر سیکشن کے نمبر تھرٹین اور نائن کی لاشیں عمارت کے وسط میں گولیوں سے چھلنی ہوئی پڑی تھیں۔۔۔ اندر کمرے میں نمبر ٹو کی لاش پڑی ہوئی ہے۔۔۔ پولیس کے مطابق وہاں سچاٹا خود کار اسلحے سے فائرنگ ہوئی تو کسی نے پولیس کو اطلاع کر دی۔ مگر پولیس کے وہاں پہنچنے تک مجرم بھاگ گئے۔ صرف لاشیں ہی لاشیں رہ گئی ہیں۔ نمبر تھرٹی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”ہوں!۔۔۔ اس کا مطلب ہے کہ حالات توقع سے زیادہ خراب ہیں سنو نمبر تھرٹی!۔۔۔ شہر میں پھیل جاؤ۔ جو ایشیائی آدمی مشکوک حالت میں نظر آئے اس کی نگرانی کرو۔ اور پھر مجھے رپورٹ دو۔ اٹا انڈیا ایمر جنسی میں دوسرے نمبر نہ کو بھی یہی ہدایات دے دیتا ہوں۔ ایم ون نے کہا اور پھر اس نے انگلی سے کریڈل دبا کر تیزی سے نمبر گھماتے شروع کر دیئے۔

”لیس۔۔۔ دوسری طرف سے مادام کیٹ کی سیکرٹری کی آواز ابھری۔ سنو میں!۔۔۔ حالات بے حد خراب ہو چکے ہیں۔ مادام کو اغوا کر لیا گیا ہے۔ سیکشن نائن کا پورا ہیڈ کوارٹر تباہ ہو چکا ہے۔ نمبر نائن خود بھی مارا گیا ہے۔ میرے سیکشن کے تین آدمی بھی ہلاک ہو گئے ہیں۔ اور چوتھے کو شاید اغوا کر لیا گیا ہے۔ ایم ون نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اوہ!۔۔۔ اوہ!۔۔۔ ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟ مادام کو کیسے اغوا کیا جاسکتا ہے؟ یہ ناممکن ہے۔“ سیکرٹری کی خوفزدہ سی آواز سنائی دی۔

”سب کچھ ہو چکا ہے۔ تم الیا کرو کہ میڈم کیٹ کو ایمر جنسی فریکوئنسی پر کال کر کے حالات بتاؤ۔ اور اس کے ساتھ ساتھ پورے شہر میں موجود اینے

RA
AF
RE
XO
@
HO
TM
AI
L
•
CO
M

ٹیلیفون کی گھنٹی زور سے بجنے لگی تو مرڈر سیکشن کے انچارج ایم ون نے چونک کر سیور اٹھالیا۔

”ایم ون سپیکنگ“ ایم ون نے بڑے سپاٹ لہجے میں کہا۔

”نمبر تھرٹی ایم سپیکنگ باس!۔۔۔ ایک عجیب و غریب کام ہوتا میں نے دیکھا ہے۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔ لہجہ قدرے گھرایا ہوا تھا۔

”کیا مطلب؟ کیا تم نشے میں ہو؟ سیدھی بات کرو۔“ ایم ون کا لہجہ یکلخت بے حد سخت ہو گیا۔

”باس!۔۔۔ سیکشن نائن کے ہیڈ کوارٹر کو پولیس نے گھیر رکھا ہے۔ وہاں ہر طرف لاشیں ہی لاشیں بکھری ہوئی ہیں۔ اتفاق سے میں وہاں سے گزرا تو وہاں میں نے ایک پولیس آفیسر کو دیکھ لیا۔ اس سے میرے تعلقات ہیں اور اس کے ساتھ میں بھی اندر چلا گیا۔ وہاں میں نے سیکشن نائن کے آٹھ افراد کی لاشیں دیکھیں جن میں نمبر نائن کی اپنی لاش بھی تھی۔ اس کی

آدمیوں کو الرٹ کر دو کہ وہ مادام کو تلاش کریں۔ اور ساتھ ساتھ ہیڈ کوارٹر میں حفاظتی انتظامات بھی سخت کر دیتے جائیں۔ ایم۔ ون نے اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے! میں ابھی میڈم کیٹ کو کال کرتی ہوں۔“ سیکرٹری نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

ایم۔ ون اب شہر میں موجود مرڈر سیکشن کے دوسرے ممبرز کو کال کر کے انہیں ہدایات دینے میں مصروف ہو گیا۔ اس نے فی الحال نگرانی کے احکامات جاری کئے تھے۔ کیونکہ اس کے ذہن کے مطابق جب تک مادام نہ مل جائے، قتل و غارت نہیں ہونی چاہیے۔ کیونکہ خطرہ تھا کہ غیر ملکی جاسوس کہیں انتقامی طور پر مادام کو بھی ہلاک نہ کر دیں۔

ابھی وہ تمام ممبرز کو ہدایات دے کر فارغ ہی ہوا تھا کہ کمرے میں تیز سیٹی کی آواز گونج اٹھی اور ایم۔ ون بری طرح چونک اٹھا۔ اس نے میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے کمرے میں ایک آواز ابھری۔ یہ میڈم کیٹ کی کھست آواز تھی۔

”ایم۔ ون! یہ مادام کیٹ کی سیکرٹری نے کیا رپورٹ دی ہے؟“ اور۔۔۔ میڈم کیٹ کے لہجے میں بے پناہ کھٹکی تھی۔

”رپورٹ درست ہے میڈم۔“ ایم۔ ون نے جواب دیا اور پھر اس نے نمبر تھری سے ملنے والی اطلاع تفصیل سے دہرا دی۔

”سارے شہر کی اینٹ سے اینٹ بجا دو۔ تمام سیکشنوں کو حرکت میں لے آؤ۔ میں تمہیں اس آپریشن کا انچارج بناتی ہوں۔ میں دو گھنٹے بعد ہیڈ کوارٹر پہنچ رہی ہوں۔ میرے پہنچنے سے پہلے مادام واپس پہنچ چکی

ہو۔ اور تمام غیر ملکی جاسوس بھی زندہ یا مردہ ہیڈ کوارٹر میں موجود ہونے چاہئیں۔ میں اپنے ذاتوں سے ان کا ریڈر لیش الگ کرنا چاہتی ہوں۔“ میڈم کیٹ کے لہجے میں اتنی سفاکی تھی کہ ایم۔ ون جیسے سفاک آدمی کا بھی رُواں رُواں کانپ اٹھا۔

”بہتر میڈم۔ ایم۔ ون نے مردانہ لہجے میں کہا۔

”ولیسے اگر ہو سکے تو کوشش کرنا کہ یہ لوگ زندہ ہی گرفتار ہو جائیں۔ میں خود اپنے ہاتھوں سے ان کی ہڈیاں توڑنا چاہتی ہوں۔“ میڈم نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

ایم۔ ون نے بٹن دبا کر ٹرینسٹرفٹ کر دیا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور ایم۔ ون نے فون اٹھا لیا۔

”ایم۔ ون سپیکنگ۔“ ایم۔ ون نے کہا۔

انچارج سیکشن تھریٹن سپیکنگ۔ مجھے سیکرٹری نے مادام کے اغوا ہونے کی خبر دی ہے اور معلوم ہوا ہے کہ آپ کا سیکشن اس سلسلے میں کام کر رہا ہے۔

ابھی ابھی میرے سیکشن کے ایک ممبر نے اطلاع دی ہے کہ اس نے مادام کو بیہوشی کے عالم میں ہائیڈ پارک میں دیکھا ہے۔ آپ کے سیکشن کا نمبر لیون بھی وہیں موجود ہے۔ وہ بھی بیہوش ہے۔ یہ دونوں

ابھی ابھی وہاں پہنچے ہیں۔ ان کے علاوہ مختلف ٹیموں میں اور بھی ایشیائی وہاں پہنچ رہے ہیں۔ نمبر تھریٹن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اوہ! دیری گڈ نمونڈ۔ ایسا کرو کہ ہائیڈ پارک کے گرد گھیرا ڈال دو اور وہاں بیہوش کر دینے والی گیس پھیلا دو۔ اور جتنے بھی ایشیائی وہاں

ملیں ان سب کو اٹھا کر ہیڈ کوارٹر پہنچا دو۔ پولیس وغیرہ کی فکر نہ کرنا۔ کھل کر کام کرنا۔“ مادام اور لیون ایم کو خاص طور پر پہلے کو کر لینا۔ ہمیں

مادام کے ساتھ ساتھ وہاں موجود تمام ایشیائی زندہ حالت میں ہر قیمت پر ہیڈ کوارٹر میں چاہئیں۔ چاہے پورے شہر کو کیوں نہ ہلاک کرنا پڑے۔ ایم۔ون نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

”آپ بے فکر رہیں۔۔۔ یہ کام میرے لئے بے حد آسان ہے۔“
دوسری طرف سے کہا گیا اور ایم۔ون نے رسیور رکھنے کے بعد ہیڈ کوارٹر کے بیرونی گیٹ انچارج کو فون کرنا شروع کر دیا تاکہ اسے آنے والوں کو سپیشل روم میں پہنچانے کی ہدایت کر سکے۔

گیٹ انچارج کو ہدایات دینے کے بعد ایم۔ون نے اطمینان کا طویل سانس لیا۔ کیونکہ اب اسے یقین ہو گیا تھا کہ نہ صرف مادام صحیح سلامت واپس آجائے گی بلکہ تمام جاسوس بھی پکڑے جائیں گے۔ وہ سیکشن تھریٹین کی کارکردگی کو اچھی طرح جانتا تھا کہ وہ لوگوں کو اغوا کرنے میں کس قدر ماہر ہیں۔

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
•
C
O
M

فرینک ڈرائیونگ سیٹ پر تھا جبکہ عمران اس کی ساتھ والی سیٹ پر براجمان تھا۔ فرینک بھی ایک مجرم تنظیم کا انچارج تھا لیکن اس کی لائن صرف منشیات تھی۔ ایک کیس کے سلسلے میں فرینک اور اس کے مخالف کردہ کا مقابلہ ہوا تھا جس میں فرینک کے تمام ساتھی مارے گئے تھے اور فرینک اپنے دشمنوں کے زرخے میں اس طرح پھنس گیا تھا کہ اس کا زندہ بچ جانا محال تھا۔ اب یہ فرینک کی خوش قسمتی تھی کہ فرینک اپنے دشمنوں سے چھپتا چھپتا عمران کے فلیٹ میں جا گھسا اور پھر عمران کے فلیٹ پر ہی دشمنوں نے دھاوا بول دیا۔ مگر اب اسے فرینک کے مخالفوں کی پہنچتی ہی کہا جاسکتا ہے کہ ان کا مقابلہ صرف فرینک سے نہیں بلکہ عمران سے ہو گیا اور نتیجہ صاف ظاہر ہے کہ دشمنوں کو پاپا ہونا پڑا۔ تب سے فرینک عمران کا ایسا عقیدہ مند ہوا تھا کہ کئی بار وہ عمران سے ملنے اس کے ملک آیا تھا۔ اور ہر بار وہ عمران کو اپنے ملک آنے کی دعوت دیتا تھا۔ مگر ظاہر ہے کہ عمران کے پاس اتنی فرصت کہاں کہ وہ یوں سیر و تفریح کرتا پھرے۔ اب یہ تو اتفاق تھا کہ میڈم گیٹ کا ہیڈ کوارٹر

نارنج پول میں تھا۔

عمران کا پروگرام بھی یہی تھا کہ ہوٹل میں رہائش رکھنے کے بعد وہ فرنیٹ سے رابطہ قائم کریگا اور پھر اسی کی مدد سے آگے بڑھے گا۔ مگر یہاں آتے ہی وہ پکڑا گیا اور نتیجہ یہ ہوا کہ تمام پروگرام افراتفری میں بنانا پڑ گیا۔ فرنیٹ سے ملنے سے پہلے وہ ممبئی کو کسی عمارت کا پتہ نہ بتا سکتا تھا اس لئے مجبوراً اسے ہائیڈ پارک کا سہارا لینا پڑا۔

ہائیڈ پارک دراصل ایک وسیع و عریض پارک تھا جہاں شام ہوتے ہی شہر کے لوگ اور سیاح اکٹھے ہونے شروع ہو جاتے اور پھر وہاں باقاعدہ ایک شہر آباد ہو جاتا۔ وہ سب لوگ وہیں کسی نہ کسی کوئے میں پڑ رہتے۔ پولیس اس پارک میں رہنے والوں کو کچھ نہ کہتی تھی اس لئے جن لوگوں کے پاس سر چھپانے کی جگہ نہ ہوتی تھی۔ یا ان کی جیب مہنگے ہوٹلوں کے کرائے ادا نہ کر سکتی تھی وہ رات کو ہائیڈ پارک کا ہی سہارا لیتے تھے۔

اس پارک کی سب سے اچھی روایت یہ تھی کہ یہاں کوئی دوسرے کے کام میں مداخلت نہ کرتا تھا۔ چاہے کوئی مر ہی کیوں نہ رہا ہو۔ ساتھ بیٹھا ہوا شخص قطعاً کوئی مداخلت نہ کرتا تھا۔ اس لئے عمران کو اطمینان تھا کہ مادام اور مہر ایون کی یہوشی کسی کو سچو نہ کہنے پر مجبور نہ کرے گی۔

فرنیٹ خاموشی سے کار دوڑائے چلا جا رہا تھا اور پھر جیسے ہی وہ ایک چوک سے دائیں ہاتھ والی سڑک پر مڑا۔ فرنیٹ اور عمران دونوں چونک پڑے۔ کیونکہ پولیس کی گاڑیوں کے سارن انتہائی گریہ آواز میں پہنچ رہے تھے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ دُور بے تحاشا فائرنگ کی آوازیں آ رہی تھیں۔ اس سڑک پر گاڑیوں کا ایک جھوم تھا جو انتہائی تیز رفتاری سے واپس دوڑے چلے جا رہے تھے۔ یوں لگتا تھا

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
•
C
O
M

جیسے اس سڑک کے آخری حصے پر کوئی زبردست مقابلہ ہو رہا ہے۔

”اوہ۔۔۔ میرا خیال ہے کہ یہ فائرنگ ہائیڈ پارک میں ہو رہی ہے۔“

فرنیٹ نے ہونٹ جھنجھتے ہوئے کہا۔

”ہائیڈ پارک میں۔۔۔ مگر میرے ساتھیوں کے پاس تو اسلحہ نہیں ہے۔“

عمران نے اکھڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

”چھ کوئی اور پارٹی ایک دوسرے سے الجھ پڑی ہوگی۔“ فرنیٹ نے

جواب دیا۔

مقنوی دیر بعد پولیس نے ان کی گاڑی روک لی۔ وہ سرف وہاں سے گاڑیوں کو شہر کی طرف جانے کی اجازت دے رہے تھے۔

”یہ کیا ہو رہا ہے۔“ فرنیٹ نے ایک پولیس مین سے پوچھا۔

”ہائیڈ پارک میں پہلے یہوشی کر دینے والی گیس کے بے تحاشا گولے پھینکے گئے

تھے۔۔۔ پھر پارک کے چاروں طرف بے تحاشا فائرنگ شروع کر دی گئی ہے۔“

میرا خیال ہے کہ مجرموں کی دو بڑی پارٹیاں آپس میں لڑ پڑی ہیں۔“ پولیس مین

نے جواب دیا۔

”اور ہائیڈ پارک میں موجود لوگوں کا کیا ہوا۔“ عمران نے تیز لہجے

میں پوچھا۔

”کچھ معلوم نہیں۔۔۔ وہاں بے تحاشا جھگڑا مچی ہوئی ہے۔۔۔ ہتھیار لوگ

وہاں یہوشی پڑے ہوئے ہیں۔۔۔ کچھ نکل نکل کر بھاگ رہے ہیں۔“

پولیس مین نے جواب دیا۔

فائرنگ کی آوازیں اب نزدیک سے سنائی دے رہی تھیں اور پھر یکلخت۔

ایک سرج زنگ کا ستارہ سا آسمان پر ٹوٹا اور اس کے ساتھ ہی فائرنگ یکلخت یوں

رک گئی جیسے بھی ہوئی نہ ہو۔ اب صرف پولیس سائرنوں کی کریمہ آوازیں ہی سنائی دے رہی تھیں۔

”اب کیا کریں“ — فرنیک نے عمران سے پوچھا۔

”فی الحال انتظار ہی کیا جاسکتا ہے۔ جب مطلع صاف ہوگا پھر چیک کریں گے۔ ہو سکتا ہے یہ سب کچھ ہم سے متعلق نہ ہو“ — عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

”نہیں پرنس! — آنا بڑا اقدام یہاں صرف میڈم کیٹ گروپ ہی کر سکتا ہے۔ اس کے علاوہ اور کسی تنظیم میں اتنی جرات نہیں ہے کہ یوں کھلے عام فائرنگ کر سکے۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ یہ سب کچھ میڈم کیٹ کا گروپ کر رہا ہے۔ اب یہ معلوم نہیں کہ ان کا مقصد کیا ہے“ — فرنیک نے جواب دیا۔

اب وہ دونوں کار سے نکل کر فٹ پاتھ پر کھڑے تھے اور بے تحاشا واپس جانے والی گاڑیوں کو دیکھ رہے تھے۔ گاڑیوں کے علاوہ پیدل لوگوں کا بھی ایک ہجوم دوڑا چلا جا رہا تھا۔

ابھی انہیں وہاں کھڑے ہوئے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ اچانک عمران کا بازو کسی نے پکڑ کر ہلکا سا جھٹکا دیا اور عمران نے تیزی سے مڑ کر دیکھا تو دوسرے لمحے اس نے ایک طویل سانس لیا کیونکہ یہ صدف تھا جو اسے اپنی طرف متوجہ کر کے اب ایک طرف منہ کے سگریٹ سلگانے میں مصروف تھا۔ وہ شاید فرنیک کی وجہ سے براہ راست عمران سے مخاطب نہ ہوا تھا۔

”صدف! — یہ اپنے دوست فرنیک ہیں۔ اور فرنیک! — ان سے ملو۔ یہ میرے ساتھی مرٹھ صدف سعید ہیں“ — عمران نے باقاعدہ

فرنیک اور صدف کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

”اوہ! — تو کیا مرٹھ صدف بھی ہائیڈ پارک میں تھے؟ — پھر تو ان سے سب حالات معلوم ہو سکتے ہیں پرنس“ — فرنیک نے چونکتے ہوئے کہا۔

”میں بس ذرا دیر میں پہنچا۔ اس وقت تک مجرم اپنا کام دکھا چکے تھے۔ انہوں نے مادام کے ساتھ ساتھ ہمارے تمام ساتھیوں کو بہوش کر کے اغوا کر لیا ہے اور ایک بڑی سی ویگن میں ڈال کر لے گئے ہیں۔ مجھے فوری طور پر کوئی ٹیکسی نہ مل سکی کہ ان کا تعاقب کرتا“ — صدف نے جواب دیا۔

”کیا کہہ رہے ہو؟ — تفصیل سے بتاؤ“ — عمران نے بے چین لہجے میں کہا۔

”میں جو زون کو ہسپتال میں داخل کرانے کے بعد جب ہائیڈ پارک کے قریب پہنچا تو ٹیکسی ڈرائیور نے مجھے ہائیڈ پارک کے پہلے چوک پر ہی اتار دیا۔ میں جب ہائیڈ پارک میں داخل ہوا تو وہاں بے شمار لوگ موجود تھے۔ میں اپنے ساتھیوں کو ڈھونڈتا پھر رہا تھا کہ اچانک پارک پر چاروں طرف سے گولوں کی بارش ہو گئی۔ یہ گولے زمین پر گر تے ہی پھٹ جاتے اور ان میں سے سفید رنگ کا گہرا دھواں نکل کر ہر طرف پھیلنا چلا جا رہا تھا۔ ان گولوں کے پھٹنے سے پارک میں بھگدڑ مچ گئی۔ لوگوں نے بے تحاشا بھاگنا شروع کر دیا۔ گولوں سے بچنے والی لگیں اتنی زوردار تھیں کہ لوگ چند قدم دوڑتے اور پھر لڑکھڑا کر گر پڑتے۔ بہر حال میں مہربانی سے بھاگا اور پھر اچانک مجھے ایک سین نظر آ گیا۔ ایک بہت بڑی ویگن پارک کے جنوبی کنارے پر موجود تھی اور گیس ماسک لگائے ہوئے تقریباً دس افراد وہاں بہوش پڑے ہوئے افراد کو اٹھا کر ویگن میں ڈال رہے تھے۔ میں سانس روک کر بھاگتا ہوا جب وہاں پہنچا تو وہ آخری

آدمی کو دیگن میں ڈال رہے تھے۔ اور پھر میں نے دیگن میں ڈالے جانے والے اپنے ساتھیوں کو پہچان لیا۔ میں نے دوڑنے کی رفتار تیز کر دی۔ لیکن چونکہ میں نے سانس روک رکھا تھا اس لیے میں زیادہ تیز نہ دوڑ سکا۔ اگر میں سانس لے لیتا تو ہر طرف پھیلی ہوئی گیس مجھے ایک قدم بھی نہ اٹھانے دیتی۔ چنانچہ جب میں دیگن کے قریب پہنچا تو دیگن سے ٹارٹ ہو کر سڑک پر پہنچ گئی اور اسی لمحے چاروں طرف سے بے تحاشا فائرنگ کی آوازیں سنائی دینے لگیں اور میں سڑک پر پہنچ گیا۔ میں نے کوشش کی کہ کوئی خالی ٹیکسی مل جائے اور میں اس دیگن کا تعاقب کروں۔ مگر وہاں اتنی جگہ نہ تھی کہ کوئی ٹیکسی تو ایک طرف۔ کوئی موٹر سائیکل بھی خالی نظر نہ آ رہی تھی۔ ہر شخص بے تحاشا دوڑا چلا جا رہا تھا اس لیے مجبوراً میں بھی پیدل چل پڑا۔ اور اب اتفاق سے میری نظریں آپ پر پڑ گئیں۔“ معذرت سے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اوہ! تو اس کا مطلب ہے کہ یہ ساری گڑبڑ صرف مارا مارا ہمارے ساتھیوں کے اغوا کے لئے پھیلائی گئی ہے۔“ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر اس وقت اتنی گہری سنجیدگی تھی کہ یوں لگتا تھا جیسے وہ گوشت پوست کی بجائے پتھر سے تراشا گیا ہو۔

”اب تمہارے ساتھیوں کا بچنا محال ہے۔ اب ان لوگوں کو میڈم کیٹ کے ہیڈ کوارٹر میں پہنچا دیا گیا ہوگا۔ اور وہاں پہنچنے والا ہمیشہ اذیت ناک موت سے ہمکنار ہو کر ہی باہر آ سکتا ہے۔“ فرنیٹ نے تاسف بھرے لہجے میں جواب دیا۔

”نہیں! ایسا نہیں ہو سکتا۔ میڈم کیٹ نے یہ قدم اٹھا کر اپنے

تابوت میں آخری کیل گاڑ دی ہے۔۔۔ فرنیٹ! تمہیں میڈم کیٹ کے مین ہیڈ کوارٹر کا علم ہے۔“ عمران نے انتہائی مٹھوس لہجے میں کہا۔ ”اس کا کسے علم نہیں ہے۔ یہ گولڈن برج نامی عمارت ہے۔ جو قلعہ نما ہے۔ اس کے تین اطراف میں وسیع میدان ہیں۔ جہاں انتہائی سخت حفاظتی اقدامات کئے گئے ہیں اور پچھلی طرف دروازے ڈیوب ہے۔ وہاں سپاٹ اور مٹھوس دیواریں ہیں اور عمارت کے اوپر چکنیگ ٹاور بنا ہوا ہے جہاں مشین گنزوں سے مسلح دربان چوبیس گھنٹے پہرہ دیتے ہیں اور ذرا سا شک پڑنے پر فائر کھول دیتے ہیں۔“ فرنیٹ نے تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔ ”یہاں کی پولیس کیا کرتی ہے۔“ عمران نے برا سامنے بولتے ہوئے پوچھا۔

”ہوں! پولیس تو کیا۔ یہاں کے ہر حکمے کا چہرہ اسی سے لے کر اعلیٰ ترین افسر تک میڈم کیٹ کا تنخواہ دار ہے۔“ فرنیٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”فرنیٹ! تم ہمیں گولڈن برج تک پہنچا دو۔ میں فوراً ہی اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچنا چاہتا ہوں۔“ عمران نے کچھ دیر تک سوچنے کے بعد آخر کار فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

”مگر وہاں داخلہ ناممکن ہے۔ وہاں جدید ترین سائنسی آلات سے مزین حفاظتی نظام کے ساتھ ساتھ چپے چپے پر مسلح افراد گھومتے رہتے ہیں۔ وہاں کا رخ کرنا تو صریحاً خودکشی کرنا ہے۔“ فرنیٹ نے جواب دیا۔

”کچھ بھی ہو۔ میں نے وہاں ضرور جانا ہے۔ بس تم ہمیں وہاں پہنچا دو۔ اس کے بعد تمہارا کام ختم۔“ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

”سنو پرنس! — جذباتی نہ بنو۔۔۔ مجھے یاد آ رہا ہے کہ اس عمارت کے پہلے مالک نے ایک بار مجھے اپنی عمارت کے بارے میں بڑے فخر سے تفصیلات بتاتے ہوئے کہا تھا کہ عمارت کا پانی ایک بہت بڑے گٹر کی صورت میں دریا کی تہہ میں گرے گا۔۔۔ اور یہ گٹر دریا کی سطح سے نظر نہیں آتا۔ البتہ اس نے بتایا تھا کہ یہ عمارت کے عین وسط میں ہے۔ میں نے تو ظاہر ہے اندر جاننا تھا اس لئے میں نے بات نظر انداز کر دی۔ لیکن میرا خیال ہے کہ اگر ہم اس گٹر کو تلاش کر لیں تو اس کے ذریعے یقیناً اندر داخل ہو سکتے ہیں۔“ فرینک نے جواب دیا۔

”بہت خوب!۔۔۔ لیکن اس کے لئے کچھ سامان کی ضرورت پڑے گی مثلاً غوطہ خوری کا سامان۔۔۔ کیونکہ نجانے اس گٹر کی تلاش میں ہمیں کتنی دیر پانی میں رہنا پڑے۔“ عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

”اس بات کی فکر نہ کرو۔۔۔ دریا کے ایک گھاٹ پر سیاحوں کے لئے غوطہ خوری کا سامان کرایہ پر ملتا ہے۔۔۔ ہم وہاں سے آسانی سے ہر قسم کا سامان حاصل کر سکتے ہیں۔“ فرینک نے جواب دیا۔

”گڈ!۔۔۔ اس کے علاوہ اسلحہ بھی ہمیں چاہیے اور جلدی۔۔۔ اب مزید وقت ضائع نہیں کیا جاسکتا۔“ عمران نے کہا۔

”ہر قسم کا اسلحہ میری کار کی سیٹوں کے نیچے بنے ہوئے خفیہ خانوں میں موجود ہے۔“ فرینک نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”او۔۔۔ کے!۔۔۔ پھر تو میڈم کیٹ کو اچھا سبق سکھایا جاسکتا ہے۔۔۔ آؤ چلیں۔“ عمران نے تیزی سے کار میں بیٹھتے ہوئے کہا اور پھر صدف بھی کچھلی نشست پر بیٹھ گیا۔ اور فرینک نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی اور کار کو موڑنے کی

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

نوشش شروع کر دی۔

تھوڑی دیر بعد اس کی کار خاصی تیز رفتاری سے شہر کی طرف دوڑی چلی بارہی تھی۔ مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد وہ ایک پل پر پہنچے جو دریا کے اوپر بنایا گیا تھا۔ اور پل پار کر کے فرینک دریا کے ساتھ ساتھ جانے والی سڑک پر کار دوڑاتا چلا گیا۔

چند لمحوں بعد وہ ایک گھاٹ پر پہنچ گئے جہاں سیاحوں کا بے شمار رش تھا۔ رات کا وقت ہونے کے باوجود وہاں پر اتنا رش تھا کہ یوں معلوم ہو رہا تھا جیسے کوئی بہت بڑا میلہ لگا ہو۔ بے شمار کشتیاں دریا میں ترقی پھر رہی تھیں۔ ان میں موٹر بوٹس بھی تھیں اور چتوڑوں سے چلنے والی کشتیاں بھی۔

فرینک نے گھاٹ سے ذرا آگے کر کے کار روکی اور پھر نیچے اترتے ہوئے عمران سے کہنے لگا۔

”میں غوطہ خوری کا سامان لے آؤں۔۔۔ آپ اس وقت تک سیٹیں اٹھا کر اپنی مرضی کا اسلحہ منتخب کر لیں۔“ فرینک نے سیٹوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔۔۔ جلدی آنا۔۔۔ ایک ایک لمحہ قیمتی ہے۔“ عمران نے کہا اور فرینک کے آگے بڑھ جانے کے بعد اس نے آگے والی سیٹوں کو پیچھے کی طرف دھکیلا تو سیٹوں کے نیچے اسے ایک بڑا بکس نظر آیا۔ عمران نے بکس کا ڈھکن اٹھایا تو اس کی آنکھیں خوشی سے چمک اٹھیں۔ کیونکہ بکس میں جدید ترین اسلحہ موجود تھا۔

عمران نے تین ہلکی میزائل بم مارنے والی چھوٹی نالی کی بندوقیں اٹھالیں۔

تین جدید ریو اور بھی اٹھالے۔ اور پھر جدید ترین میگنٹ بموں کا ایک
بڑا سا پیڈا اٹھا کر جس بند کر دیا۔

”یہ ریو اور بھر کر۔ اور میزائل پشنگ بندوق رکھ لو۔۔۔ یہ کام
آئیں گی۔ اور یہ واٹر پروف ہیں۔“ عمران نے خوشی سے قلعاری
مارتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ ایسے کھلا ہوا تھا جیسے بچے کو اپنا من پسند
کھلونا مل جاتے۔

باقی سامان عمران نے اپنی جیبوں میں منتقل کیا اور پھر فرینک کا انتظار کرنے
لگا۔

تھوڑی دیر بعد فرینک واپس آگیا۔ اس کے پاس تین بڑے تھیلے تھے۔
عمران نے اُسے بھی اسلحہ دیا اور پھر ان تینوں نے بڑی پھرتی سے غوطہ خوری کا
لباس پہنا اور ارد گرد کسی کو نہ پا کر خاموشی سے دریا میں اتر گئے۔

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
•
C
O
M

سپیشل روم ہیڈ کوارٹر میں اس کمرے کو کہا جاتا تھا جس کے اندر تشدد
کے جدید ترین آلات دیواروں میں نصب تھے اور اس کے گرد حفاظت کا دوہرا
سائنسی نظام تھا۔ یہ ایک بڑا کمرہ تھا جس کے دائیں کونے میں بلٹ پروف شیشے
کا ایک بڑا سا کیبن بنا ہوا تھا۔ اس کیبن میں ان آلات کا آپریٹنگ نظام بنایا گیا تھا
سپیشل روم میں تشدد کے لئے ایسے ایسے خوفناک آلات موجود تھے کہ ان کا تصور
کر کے بھی انسان کے روتھکٹے کھڑے ہو جاتے تھے اور یہ تمام آلات خود کار تھے
انہیں اس شیشے کے کیبن سے کنٹرول کیا جاتا تھا۔ سپیشل روم ساؤنڈ پروف ہونے
کے ساتھ ساتھ بلٹ پروف بھی تھا۔ اس کی دیواروں پر کتنا ہی طاقتور بم کیوں
نہ مارا جائے۔ دیواروں پر نشان تک نہ پڑ سکتا تھا۔ سپیشل روم کا کوئی دروازہ نہ
تھا۔ چاروں طرف سپاٹ دیواریں تھیں۔ اونچی چھت سے ایک ریلی نیچے آتی
تھی جس کے ذریعے کسی کو اس کمرے میں پہنچایا یا نکالا جاتا تھا۔ اس کمرے میں
پہنچنے کے بعد آج تک کوئی زندہ باہر نہ نکل سکا تھا۔ کمرے کے فرش کے نیچے

ایک ایسی مشین موجود تھی جس میں تیز دھار والی بے شمار چھریاں منسلک تھیں۔ مرنے کے بعد فرش ہٹا کر لاشوں کو اس مشین میں پھینک دیا جاتا۔ جو چند لمحوں میں لاش کا باریک قلم بنادیتی اور پھر یہ قلم نما ملفویہ ایک پائپ کے راستے ہوتا ہوا مین گٹر میں جا گرتا اور وہاں سے دریا میں پہنچ جاتا۔

پیشیل روم میں وہی لوگ پہنچتے جاتے تھے جن پر میڈم کیٹ نے خود تشدد کرنا ہوتا تھا اور میڈم کیٹ شیشے کے کیمین میں بیٹھ کر اپنی مرضی سے پیشیل روم میں موجود شکار پر سائنسی آلات کی مدد سے تشدد کرتی اور تماشا دیکھتی۔ جب اس کا دل بھر جاتا تو پھر اسے ختم کر کے قلم بنانے والی مشین کے حوالے کر دیا جاتا۔ اس طرح شکار ہمیشہ کے لئے صفحہ ہستی سے ہی نیست و نابود ہو جاتا تھا۔

ایم۔ ون اس وقت پیشیل روم کے سلمے ہی موجود تھا۔ اسے اطلاع مل گئی تھی کہ سیکشن تھرٹین نے بڑی کامیابی سے سب مطلوبہ آدمیوں کو اغوا کر لیا ہے۔ اور اب وہ انہیں ریجن میں ڈالے ہیڈ کوارٹر کی طرف لا رہے ہیں۔

ادھر میڈم کیٹ کے آنے کا وقت بھی ہو گیا تھا اور ایم۔ ون چاہتا تھا کہ میڈم کیٹ کے آنے سے پہلے ہی وہ ان لوگوں کو پیشیل روم میں پہنچا دے۔ کیونکہ اسے خطرہ تھا کہ میڈم کیٹ انہیں دیکھتے ہی گولیوں سے نہ بھون ڈالے اور اس طرح وہ اتنے آدمیوں پر متوقع سائنسی تشدد سے محفوظ نہ ہو سکے کیونکہ ایم۔ ون بھی فطری طور پر میڈم کیٹ کی طرح انتہائی سفاک تھا اور اسے ترپتے اور چغیتے ہوئے لوگ بے حد پسند آتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ میڈم کیٹ نے اسے مرڈر سیکشن کا انچارج بنا دیا تھا۔

مقررہ دیر بعد سامنے والی راہداری میں دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں

سنائی دی اور پھر ایک لمبی سی ٹرالی کو کھینچتے ہوئے چند آدمی نظر آئے۔ بڑی سی ٹرالی پر اس وقت چھ آدمی بیہوشی کے عالم میں گھٹڑیوں کی صورت میں پڑے ہوئے تھے۔ ان میں سے پانچ مرد ایک، یورپین عورت تھی۔ ٹرالی کے آگے ایک لمبا ترنگا نقاب پوش بڑے مضبوط قدم اٹھاتا چلا آ رہا تھا۔

”نمبر تھرٹین“ — اس نقاب پوش نے ایم۔ ون کے سامنے پہنچ کر قدم مودبانہ لہجے میں کہا۔

”تم تمہاری کارگزاری پر بے حد خوش ہیں — میڈم کیٹ بھی تعریف کر رہی تھیں“ — ایم۔ ون نے جواب دیا۔

”مادام کو ان کے کمرے میں پہنچا دیا گیا ہے — آپ کا آدمی بھی ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں ہے — باقی یہ پانچ مرد اور ایک عورت ہاتھ آئی ہے۔ انہیں میں لے آیا ہوں“ — سیکشن تھرٹین کے انچارج نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

مگر ہائیڈ پارک میں تو بے شمار لوگ ہوں گے۔ تم نے انہیں کیسے اپنا شکار منتخب کر لیا“ — ایم۔ ون نے پوچھا۔

یہ آئے تو علیحدہ علیحدہ تھے — مگر ہائیڈ پارک میں اکٹھے ہو گئے — مادام اور آپ کے آدمی کی وجہ سے ہم انہیں پہچان گئے اور پھر ان کی نگرانی کی جانے لگی۔ جب ہمیں اندازہ ہو گیا کہ اب مزید کسی نے نہیں آنا تو ہم نے آپریشن شروع کر دیا۔ اور نتیجہ یہ کہ یہاں پہنچ گئے ہیں“ —

نمبر تھرٹین نے جواب دیا۔

اور کے — ایم۔ ون نے کہا اور پھر اس نے اپنے پیچھے کھڑے ہوئے آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"انہیں سپیشل روم میں پہنچا دو" — ایم ون کا لہجہ حکمانہ تھا۔ اور پیچھے کھڑے ہوئے آدمی نے مودبانہ انداز میں سر ہلایا اور پھر ٹرائی کیلپنے والوں کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرتے ہوئے آگے بڑھ گیا۔

ٹرائی آہستہ آہستہ آگے بڑھتی ہوئی ایک اور راہداری میں مڑ گئی اور اب وہاں ایم ون اور نمبر تھریٹین ہی رہ گئے۔

تقریباً دس منٹ بعد خالی ٹرائی واپس ہوئی اور ٹرائی لے جانے والے نے ایم ون کو آکر بتایا کہ اس عورت اور پانچ مردوں کو سپیشل روم میں پہنچایا جا چکا ہے۔

"گڈ" — ایم ون نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور پھر تقریباً دس منٹ بعد راہداری میں ایک بار پھر قدموں کی آواز ابھری اور پھر چار مسلح آدمی قطار کی صورت میں بڑے مودبانہ انداز میں آگے بڑھتے ہوئے نظر آئے۔ ان کے پیچھے ایک درمیل نے قدر کی نو جوان عورت بڑے باوقار انداز میں چل رہی تھی۔ اس کے تمام جسم پر سیاہ لباس تھا اور منہ پر بھی سیاہ رنگ کا نقاب لگا ہوا تھا۔ نقاب میں سے اس کی بڑی بڑی مگر انتہائی گہری اور سُرخ آنکھیں دیکھتے ہوئے انگاروں کی طرح نظر آنے لگی تھیں۔ یہ میڈم کیٹ تھی۔ اس خونخوار اور بین الاقوامی تنظیم کی سربراہ — اس کے پیچھے مادام تھی جو بڑے ڈھیلے انداز میں چل رہی تھی۔ اس کا چہرہ سُستا ہوا تھا اور یوں لگتا تھا جیسے وہ گہری نیستند سے بیدار ہو کر آ رہی ہو۔ اور ان کے پیچھے پھر چار مسلح افراد ہتھے۔

"کیا پوزیشن ہے ایم ون" — میڈم کیٹ کی انتہائی گرجت آواز سنائی دی۔

"ٹسکار سپیشل روم میں آپ کے منتظر ہیں میڈم" — ایم ون نے رکوع کے بل جھکتے ہوئے کہا۔

"ہوں! — آؤ میسر صاحبہ — اور نمبر تھریٹین تم بھی آؤ — تم نے آج بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کیلپ ہے اور اس کے انعام میں آج تم بھی اس نظارے سے لطف اندوز ہو سکتے ہو — جو سپیشل روم میں ہونا ہے۔"

میڈم کیٹ نے ساٹ لہجے میں کہا۔

"تھینک یو میڈم" — نمبر تھریٹین نے بھی رکوع کے بل جھکتے ہوئے جواب دیا۔

اور پھر میڈم کیٹ نے آگے قدم بڑھا دیئے۔ مادام اس کے پیچھے تھی۔ اور ایم ون اور نمبر تھریٹین ان کے پیچھے بڑے مودبانہ انداز میں چلنے لگے۔

ایک راہداری مڑنے کے بعد وہ اس راہداری کے آخری سرے پر موجود ایک بڑے سے دروازے پر پہنچ کر رک گئے۔ ایم ون نے آگے بڑھ کر دروازے کے کونے میں لگا ہوا ایک بٹن دبایا۔

بٹن دبتے ہی دروازہ تیزی سے کسی تختے کی طرح اوپر اٹھتا چلا گیا اور پھر وہ سب آگے بڑھ کر دروازہ پار کر گئے۔ ان کے اندر داخل ہوتے ہی دروازہ ایک بار پھر نیچے آگرا۔

یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا۔ دروازہ بند ہوتے ہی ایم ون نے کونے میں موجود سوچے بورڈ پر نصب ایک سُرخ رنگ کا بٹن دبایا اور یہ چھوٹا سا کمرہ کسی لفٹ کی طرح نیچے اترتا چلا گیا۔

چند لمحوں بعد کمرہ ایک جھٹکے سے رکا اور پھر وہ سب تیزی سے ایک کونے میں سمٹتے چلے گئے۔ اس کے ساتھ ہی ایم ون نے اسی کونے میں لگا ہوا ایک

چھوٹا سا بٹن دبایا تو کمرے کے فرش کا وہی چھوٹا سا ٹکڑا کسی ٹرائی کی طرح نیچے اترتا چلا گیا۔

چند لمحوں بعد وہ سب ایک چھوٹے سے شیشے کے بنے ہوئے کیبن میں موجود تھے۔ یہاں دو بڑی بڑی مشینیں مینر پر رکھی ہوئی تھیں جن پر بے شمار بٹن، ڈائل اور چھوٹے چھوٹے بلب لگے ہوئے تھے۔ ان کے سامنے دو آرام دہ کرسیاں بڑی تھیں اور ان سے ذرا پیچھے بٹ کے سطح سے قدرے بلند دو اور کرسیاں موجود تھیں۔

میڈم کیٹ اور مادام ان مشینوں کے سامنے رکھی ہوئی کرسیوں پر بیٹھ گئیں جب کہ ان کے پیچھے ایم۔ ون اور نمبر تھرٹین اونچی کرسیوں پر محک گئے۔ میڈم کیٹ نے مشین پر لگا ہوا ایک بٹن دبایا۔ دوسرے لمحے نہ صرف مشینوں میں زندگی کی لہر دوڑ گئی، بلکہ سامنے کا اندھا شیشہ بھی اس طرح روشن ہو گیا کہ دوسری طرف کا منظر یوں دکھائی دیتے لگا۔ جیسے درمیان میں کوئی چیمبر سی نہ ہو۔ دوسری طرف ایک طویل و عرض کمرہ تھا جس کے فرش پر اس وقت پانچ مرد اور ایک عورت گھٹڑیوں کی صورت میں بیہوش پڑے تھے۔ یہ عورت جو لیا اور مردوں میں کیپٹن شیکل — نعمانی — چوہان — صدیقی — اور تنویر شامل تھے۔

میڈم کیٹ کی آنکھیں انہیں دیکھ کر اور زیادہ سُرخ ہو گئیں۔ اس نے مشین پر لگی ہوئی ایک ناب کو باتیں طرٹ گھما دیا اور پھر اس کے ساتھ موجود ایک چھوٹا سا بٹن دبایا۔ ناب کے اوپر موجود ڈائل پر سُرخ رنگ کی سوئی تیزی سے آگے بڑھی اور پھر ڈائل کے درمیان میں آ کر تھر تھرنے لگی۔ چند لمحوں بعد سپیشل روم میں پڑے ہوئے سیکرٹ سروس کے ممبران کے

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

جسموں میں تھر تھراہٹ سی پیدا ہوئی اور آہستہ آہستہ ان کے جسم کھٹے چلے گئے وہ ہوش میں آ رہے تھے۔

سب سے پہلے کیپٹن شیکل کی آنکھیں کھلیں۔ آنکھیں کھٹے ہی وہ اچھل کر بیٹھ گیا اور حیرت سے ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ اس کے دیکھتے ہی دیکھتے باقی بھی ہوش میں آتے چلے گئے۔

”دیکھو مادام! — ان میں سے کون ہے جس نے تم پر تشدد کیا تھا؟“ میڈم نے کرخت لہجے میں قریب بیٹھی مادام سے مخاطب ہو کر کہا۔

”وہ ان میں سے نہیں ہے۔ — ان میں صرف ایک آدمی یہاں موجود ہے۔“ — مادام نے تنویر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”اوہ! — اس کا مطلب ہے کہ علی عمران ان میں شامل نہیں ہے۔“

میڈم کیٹ کا لہجہ یکدم بگڑ گیا۔

”نہ صرف علی عمران — بلکہ اس کا جیسی باڈی گارڈ — اور اس کا ایک اور ساتھی جو میرے سامنے اُس وقت موجود تھا، ان میں سے کوئی بھی نہیں ہے۔“ مادام نے جواب دیا۔

”نمبر تھرٹین“ — میڈم نے مڑ کر نمبر تھرٹین کی طرف دیکھتے ہوئے چیخ کر کہا۔

”لیس میڈم“ — نمبر تھرٹین نے گھبرا کر کسی سے اترتے ہوئے جواب دیا۔

”تم تو کچھ رہے تھے کہ سب پکڑے گئے ہیں۔“ مگر بڑی مچھلیاں تو غائب ہیں۔“ — میڈم کیٹ کے لہجے میں بے پناہ کڑھٹگی تھی۔

پھر اس سے پہلے کہ نمبر تھرٹین کوئی جواب دیتا۔ اچانک مشین کے ایک کونے سے ایک انسانی آواز ابھری۔

”الیون ون سپیکنگ میڈم — ایمر جنسی کال — پلیز انڈ اوور۔“

بولنے والے کا لہجہ بے حد مودبانہ تھا۔

”یس میڈم کیٹ اٹنڈنگ یو۔۔۔ اور۔۔۔ میڈم کیٹ نے چونک کر ایک بٹن دباتے ہوئے کہا۔

”میڈم!۔۔۔ میں گٹریں لگے ہوئے آلات نے ابھی ابھی اطلاع دی ہے کہ تین غوطہ خور گٹریں داخل ہوئے ہیں۔۔۔ ان کے جسموں پر گھاٹ پر کرایہ پر ملنے والا لباس ہے۔۔۔ ہو سکتا ہے کہ یہ شوقیہ غوطہ خور ہوں۔۔۔ میں نے اس لئے کال کیا ہے کہ ان کا کیا کیا جائے۔۔۔ اگر یہ شوقیہ غوطہ خور ہیں اور اتفاق سے گٹریں آگھے ہیں تو پھر خود ہی واپس چلے جائیں گے۔۔۔ لیکن اگر آپ کہیں تو انہیں ہلاک کر دیا جائے۔ یا۔۔۔ پکڑ لیا جائے۔ اور۔۔۔؟ ایون ون نے مودبانہ انداز میں پوچھتے ہوئے کہا۔

”انہیں سپیشل روم کے ساتھ منسلک کرو۔۔۔ میں خود چیک کرتی ہوں۔ اور۔۔۔“ میڈم کیٹ نے ایک لمحہ سوچنے کے بعد کہا اور پھر اس نے مشین کے دائیں کونے پر لگے ہوئے بٹن دبا دیئے۔ دوسرے لمحے مشین کے دائیں طرف بنی ہوئی ایک چھوٹی سی سکرین روشن ہو گئی۔ سکرین پر ایک بہت بڑے گٹر کا منظر نمایاں تھا اور تین غوطہ خور تنزی سے گٹریں آگے بڑھ رہے تھے۔ میڈم نے ایک ناب کو گھما کر شروع کیا تو سکرین پر ان غوطہ خوروں کا کھڑا پ دکھائی دینا شروع ہو گیا۔ پھر ایک غوطہ خور کا چہرہ غوطہ خوری کے شیشے کے بنے ہوئے کنڈوپ میں بہت واضح ہو گیا۔

”میڈم!۔۔۔ یہی وہ شخص ہے جس نے مجھ پر تشدد کیا تھا۔۔۔ میرا خیال ہے کہ یہی علی عمران ہے۔۔۔“ مادام نے اچانک چنچتے ہوئے کہا۔

”اوہ!۔۔۔ اچھا ہوا کہ ہم نے کھڑا پ دیکھ لیا۔۔۔ درزیں یہی سوچ رہی تھی کہ کوئی شوقیہ غوطہ خور ہیں۔ خود ہی گٹریں سر مار کر واپس چلے جائیں گے۔“

میڈم کیٹ نے کہا۔

اور پھر مادام نے ایک بٹن دبایا۔

”ایون ون!۔۔۔ یہ تینوں بے حد خطرناک دشمن ہیں۔۔۔ انہیں بہوش کر کے فوراً سپیشل روم میں بھجوا دو۔۔۔ میں ان کا انتظار کر رہی ہوں۔ اور۔۔۔“ میڈم کیٹ نے انتہائی تحکمانہ لہجے میں کہا۔

”یس میڈم۔ اور۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”کام انتہائی احتیاط سے کرنا۔۔۔ یہ بے حد خطرناک لوگ ہیں۔ اور۔۔۔“ میڈم نے اسے ایک بار پھر محتاط رہنے کی تلقین کرتے ہوئے کہا۔

”آپ قطعاً بے فکر رہیں میڈم!۔۔۔ آپ کا یہ خادم اپنے کام میں ماہر ہے اور۔۔۔ ایون ون نے با اعتماد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اور اینڈ آل۔۔۔“ میڈم نے کہا اور پھر اس نے بٹن بند کر دیا۔

”میرا خیال ہے کہ ان تینوں کو بھی سپیشل روم میں پہنچنے دیا جائے۔ پھر ان سب کا اکٹھا ہی قیمہ کیا جائے۔“ میڈم نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس نے مشین کا ایک بٹن دبا دیا۔

بٹن دبتے ہی سامنے والا شیشہ ایک بار پھر اندھا ہو گیا۔ اب سپیشل روم کا منظر ان کی نظروں سے اوجھل ہو چکا تھا۔

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

اسی لمحے فرینک آگے بڑھا اور اس نے ہاتھ کے اشارے سے عمران کو بتایا کہ یہ وہ گٹر نہیں ہے جس کی تلاش میں ہم ہیں۔ چنانچہ عمران سر ہلاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد انہوں نے ٹارچ کی روشنی میں عمارت کی عین جڑ میں ایک بہت بڑے گٹر کا دھانہ دیکھ لیا۔ یہ دھانہ اتنا بڑا تھا کہ اس میں بیک وقت تین آدمی اندر داخل ہو سکتے تھے۔ اس کے باہر کوئی جالی وغیرہ نہ تھی۔ اور یہ اس مہارت سے بنایا گیا تھا اس کے اندر دریا کا پانی بھرا ہوا تھا۔ مگر اس کے باوجود اندر کا گندہ پانی دریا کے پانی کے ساتھ مل کر باہر نکلتا جا رہا تھا۔ یہ گٹر نیچے سے اوپر کی طرف چل جا رہا تھا اور دھانے سے کچھ فاصلے تک تو دریا کا پانی موجود تھا مگر اس کے بعد اس میں دریا سے پانی کی ملاوٹ کم اور عام گندے پانی کی مقدار زیادہ ہوتی چلی جا رہی تھی۔

فرینک نے جب اس دن کو دیکھ کر اثبات میں سر ہلایا تو عمران اس دھانے کے اندر داخل ہو گیا۔ سفدر اور فرینک اس کے پیچھے تھے۔ وہ تینوں تیزی سے اٹھارتے ہوئے اوپر بلندی کی طرف تیرتے چلے جا رہے تھے۔ گٹر نیچے کے کتنا طویل تھا کہ اس کا دوسرا سرا کہیں نظر نہ آ رہا تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے یہ بھی دریا کی ہی ایک شاخ ہو۔

وہ ذرا آگے بڑھے تو انہیں گٹر میں ہلکی ہلکی روشنی نظر آنے لگی۔ اور پھر جوں جوں وہ آگے بڑھتے چلے گئے روشنی تیز ہوتی چلی گئی۔

وہ تینوں تیزی سے تیرتے ہوئے آگے بڑھے چلے جا رہے تھے کہ اچانک عمران کو نامعلوم سا احساس ہونے لگا کہ کوئی انہیں دیکھ رہا ہے۔ اس نے ٹارچ کی روشنی ڈال کر ادھر ادھر دیکھا۔ مگر وہاں گٹر کی مٹھوس دیواروں اور پانی کے سوا اور کچھ بھی نہ تھا۔ عمران نے سوچا کہ شاید یہ اس کا وہم ہو گا کہ اچانک انہیں اپنے پیچھے ایک تیز

دریا میں غوطہ لگاتے ہی عمران تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ سفدر اور فرینک اس کے پیچھے تھے۔ ان تینوں کی پشت پر گیس کے بڑے بڑے سلنڈر موجود تھے اور عمران کو اطمینان تھا کہ سلنڈر کی ہوا کم از کم تین گھنٹوں سے پہلے ختم نہ ہوگی۔ اس لئے وہ بڑے اطمینان سے دریا کی گہرائی میں تیرتے چلے گئے۔ عمران کے ایک ہاتھ میں وارٹر ٹارچ تھی اور دوسرے ہاتھ میں میزائل گن۔

تقریباً پندرہ منٹ تک مسلسل تیرنے کے بعد وہ اس عمارت کے قریب پہنچ گئے جو میڈیم کیٹ کے ہیڈ کوارٹر کا پشتی حصہ تھا۔ اور پھر انہوں نے مزید گہرائی میں غوطہ مارا اور عمارت کی دیوار کے ساتھ ساتھ تیرتے چلے گئے۔

عمران نے ٹارچ روشن کر لی تھی اور طاقتور ٹارچ کی تیز روشنی نے پانی کے اندر سے منظر کو خوب روشن کر دیا تھا۔ عمران ٹارچ کی روشنی دیوار پر مارتا ہوا آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔ پھر اچانک وہ ٹک گیا۔ دیوار میں ایک خاصا بڑا سوراخ تھا جس کے باہر ایک جالی لگی ہوئی تھی۔

تھے۔ صرف بوزن باہر تھا۔ اور بوزن کی خانہ پُری فرینک نے کر دی تھی جو ہوش میں آکر خوف زدہ انداز میں ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔

”علی عمران! تم نے دیکھا کہ تم اور تمہاری سیکرٹ سروس کے سب لوگ کتنی آسانی سے میرے ہاتھ آگئے ہیں“ اچانک کمرے میں میڈم کیٹ کی کراخت آواز سنائی دی۔

”ارے میڈم! تم جیسی عورتیں تو میری کمزوری ہیں۔ تم مسکرا کر بلا لیتیں تو میں سر کے بل آجاتا۔“ خواہ مخواہ اتنا تکلف کیا۔ عمران نے بڑے مطمئن انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہوں!۔۔۔ خاصا طنز کر لیتے ہو۔۔۔ بہر حال کافی دنوں کے بعد ایک تماشہ ہاتھ آیا ہے۔۔۔ آج میں اس تماشے سے پوری طرح محفوظ ہونا چاہتی ہوں“۔۔۔ میڈم کیٹ کی آواز سنائی دی۔

اور پھر عمران نے دیکھا کہ میڈم کیٹ کا ہاتھ سامنے رکھی ہوئی مشین کی طرف بڑھا اور دوسرے لمحے عمران سمیت سب لوگوں کے منہ سے بے اختیار چیخیں نکلتی چلی گئیں۔ ان سب کو اپنے پیروں میں بجلی کے شدید جھٹکے لگتے محسوس ہوتے تھے اور وہ بے اختیار اچھل پڑے تھے۔

مگر جیسے ہی ان کے پیر دوبارہ فرش پر لگے وہ پہلے سے بھی زیادہ اچھلے۔ کیونکہ اس بار کرنٹ زیادہ طاقتور تھا۔

میڈم نے یقیناً فرش پر کرنٹ چھوڑ دیا تھا اور کرنٹ خاصا طاقتور تھا۔ اور شاید اسی سوچے سمجھے منصوبے کے تحت ان سب کے پیروں سے جو تپے پہلے ہی اتار لئے گئے تھے۔

صورت حال عمران کے بس سے باہر ہوتی جا رہی تھی ظاہر ہے تمام لوگ گیندوں

کی طرح فرش پر اچھل رہے تھے اور کرنٹ لمحہ بہ لمحہ زیادہ طاقتور ہوتا جا رہا تھا اور جیسے جیسے کرنٹ میں طاقت آتی جا رہی تھی اتنی ہی اونچی چھلانگیں سب لوگ لگا رہے تھے۔ دیکھا علی عمران!۔۔۔ کتنا دلچسپ تماشہ ہے۔۔۔ مگر ابھی یہ آغاز ہے۔

میڈم کیٹ کی طنز یہ آواز عمران کے کانوں میں پڑی تو اس کے اچھلتے ہوئے جسم میں ایک عجیب سی سرسراہٹ پھیلی چلی گئی۔ یقیناً اب اس کے ذہن نے سنجیدگی کی طرف پرواز کرنی شروع کر دی تھی۔ اس نے بڑی بھرتی سے پہنا ہوا کوٹ اتارا اور اسے فرش پر پھینک کر اس پر پیر کھڑکھڑا ہو گیا۔ اب کرنٹ مفقود ہو چکا تھا اور وہ اطمینان سے کھڑا تھا۔ اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے سب نے اس کی پیروی کی۔ اور نتیجہ یہ کہ وہ سب لمپتے ہوئے اپنے اپنے لباسوں پر جمے کھڑے تھے۔ جوش اور مسلسل اچھلنے کی وجہ سے ان کے چہرے کافی حد تک بگڑ چکے تھے۔

”خوب!۔۔۔ خاصے عقلمند ہو“۔۔۔ میڈم کیٹ کی آواز سنائی دی۔ اور اس کا ہاتھ ایک بار پھر مشین کی طرف بڑھا۔

ادھر عمران سوچ رہا تھا کہ اب اس سچوشن کو فوری طور پر بدلنا چاہیے ورنہ میڈم کیٹ تو انہیں اسی طرح نچا نچا کر مار ڈالے گی۔

لیکن ابھی وہ سوچ ہی رہا تھا کہ اچانک کمرے کی دیواروں سے چپو نما لوہے کی لٹھیں باہر نکلیں اور پھر وہ اتنی تیزی سے دائیں بائیں حرکت کرنے لگیں کہ عمران اور اس کے ساتھی ان سے ٹکرا کر گیند کی طرح آگے پیچھے اچھلنے لگے۔ یہ چپو جب انہیں سامنے سے لگتے تو وہ پیچھے الٹ جاتے اور پھر سچھلا چپو پوری قوت سے ان کی کمر سے لگتا تو وہ آگے جا گرتے۔

چپوؤں کی یہ قطاریں چھت سے زمین تک چلی گئی تھیں۔ عمران نے تیزی سے ایک چپو کو پکڑنا چاہا۔ مگر دوسرے لمحے ایک جھٹکے سے اس کا ہاتھ علیحدہ ہو گیا۔

کیونکہ لوہے کے چپوؤں میں بھی طاقتور کرنٹ دوڑ رہا تھا۔ اور عمران اور اس کے ساتھیوں کو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے کوئی انہیں لائٹنیوں سے بُری طرح پیٹ رہا ہو۔ اور اسی رفتار سے سیکرٹ سروس کے ممبران کے حلقے سے چیتھیں برآمد ہو رہی تھیں۔ ان چپوؤں سے بچنے کی کوئی راہ نظر نہ آرہی تھی اور اسی لمحے میڈم کیٹ کا زہر ملا قبضہ کمرے میں گونج اٹھا۔ وہ شاید اس منظر سے پوری طرح لطف اندوز ہو رہی تھی اور شاید وہی لمحہ تھا جب عمران کی کھوپڑی آؤٹ آف کنٹرول ہو گئی۔

عمران نے انتہائی پھرتی سے ایک چپو کو دونوں ہاتھوں سے پکڑا اور پھر بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر دوسرے چپو پر پیر کر رکھ کر اس نے زوردار ہائی جമ്പ لگایا اور پھر اس کا جسم جیسے ہوا میں تیرتا ہوا سیدھا چھت کی طرف گیا۔ چھت کے قریب ہی ایک ٹرائی نمائندہ موجود تھا جس کے ذریعے سپیشل روم میں لوگوں کو لایا اور لے جایا جاتا تھا۔ اور عمران سیدھا سرکس کے ماہر کی طرح اس ٹرائی کے تختے پر پہنچ گیا۔

ٹرائی کا تختہ چھت سے قدرے نیچے تھا۔ وہ پوری طرح چھت میں فکس نہ تھا تختے پر پہنچتے ہی عمران نے دونوں ہاتھ اوپر بڑھائے اور پھر وہ اچھل کر تختہ اور چھت کے درمیانی خلا سے نکلتا ہوا چھت پر پہنچ گیا۔ اور عین اسی لمحے تختہ ایک زور جھٹکے سے چھت سے فکس ہو گیا۔ اگر عمران کو ایک لمحے کی بھی دیر ہو جاتی تو یقیناً بھاری تختے اور مضبوط چھت کے درمیان اس کا جسم سینڈ وچ بن چکا ہوتا۔

عمران چھت پر پہنچتے ہی انتہائی تیزی سے آگے بڑھا۔ سامنے ہی ایک دروازہ نظر آرہا تھا اور عمران جانتا تھا کہ اس کے دروازے تک پہنچتے ہی میڈم کے کاندھے وہاں پہنچ جائیں گے اور مسلح مجرموں کے مقابلے میں وہ خالی ہاتھ زیادہ دیر تک

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
•
C
O
M

مٹھہ نہ آسکتا۔ اس لئے وہ تیزی سے دوڑتا ہوا دروازے کے قریب پہنچا اور پھر ستون کی آڑ میں چھپ کر کھڑا ہو گیا۔

اسی لمحے اُسے دروازے کی دوسری جانب تیزی سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز سنائی دی۔ اور عمران کے لبوں پر ایک زہریلی مسکراہٹ دوڑنے لگی۔ آنے والوں کی رفتار بتا رہی تھی کہ وہ آدھی اور ظلوخان کی طرح اڑے چلے آ رہے ہیں اور یہ بات عمران کے حق میں سی جاتی تھی۔ اور چند لمحوں بعد وہی ہوا ایک لحیم شمیم نقاب پوشش توپ کے گولے کی طرح دروازے سے نمودار ہوا۔ مگر عمران اس کے لئے تیار تھا۔

عمران نے ستون کی آڑ سے ہی پر آگے بڑھا اور نتیجہ کہ نقاب پوشش قلابازیاں کھانا آدھا جھٹ پڑ گھسٹا چلا گیا۔ اس کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن اس کے ہاتھوں سے نکل کر دایں طرز جا گئی۔ اور عمران نے اسے شیش گن کو اٹھانے کے لئے اپنا زندگی کی نذرین دوڑ لگائی۔ چنانچہ جب تک کہ وہ نقاب پوش سنبھلا، عمران مشین گن پر قبضہ کر چکا تھا اور بہن اسی لمحے دروازے پر نقاب پوش دروازے میں نمودار ہوا۔ اور عمران کی مشین گن نے گولیاں اگلی شروع کر دیں۔ مشین گن کا پہلا شکار دروازے میں نمودار ہونے والا نقاب پوش بنا جب کہ دوسرا شکار وہ بنا جس کی مشین گن پر عمران نے قبضہ کیا تھا۔

عمران نے بڑی پھرتی سے دونوں کو گھسیٹ کر ستون کی آڑ میں کیا اور پھر اس نے انتہائی پھرتی سے ان میں سے ایک نقاب پوش کے کپڑے اٹارنے شروع کر دیئے کیونکہ دوسرا نقاب پوش اس سے جسمانی طور پر کہیں زیادہ لحیم شمیم تھا۔ اس کے کپڑے اسے ڈھیلے آتے۔ مشین گن کی گولیوں کے سوراخ اس لباس پر بھی موجود تھے اور خون کے دھبے بھی۔ لیکن اب اس کے سوا چارہ نہ تھا

اس لئے عمران نے نقاب پوش کا لباس پہنا۔ اس کی نقاب لگائی اور پھر مشین گن اٹھاتے وہ تیزی سے دروازے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

چھت پر آنے اور لباس بدل کر باہر نکلنے میں بہت ہی کم وقت لگا تھا۔ شاید پانچ یا چھ منٹ۔ لیکن اتنے کم وقت میں بھی اُسے احساس تھا کہ اس کے ساتھیوں پر سپیشل روم میں کیا قیامت گزر گئی ہوگی۔ اور خاص پر جولیا پر۔ جو اسے اس وقت بھی جب وہ نکلنے لگا تھا قریباً ختم ہوتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔

عمران دروازے سے باہر نکلتے ہی اچانک مٹھک کر رک گیا کیونکہ اس کے احساس کانوں میں کہیں قریب ہی جنریٹر چلنے کی مخصوص آواز سنائی دی۔ اور یہ آواز سننے ہی عمران کی آنکھوں میں مسرت کی چمک ابھر آئی۔ وہ تیزی سے اس طرف مڑتا چلا گیا۔

یہ ایک چھوٹی سی رہائشی تھی جس کے آخر میں لوہے کا ایک دروازہ تھا۔ دروازے کے باہر دو مشین گنوں سے مسلح دربان موجود تھے۔ مگر عمران اطمینان سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ اُسے یقین تھا کہ اس لباس میں فوری طور پر وہ اسے کچھ نہ کہیں گے۔ اب جنریٹر چلنے کی مخصوص آواز خاصی تیز ہو گئی تھی۔

”تم ادھر کیوں آ رہے ہو بسکسٹون“۔ اچانک ان دونوں نے مشین گنوں کا رخ عمران کی طرف کرتے ہوئے کہا۔

”میڈم کا آرڈر ہے“۔ عمران نے ہلچے کو بھاری بناتے ہوئے کہا۔ وہ اب ان دونوں کے نزدیک پہنچ چکا تھا۔

”کیا آرڈر ہے“۔ ان میں سے ایک نے چونکتے ہوئے پوچھا۔ جنریٹر روم کا دروازہ کھولو۔ میں نے ایک پرزہ تبدیل کرنا ہے جلدی۔

عمران نے انتہائی سکمانہ لہجے میں کہا اور وہ دونوں ایک لمحے لئے سوچ میں پڑ گئے۔

”جلدی کرو!۔ ایک ایک لمحہ قیمتی ہے“۔ عمران نے پہلے سے

زادہ کراخت لہجے میں کہا اور ان دونوں نے بے اختیار کندھے جھٹکے اور پھر ان میں سے ایک نے مرکز دروازے کی جڑ کے پاس مخصوص انداز میں ٹھوکر ماری اور ٹھوکر لگتے ہی مضبوط دروازہ کھلتا چلا گیا۔ اُسے یہ خون۔ اچانک ایک دربان چلا آیا۔ اسی لمحے عمران نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن کا ٹریگر دبایا۔ اور

وہ دونوں پیچھے بغیر ڈھیر ہو گئے۔ اور عمران نے ان کے پھڑکتے جسموں کی طرف نظر اٹھا کر دیکھنے میں وقت ضائع کئے بغیر جنریٹر روم کے اندر چھلانگ لگا دی۔

یہ ایک بہت بڑا کمرہ تھا جس میں انتہائی جدید ترین اور بہت بڑا جنریٹر چل رہا تھا۔ شاید یہ خود کار تھا۔ اس لئے وہاں کسی آدمی کی ڈیوٹی نہ لگائی گئی تھی۔ عمران کی نظریں جنریٹر کے ایک مخصوص حصے پر جم گئیں۔ یہ جنریٹر کا کنٹرولنگ

پنیل تھا اور دوسرے لمحے عمران نے ہاتھ میں پکڑی مشین گن کا رخ اس پنیل کی طرف کر کے ٹریگر دبایا۔ گولیاں بارش کی طرح اس کنٹرولنگ پنیل پر پڑی اور پھر ایک خوفناک دھماکا ہوا۔ اور کنٹرولنگ پنیل کے پرچھے اڑ گئے اس کے ساتھ ہی ایک جھماکا سا ہوا۔ بجلی ایک لمحے کیلئے جا کر دوبارہ آگئی۔ اور عمران کا رخ خود بخود بائیں

طرف مڑ گیا۔ اس بڑے جنریٹر کے تباہ ہوتے ہی کونے میں موجود ایک ایمر جنسی جنریٹر خود بخود چلنا شروع ہو گیا تھا اور عمران میڈم کیٹ کے حسن انتظام پر دل ہی دل میں عیش عیش کرا اٹھا۔ مگر اس کی انگلی ایک بار پھر ٹریگر کو حرکت میں لے آئی اور اس بار گولیوں نے ایمر جنسی جنریٹر کے کنٹرولنگ پنیل کے پرچھے اڑا دیئے۔ اور ایک اور دھماکا

سے کمرہ گونج اٹھا اور پھر کھٹ کھٹ ہر طرف تاریکی سی چھا گئی۔ عمران نے تاریکی ہوتے ہی تیزی سے دروازے سے باہر چھلانگ لگائی اور وہ ناک کی سیدھ میں دوڑا چلا گیا۔

”چونکہ تم اس رے ہاتھوں گرفتار ہو گئی تھی۔ اس لئے اس کی دہشت تم پر بڑھ گئی ہے۔ تم نکل کر دو۔ ابھی چند لمحوں بعد تم اس کی لاش دیکھو گی۔ نہتا آدمی مشین گنوں کے مقابلے میں کہاں بڑھ سکتا ہے۔“ میڈم کیٹ نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

”میڈم!۔۔۔ وہ مارا گیا ہے۔ ابھی چند لمحوں بعد اس کی لاش یہاں آجائے گی۔“ ایم ون نے دروازے سے اندر داخل ہوتے ہوئے بڑے با اعتماد لہجے میں کہا۔

”ہوں!۔۔۔ ٹھیک ہے۔“ میڈم نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔
”میرا خیال ہے کہ ان سیکورٹ سروس کے ممبران کی لاشیں غائب کرنے کی بجائے انہیں بطور تحفہ صدر ایگری میا کو روانہ کر دیا جائے۔ تاکہ اسے معلوم ہو کہ جس ٹیم کی تعریفیں وہ عالمی پریس کا نفرنس میں کر رہا تھا ان کا یہ حشر ہم نے کیا ہے۔“ مادام کے میڈم کیٹ سے مخاطب ہو کر کہا۔
”گڈ آئیڈیا!۔۔۔ یہ ٹھیک ہے۔ اس طرح پوری دنیا پر ہماری دہشت چھا جائے گی۔“ میڈم کیٹ نے اچھلتے ہوئے کہا۔ اسے شاید یہ آئیڈیا بیحد پسند آیا تھا۔

”لیکن اس سے پہلے کہ وہ اس آئیڈیا کو عملی جامہ پہنانے کے لئے کوئی اقدام کرتی۔ اچانک انہیں دور ایک زوردار دھماکہ سنائی دیا اور چند سیکنڈ بعد ایک اور دھماکہ سنائی دیا اور اس کے ساتھ ہی ہر طرف گہری تاریکی چھا گئی۔“
”یہ کیا ہوا۔۔۔ یہ دونوں جنرٹیر کیسے خراب ہو گئے۔“ ہان دونوں نے بیک وقت اٹھتے ہوئے کہا۔ اور چہرہ تیزی سے باہر کی طرف لپکیں اور شاید اسی لمحے نیچھے بیٹھا ہوا نمبر تھریٹن بھی آگے بڑھا تھا۔ اس لئے وہ تینوں ہی ٹھکرا

کو دروازے کے پاس گر گئے۔

”یہ کون ہے۔۔۔ ٹاپ ایمر جنسی جنرٹیر چلاؤ۔۔۔ جلدی۔“ میڈم کی چینتی ہوئی آواز سنائی دی اور چہرہ تیزی سے گرتی پڑتی دروازے سے باہر نکل گئی لیکن گھپ اندھیرے میں ہر طرف چیخ و پکار سی مچی ہوئی تھی۔ لوگ ایک دوسرے کو آدائیں دے رہے تھے۔

ایم ون چیخ چیخ کر ٹاپ ایمر جنسی جنرٹیر چلانے کے احکام دے رہا تھا۔ اس کی آواز دروازے سے تھوڑی دور ہی سنائی دے رہی تھی۔

”ایم ون!۔۔۔ اچانک میڈم نے چینتے ہوئے کہا۔

”یس میڈم۔۔۔ ایم ون کی آواز سنائی دی۔

یہ آخر سب کچھ ہوا کیسے۔۔۔ میڈم نے چیخ کر کہا۔

”معلوم نہیں میڈم!۔۔۔ لائٹ آنے پر پتہ چلے گا۔۔۔ آپ آپریٹنگ روم میں تشریف رکھیں۔ باہر نہ آئیں۔ ایسا نہ ہو کہ اندھیرے میں آپ کو کوئی نقصان پہنچ جائے۔“ ایم ون نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔۔۔ مادام آؤ۔“ میڈم نے اس کا مشورہ مانتے ہوئے کہا اور چہرہ اندھوں کی طرح دیوار کو ٹھوٹتی ہوئی واپس دروازے سے کمرے میں داخل ہو گئی۔ مادام بھی اس کے پیچھے تھی۔

پھر جیسے ہی وہ کمرے میں داخل ہوئیں۔ انہیں کسی اور کی بھی اندر آنے کی آہٹ سنائی دی۔ اور پھر دروازہ ایک دھماکے سے بند ہو گیا۔

”کون ہے۔۔۔“ میڈم نے چینتے ہوئے کہا۔

”ایم ون میڈم۔“ ایم ون کی آواز سنائی دی اور میڈم نے اطمینان کا ایک طویل سانس لیا۔

”مگر یہ دروازہ کیوں بند کیا ہے تم نے۔“ — میڈم نے کہا مگر اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ مکمل ہوتا بجلی ایک بار پھر آگئی اور اچانک بجلی آنے کی وجہ سے میڈم اور مادام دونوں کی آنکھیں چکا چوند ہو گئیں۔

مگر دوسرے لمحے مادام کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے کمرہ گونج اٹھا۔
”لگ۔ کیا ہوا۔“ — میڈم نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا اور عین اسی لمحے اسے دروازے کے قریب کھڑا نقاب پوش نظر آنے لگ گیا۔ اس نے مشین گن کا بٹ میڈم کے پیچھے کھڑی ہوئی مادام کے سر پر پوری قوت سے مارا تھا اور اب میڈم اس کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن کے نشانے پر تھی۔ اس نقاب پوش کے جسم پر پہنے ہوئے لباس پر گولیوں کے نشانات اور خون کے دھبے نمایاں نظر آ رہے تھے۔

”لگ۔ کون ہو تم۔“ — میڈم کیٹ لے لہجے میں شاید زندگی میں پہلی بار بوکھلاہٹ نمایاں ہوئی تھی۔

”پرنس آف ڈھپ میڈم۔“ نقاب پوش نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”میڈم۔ میڈم!۔ دروازہ کھولنے۔ ایم ون کو کسی نے ہلاک کر دیا ہے۔“ — دروازے کے باہر سے نمبر تھرٹین کے چیننے کی آواز سنائی دی۔ مگر عمران جانتا تھا کہ دروازہ خود کار ہے۔ اب یہ اندر سے ہی کھولا جاسکتا ہے۔ اس لئے وہ اطمینان سے کھڑا رہا۔

”تم کیا چاہتے ہو۔“ — میڈم نے تھوک نکلتے ہوئے کہا۔

”اطمینان سے اس کرسی پر بیٹھ جاؤ۔“ عمران نے سپاٹ لہجے میں کہا اور پھر مشین گن کی مال میڈم کے سینے سے لگا دی۔ اور میڈم اس کی نقاب

میں سے جھانکتی ہوئی آنکھوں کو دیکھتے ہوئے کسی سحرزدہ شخص کی طرح خاموشی سے پچھلی کرسی کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

اور پھر جیسے ہی وہ کرسی پر بیٹھی، عمران کے ہاتھ نے بجلی کی سی تیزی سے حرکت کی اور اس بار مشین گن کا بٹ پوری قوت سے میڈم کے سر پر پڑا۔ اور میڈم بغیر کوئی آواز نکلے کرسی پر سے گر کر فرش پر ڈھیر ہو گئی۔

”کوئی مداخلت نہ کرے۔“ — اچانک عمران نے میڈم کیٹ کی آواز میں چیختے ہوئے کہا اور دروازے پر ہونے والی بے پناہ دستک اس آواز کے ساتھ ہی ختم ہو گئی۔

”کیا حکم ہے میڈم۔“ — دوسری طرف سے اس بار مودبانہ آواز سنائی دی۔ یہ نمبر تھرٹین تھا۔

”میں نے حکم کا انتظار کر دیا۔“ عمران نے میڈم کے لہجے میں جواب دیا۔ دراصل ابھی اس کے ذہن میں کوئی بات واضح نہ ہوئی تھی۔ اس لئے اس نے ایسا کہہ دیا تھا۔ پھر وہ تیزی سے آگے بڑھا اور مشین کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا۔

پیشل روم میں پڑے ہوئے عمران کے ساتھی اسے صاف نظر آ رہے تھے۔ عمران نے غور سے مشین کو دیکھا اور پھر وہ اس کی ساخت کو سمجھنے کے لئے ذہن پر زور دیتے لگا۔ وہ کوئی رسک نہ لینا چاہتا تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ یہ شیطانی چرخہ ایک غلط ہٹن کے دستے ہی اس کے ساتھیوں کو موت کے عمیق غاروں میں دھکیل سکتا ہے۔ لیکن مشین خاصی پیچیدہ تھی۔ پھر آہستہ آہستہ اس کے ذہن میں مشین کی ساخت سمجھ آنے لگ گئی۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر ایک ہٹن دبایا اور ہٹن دبستے ہی نتیجہ اس کی توقع کے مطابق رہا۔ اس شیشے کے کیبن میں پیشل روم

کی طرف ایک دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا۔

عمران دروازہ کھلتے ہی کرسی سے اٹھا اور پھر تیزی سے جھاگتا ہوا پیش روم میں داخل ہو گیا۔ اس نے سب سے پہلے جولیا کی نبض دیکھی اور اسے یہ دیکھ کر اطمینان ہو گیا کہ جولیا کی نبض ٹھیک تھی۔ اس نے پھرتی سے جولیا کی ناک اور منہ بیک وقت بند کیا اور چند لمحوں بعد جولیا نے پھر پھڑپھڑا کر آنکھیں کھول دیں۔

"جولیا! — ہوش میں آؤ — جلدی ہوش میں آؤ" — عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

اور شاید یہ عمران کی مانوس آواز کا اثر تھا۔ یا — اس کے سکھانے لہجے کا کہ جولیا اچھل کر کھڑی ہو گئی۔

"میرے ساتھ آؤ — جلدی" — عمران واپس کیبن کی طرف مڑ گیا۔ اور جولیا لڑکھڑاتی ہوئی اس کے پیچھے چل دی۔ چلتے سے شاید اسے بے پناہ تکلیف ہو رہی تھی۔ اس لئے اس کے منہ سے کراہیں نکل رہی تھیں۔ مگر وہ ضبط کئے اس کے پیچھے چلی آئی۔

کیبن میں آکر عمران نے فرش پر پڑی ہوئی بیہوش میڈم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"اس سے لباس بدل لو — جلدی کرو — میں اتنے میں باقی ساتھیوں کو ہوش میں لے آتا ہوں" — عمران نے جولیا سے کہا اور خود دوبارہ مشین کی طرف متوجہ ہو گیا اور پھر اس نے پھرتی سے دوپارہ بن اوپر نیچے کئے اور اس کے ساتھ ہی پیش روم میں ہلکی سی گونج کی آواز پیدا ہوئی اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے پیش روم میں موجود سیکرٹ سروس کے ممبران کے جسموں میں حرکت پیدا ہونے لگی اور پھر چند لمحوں بعد وہ سب ہوش میں آ گئے۔

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
•
C
O
M

"میں نے لباس بدل لیا ہے" — پیچھے سے جولیا کی آواز سنائی دی اور عمران نے مڑ کر دیکھا تو جولیا میڈم کیٹ کے لباس میں کھڑی تھی۔ وہی نقاب جو اس کے چہرے پر موجود تھا۔ اور آنکھیں بھی اسی طرح گہری سرخ تھیں۔ شاید یہ تکلیف اور بیہوشی کی وجہ سے تھا۔ بہر حال اس سے میک اپ خود بخود مکمل ہو گیا تھا۔

"میڈم لیٹ ہوں — اس تنظیم کی سربراہ" — عمران نے میڈم کیٹ کے لہجے میں جولیا سے مخاطب ہو کر کہا اور وہ بین جولیا سمجھ گئی کہ عمران نے یہ فقرہ کیوں بولا ہے۔ اس نے فوراً ہی یہی فقرہ میڈم کی آواز میں دہرایا۔

"ذرا سی کراہتی پیدا کرو" — عمران نے کہا اور اب جولیا بولی تو عمران نے اطمینان سے سر ہلادیا۔

اسی لمحے عمران نے کیپٹن شکیل کو تیزی سے کیبن کی طرف بڑھتے دیکھا۔

"شکیل! — باقی ساتھیوں کے ساتھ ٹھہرو" — عمران نے شکیل سے مخاطب ہو کر کہا اور شکیل ٹھٹھاک کر رک گیا۔ کیونکہ وہ عمران کو شاید دشمن سمجھ کر آ رہا تھا۔

اور پھر عمران نے ایک بٹن دبا کر دروازہ بند کر دیا۔

"دیکھو جولیا! — اب تم نے میڈم کیٹ کا روپ بدل لیا ہے — میں چند لمحوں بعد دروازہ کھولوں گا — تم مسلح لوگوں کو حکم دینا کہ ان لوگوں کو یعنی اپنے ساتھیوں کو اس کمرے سے نکال کر اپنے مخصوص کمرے میں پہنچایا جائے۔ اور خود یہاں کے اسلحہ سٹور کی طرف جانا — میں تمہارے ساتھ ہوں گا۔"

عمران نے جولیا کو ہدایات دیتے ہوئے کہا اور جولیا نے سر ہلادیا۔

عمران نے مشین کا ایک بٹن دبایا۔

کیپٹن شکیل۔ صفدر اور باقی لوگ سُن لیں کہ جولیاء دراصل میڈم کیٹ کے روپ میں ہے۔ حالات بے حد نازک ہیں۔ تمہیں جہاں پہنچایا جائے۔ تم وہاں بغیر کسی حیل و حجت کے چلے جانا۔ ہم دونوں بعد میں تم سے آملیں گے۔ عمران نے انہیں ہدایات دیتے ہوئے کہا۔ اور ان کے سر ہلانے پر مشین کا بٹن آف کر دیا۔

مگر عمران صاحب!۔۔۔ ان دونوں کا کیا کرنا ہے۔ جولیاء نے میڈم اور مادام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

میڈم کا چہرہ شاید ان میں سے کسی نے نہیں دیکھا۔ اس لئے تم حکم دینا کہ اسے بھی باقی ساتھیوں کے ساتھ مخصوص کمرے میں بھیج دیا جائے۔ یہ ابھی جلدی ہوش میں نہ آسکے گی۔ بعد میں اس کا بھی کریا کریم کر لیں گے۔ عمران نے کہا اور پھر اس نے آگے بڑھ کر مشین کا دروازہ کھول دیا۔

”اندر آ جاؤ۔۔۔ جولیاء نے جو دروازے کے قریب کھڑی تھی بڑے سہولت سے لہجے میں کہا جب کہ عمران مشین گن سنبھالے دروازے کے ساتھ رک گیا۔ دوسرے لمحے نمبر تھرٹین تیزی سے اندر داخل ہوا۔

”ان لوگوں کو صحیح سلامت میرے کمرے میں پہنچا دو۔۔۔ مادام اور اس عورت کو بھی۔۔۔ جلدی کرو۔۔۔ جولیاء نے انتہائی کڑخت لہجے میں نمبر تھرٹین سے مخاطب ہو کر کہا۔

مگر میڈم یہ۔۔۔ نمبر تھرٹین نے تیز نظروں سے عمران اور مادام اور میڈم پر نظریں ڈالتے ہوئے کچھ کہنا چاہا۔

”حکم کی فوری تعمیل کرو۔۔۔ جولیاء نے چیخ کر کہا اور نمبر تھرٹین نے تیزی سے سر ہلادیا اور جولیاء تیز تیز قدم اٹھاتی کمرے سے باہر نکل آئی۔ عمران اس

کے پیچھے تھا۔ اس کے باہر نکلتے ہی راہداری میں موجود چار مسلح افراد تیزی سے میڈم کی طرف بڑھے۔

”اسلحے کے سٹور کی طرف چلو۔۔۔ جولیاء نے انتہائی کڑخت لہجے میں کہا اور انہوں نے سر ہلادینے اور پھر دو مسلح افراد تیزی سے آگے بڑھے۔ جولیاء اور عمران ان کے پیچھے چل پڑے۔ جبکہ دو مسلح افراد ان کے پیچھے تھے۔

مختلف راہداریوں سے گزرنے کے بعد وہ لفٹ کے ذریعے اوپر چڑھے اور پھر ایک بار مختلف راہداریوں میں گھومتے ہوئے ایک بڑے سے دروازے پر رک گئے۔ اس دروازے کے باہر دو مسلح دربان موجود تھے۔

”دروازہ کھولو۔۔۔ میڈم نے کڑخت لہجے میں کہا اور دروازے پر موجود مسلح افراد نے تیزی سے مخصوص بٹن دبا کر دروازہ کھول دیا۔

”تم اندر جاؤ۔۔۔ اور جو حکم میں نے دیا ہے وہ پورا کرو۔۔۔ جولیاء نے اس بار انتہائی شگمانہ انداز میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”لیس میڈم۔۔۔ عمران نے انتہائی مودبانہ لہجے میں جواب دیا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا اسلحے کے گودام میں داخل ہو گیا۔ باقی تمام لوگ باہر ہی رہے۔ عمران قریباً دس منٹ بعد واپس آ گیا۔

”حکم کی تعمیل ہو گئی ہے میڈم۔۔۔ عمران نے مودبانہ انداز میں کہا۔

”دروازہ بند کرو۔۔۔ اب میں اپنے کمرے میں جانا چاہتی ہوں۔۔۔ جولیاء کا لہجہ بدستور شگمانہ تھا۔

اس کے حکم پر مسلح افراد نے دروازہ بند کر دیا اور میڈم کے باڈی گارڈ تیزی سے مڑے۔ عمران اور جولیاء ان کے پیچھے چلتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے۔

عمران نے اسلحے کے گودام میں ڈھونڈھ کر انتہائی طاقتور ٹائم بموں پر آگے

گھنٹے کا دست فکس کر دیا تھا اس بڑے کمرے میں جس قدر خونناک اسلحہ موجود تھا اسے دیکھتے ہوئے عمران کو یقین تھا کہ جب یہ بم پھٹے اور اس کے ساتھ اسلحے کا یہ بے پناہ ڈھیر پھیلا تو ہیڈ لوار ٹرکی ایک اینٹ بھی باقی نہ رہے گی۔

مختلف راہداریوں سے گزرنے کے بعد وہ جیسے ہی ایک راہداری میں مڑے سامنے والے دروازے سے اصل میڈم چنچتی ہوئی باہر نکلی۔

”گولی مار دو۔۔۔ یہ نقلی میڈم ہے۔“ میڈم کی چیخ سے راہداری گونج اٹھی مگر اس سے پہلے کہ بولیا کے آگے پیچھے چلنے والے مسلح افراد سچویشن کو سمجھتے، عمران نے مشین گن کا ٹریگر دبا دیا۔

دوسرے لمبے راہداری مشین گن کی آواز اور مسلح افراد کی چیخوں سے گونج اٹھی۔ ایک لمحے میں عمران نے ان چاروں مسلح افراد کو خون میں نہلا دیا تھا۔ میڈم چنچتی ہوئی واپس دروازے کی طرف دوڑی اور اسی لمحے عمران بھی دروازے کی طرف دوڑ پڑا۔ وہ چاہتا تو میڈم کو بھی گولی مار دیتا لیکن اس نے ایسا نہ کیا تھا اور پھر آگے پیچھے دوڑتے ہوئے وہ کمرے میں داخل ہوتے تو میڈم تیزی سے ایک کونے میں رکھے ہوئے ٹرانسمیٹر کی طرف لپک رہی تھی پھر اس سے پہلے کہ اس کے ہاتھ ٹرانسمیٹر تک پہنچتے، عمران کا ہاتھ حرکت میں آیا اور مشین گن کا بٹ ایک بار پھر میڈم کی کھوپڑی پر پڑا اور وہ چنچتی ہوئی نیچے گر پڑی۔ جولیا اب اندر آگئی تھی۔ اسی لمحے عمران کو ساتھ والے کمرے سے اپنے ساتھیوں کی آوازیں سنائی دیں اور عمران نے آگے بڑھ کر وہ دروازہ کھول دیا تو اسے سارے ساتھی رسیوں سے بندھے ہوئے فرش پر پڑے نظر آئے۔

”جولیا!۔۔۔ تم ٹرانسمیٹر آن کر کے ایک بڑی دیگن لے آنے کا حکم دو تاکہ ہم یہاں سے نکل سکیں۔“ میں انہیں کھولتا ہوں۔“ عمران نے جولیا سے کہا اور

پھر تیزی سے اپنے ساتھیوں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

اس نے اپنے تمام ساتھیوں کی بندشیں کھولیں اور انہیں لیکر واپس آیا۔

”دیگن چند لمحوں میں پہنچ رہی ہے۔“ جولیا نے عمران کو بتایا۔

”صغیر!۔۔۔ راہداری میں پڑی ہوئی چار لاشوں کو گھسیٹ کر اندر ڈال دو۔“ کہیں آنے والے مشکوک نہ ہو جائیں۔“ عمران نے صغیر اور

کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر کہا اور صغیر، کیپٹن شکیل، نعمانی اور چوہان باہر

کی طرف دوڑے۔ البتہ صدیقی اور تنویر وہیں کھڑے رہے۔ ان کے چہروں پر شدید

تکلیف کے آثار نمایاں تھے۔ انہیں شاید چوہوں نے کچھ زیادہ ہی پیٹ ڈالا تھا اور

پھر چند لمحوں میں لاشیں اندر پہنچ گئیں۔

”یہ مادام یہاں بیہوش پڑی ہے۔“ جولیا نے ایک صوفے پر پڑی ہوئی

مادام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

مگر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا دروازے پر دستک ہوئی۔

”کون ہے۔“ جولیا نے کراخت لہجے میں پوچھا۔

”نمبر تھرٹین میڈم!۔۔۔ آپ کے حکم کے مطابق دیگن پہنچ چکی ہے۔“

باہر سے نمبر تھرٹین کی آواز سنائی دی۔

”اندہ آجاؤ۔“ جولیا نے عمران کے اشارے پر کہا اور دوسرے لمحے

دروازہ کھلا اور نمبر تھرٹین اندر داخل ہوا۔

مگر دروازے کے ساتھ کھڑے ہوئے عمران کا ہاتھ اس کے اندر داخل ہوتے

ہی حرکت میں آیا اور مشین گن کا بٹ پوری قوت سے نمبر تھرٹین کے سر کے دائیں

طرف پڑا اور وہ چیخ مار کر نیچے جا گرے۔ عمران کی ایک ہی سرب نے اسے دنیا و مافیہا

کہ مجرموں کی ہولناک تنظیم کا نہ صرف خاتمہ کر دیا گیا ہے بلکہ ان کے سربراہوں کو زندہ گرفتار کر لیا گیا ہے۔ ان پر بین الاقوامی عدالت میں مقدمہ چلے گا۔ صدر ایگرمیا نے کہا اور پھر انہوں نے مڑ کر اشارہ کیا اور دوسرے لمحے دروازہ ایک بار پھر کھلا اور دو عورتوں کو مسلح گارڈ دھکیلتے ہوئے سیٹج پر لے آئے۔ ان کے ہاتھ پیچھے کی طرف بندھے ہوئے تھے۔ ان میں ایک میڈم کیٹ تھی جب کہ دوسری مادام کیٹ تھی۔

یہ میڈم ڈاروجنی ہے۔ اس خوفناک تنظیم کی اصل سبب براہ بین الاقوامی مجرم۔ اس نے کوڈ نام میڈم کیٹ رکھا ہوا ہے۔ اور یہ دوسری اس کی سوتیلی بیٹی مادام شو جا میری ہے۔ نارمہ پول ان کا ہیڈ کوارٹر تھا۔ وہاں مادام شو جا میری مادام کیٹ کے نام سے کام کرتی تھی۔ جبکہ میڈم ڈاروجنی پس منظر میں رہتی تھی۔ وہاں انہوں نے بہت بڑا اور جدید ترین سائنسی آلات سے مزین ہیڈ کوارٹر بنا رکھا تھا اور ان کی تنظیم پوری دنیا میں پھیلی ہوئی تھی۔ اور مجھے یہ بتاتے ہوئے خوشی ہو رہی ہے کہ اس تنظیم کا خاتمہ ایک ایشیائی ملک پاکستان کی سیکرٹ سروس جس کا چیف ایگسٹو ہے کی کوششوں سے ہوا ہے۔ سپر ایڈر کی ٹیم میں تین لیڈی سیکرٹ ایجنٹوں نے ان کا پرنٹنگ ہیڈ کوارٹر تباہ کر دیا تھا مگر وہ خود بھی ہلاک ہو گئی تھیں۔ جب کہ تین مرد سیکرٹ ایجنٹ ان کے ہیڈ کوارٹر میں داخل ہوتے ہی ان کے ہاتھوں مارے گئے تھے۔ صدر ایگرمیا نے کہا اور پھر انہوں نے تفصیل سے عمران اور اس کے ساتھیوں کی کوششوں کا ذکر کیا۔

اس تنظیم کا ہیڈ کوارٹر تباہ ہو چکا ہے۔ ان سربراہوں سے ان

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

وسیع و عریض ہال دنیا بھر کے اخباری نمائندوں اور کیمرا مینوں سے بھرا ہوا تھا۔ صدر ایگرمیا نے اچانک عالمی پریس کانفرنس طلب کی تھی اور یہ اعلان بھی کیا گیا تھا کہ ایگرمیا میں کاغذی قیامت برپا کرنے اور پوری دنیا کے معاشی نظام کو ہلا کر رکھ دینے والی خوفناک بین الاقوامی تنظیم کا خاتمہ کر دیا گیا ہے اور اس کی تفصیلات کے لئے یہ پریس کانفرنس بلائی جا رہی ہے یہی وجہ تھی کہ نہ صرف ہال میں موجود ہر چہرے پر اشتیاق چھایا ہوا تھا بلکہ اس پریس کانفرنس پر پوری دنیا میں جس جس کے پاس ٹیلی ویژن تھا وہ اسے آن کئے اس پریس کانفرنس کے انتظار میں بیٹھا تھا۔

پھر صدر ایگرمیا دو مرکزی وزراء کے ساتھ ہال میں داخل ہوئے اور ہال تالیوں سے گونج اٹھا۔ صدر ایگرمیا نے مسکراتے ہوئے تالیوں کا جواب دیا۔

دوستو! میں انتہائی فخر و مسرت سے اس بات کا اعلان کرتا ہوں

کے دنیا میں پھیلے ہوئے تمام سامتیوں کا پتہ چلا لیا گیا ہے اور ان سب کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ اس طرح یہ خوفناک تنظیم ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم کر دی گئی ہے۔ پاکستانی سیکرٹ سروس کو ان کی خدمات کے اعتراف کے طور پر دنیا کا سب سے بڑا اعزاز آزر کر اس دیا گیا ہے۔ صدر ایگریمیا نے کہا۔

”جناب صدر! پاکستانی سیکرٹ سروس کے ممبران سے بھی ہمارا تعارف کرایا جلتے تاکہ ہم دنیا کے ان عظیم سپوتوں کو دیکھ سکیں۔“ ایک شخص نے اٹھ کر کہا۔

”آپ کی خواہش سب سے زیادہ ہے۔ لیکن چونکہ سیکرٹ سروس بین الاقوامی قوانین کے تحت پبلک کے سامنے نہیں آتی۔ اس لئے مجبوراً ان کا تعارف نہیں کرایا جاسکتا۔ البتہ دنیا کی اس عظیم سیکرٹ سروس کے سربراہ نے اپنا خاص نمائندہ اس پریس کانفرنس میں بھیجا ہے۔ بقول ان کے یہ سیکرٹ سروس کے رُوح رواں ہیں۔ لیکن سیکرٹ سروس کے باقاعدہ ممبر نہیں ہیں ماسٹر علی عمران۔“ صدر ایگریمیا نے مسکراتے ہوئے کہا اور ایک بار پھر دروازہ کھلا اور عمران اپنے مخصوص ٹیکنی کلر لباس میں چہرے پر جھانپتوں کا نمندہ پھیلائے لہجاً اور مٹھرانا اسٹیج پر آگیا۔

عمران کے استقبال کے لئے صدر ایگریمیا اور ان کے سامتی اور پھر ہال میں موجود ہر شخص اٹھ کھڑا ہوا۔

”ب۔ ب۔ بیٹھے!“ میں ماسٹر نہیں ہوں کہ کلاس سٹینڈ آپ ہو گئی ہے۔ میں تو علی عمران ایم۔ ایس۔ سی۔ ڈی۔ ایس۔ سی۔ (آکسن) ہوں۔ جسے اس کے باورچی سلیمان نے مونگ کی دال کھلا کھلا کر

کر اس حال تک پہنچا دیا ہے۔ عمران نے بڑے لچاتے ہوئے انداز میں کہا اور پورا ہال بے اختیار حلق سے نکلتے والے زوردار قہقہوں سے گونج اٹھا اور عمران یوں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ہال میں موجود لوگوں کو دیکھنے لگا جیسے وہ سب اُسے پاگل نظر آ رہے ہوں جو اچھی خاصی سنجیدہ بات پر خواہ مخواہ ہنس رہے ہوں۔

ختم شد

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
•
C
O
M